250

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،12۔مارچ2014

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات امور نوجوانان، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

سرکاری کارروائی

(اے) مسودات قانون کا ایوان میں پیش کیا جانا

1۔ مسودہ قانون (ترمیم) کارکردگی، نظم وضبط و جوابدہی ملازمین پنجاب 2014

ایک وزیر مسودہ قانون (ترمیم) کارکردگی، نظم وضبط و جوابدہی ملازمین پنجاب 2014 ایوان میں پیش کریں گے۔

2۔ مسودہ قانون (ترمیم) سول سرونٹس پنجاب 2014

ایک وزیر مسودہ قانون (ترمیم) سول سرونٹس پنجاب 2014 ایوان میں پیش کریں گے۔

3۔ مسودہ قانون (ترمیم) لائیوسٹاک بریڈنگ پنجاب 2014

ایک وزیر مسودہ قانون (ترمیم) لائیوسٹاک بریڈنگ پنجاب 2014 ایوان میں پیش کریں گے۔

4۔ مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب شہروں کی ترقی 2014 (مسودہ قانون نمبر 1 بابت 2014)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب شہروں کی ترقی 2014، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب شہروں کی ترقی 2014 منظور کیا جائے۔

250

5۔ مسودہ قانون(ترمیم)لاہور گیریژن یونیورسٹی2014(مسودہ قانون نمبر2بابت2014)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)لاہور گیریژن یونیورسٹی2014، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے تعلیم نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)لاہور گیریژن یونیورسٹی2014منظور کیا جائے۔

251

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولہویں اسمبلی کا ساتواں اجلاس

بدھ، 12-مارچ 2014

(یوم الاربعاء، 10-جمادی الاوّل 1435ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 58 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری عبدالغفار شاکر کرنے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

تَبٰرَكَ الَّذِیۡ جَعَلَ فِی السَّمَآءِ بُرُوۡجًا وَّ جَعَلَ فِیۡهَا سِرٰجًا وَّ قَمَرًا مُّنِیۡرًا ﴿۶۱﴾

وَ هُوَ الَّذِیۡ جَعَلَ الَّیۡلَ وَ النَّهَارَ خِلۡفَةً لِّمَنۡ اَرَادَ اَنۡ یَّذَّكَّرَ اَوۡ اَرَادَ شُكُوۡرًا ﴿۶۲﴾

وَ عِبَادُ الرَّحۡمٰنِ الَّذِیۡنَ یَمۡشُوۡنَ عَلَی الۡاَرۡضِ هَوۡنًا وَّ اِذَا خَاطَبَهُمُ الۡجٰهِلُوۡنَ

قَالُوۡا سَلٰمًا ﴿۶۳﴾ وَ الَّذِیۡنَ یَبِیۡتُوۡنَ لِرَبِّهِمۡ سُجَّدًا وَّ قِیَامًا ﴿۶۴﴾

سُوۡرَةُ الفرقان آیات 61 تا 64

اور (اللہ) بڑی برکت والا ہے جس نے آسمانوں میں برج بنائے اور ان میں (آفتاب کا نہایت روشن) چراغ اور چمکتا ہوا چاند بھی بنایا (61) اور وہی تو ہے جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے والا بنایا۔ (یہ باتیں) اس شخص کے لئے جو غور کرنا چاہے یا شکر گزاری کا ارادہ کرے (سوچنے اور سمجھنے کی ہیں) (62) اور اللہ کے بندے تو وہ ہیں جو زمین پر آہستگی سے چلتے ہیں اور جب جاہل لوگ ان سے (جاہلانہ) گفتگو کرتے ہیں تو سلام کہتے ہیں (63) اور جو وہ اپنے پروردگار کے آگے سجدے کر کے اور (عجز و ادب سے) کھڑے رہ کر راتیں بسر کرتے ہیں (64)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

اے ختمِ رُسل اے شاہ زمن
اے پاک نبی رحمت والے
تو جانِ سُخن موضوع سُخن
اے پاک نبی رحمت والے
اے عُقدہ کشائے کون و مکاں
تیرے وصف نہیں محتاج بیاں
عاجز ہے زباں قاصر ہے دہن
اے پاک نبی رحمت والے
اے پاک شجر کے پاک ثمر
تارے ہیں نبی اور تو ہے قمر
ہے ماہ جبیں تیری ایک کرن
اے پاک نبی رحمت والے
اے بدر وحنین کے راہنما
اے فاتح خیبر کے مولا
تیرا ایک اشارہ کفر
اے پاک نبی رحمت والے

تعزیت

سابق معزز ممبر اسمبلی جناب میر بادشاہ خان آفریدی

کی وفات پر دعائے مغفرت

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اس سے پہلے کہ ہم ایجنڈا کی کارروائی شروع کریں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس ایوان کے سابق معزز ممبر جناب میر بادشاہ خان آفریدی جو بڑے بارونق آدمی تھے رضائے الٰہی سے وفات پا گئے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ ان کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

(اس مرحلہ پر دعائے مغفرت کی گئی)

سوالات

(محکمہ جات امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ جات امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت کے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور منسٹر صاحب ان کے جوابات دیں گے۔ مجھے خوشی ہے کہ آج پہلا سوال دینے والے کی چھٹی ہے، وہ abroad ہیں لہذا اس کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کا ہے۔ سوال نمبر بولیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: سوال نمبر 133 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

بہاولپور: چولستان میں سیاحت کے فروغ کے لئے

اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیلات

*133: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چولستان ممتاز آثار قدیمہ اور اپنے مخصوص کلچر کی بنیاد پر اس خطہ میں ایک ممتاز نام رکھتا ہے؟

(ب) کیاحکومت اس علاقے میں سیاحت کے فروغ کے لئے کوئی اقدامات اٹھا رہی ہے؟
(ج) چولستان میں محکمہ سیاحت کے تحت کل کتنے ریسٹ ہاؤسز ہیں؟

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ چولستان ممتاز آثار قدیمہ اور اپنے مخصوص کلچر کی بنیاد پر اس خطہ میں ایک ممتاز نام رکھتا ہے۔

(ب) جی ہاں! ٹورازم ڈویلپمنٹ کارپوریشن آف پنجاب (TDCP) 2005 سے اس علاقہ میں ہر سال "ٹی ڈی سی پی" "چولستان جیپ ریلی" باقاعدگی سے منعقد کروا رہی ہے جسے دیکھنے کے لئے پورے ملک سے تقریباً ایک لاکھ کے قریب لوگ آتے ہیں۔ نیز ضلع بہاولپور میں لال سوہانرا نیشنل پارک میں چھ کمروں پر مشتمل ایک ریزارٹ ٹی ڈی سی پی نے تعمیر کر رکھا ہے جس کی مزید اپ گریڈیشن تکمیل کی آخری مراحل میں ہے۔

(ج) چولستان کے علاقہ میں محکمہ سیاحت کا کوئی ریسٹ ہاؤس نہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! مجھے چولستان کے حوالے سے یہ سوال پوچھنا ہے کہ جواب میں انہوں نے جیپ ریلی کا تذکرہ کیا ہے وہ جو area ہے اس area کے اندر جو وہاں کے سابق حکمران نواب صادق خان عباسی تھے، وہاں پر بہت ساری ایسی چیزیں ہیں کہ جس کو ہم سیاحت کے لئے مختص کر سکتے ہیں۔ National Heritage قرار دے سکتے ہیں۔ چولستان کی مخصوص ثقافت بہت پرانی ہے اس حوالے سے محکمہ کیا vision رکھتا ہے؟

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت اہم سوال ہے جو ہمارے فاضل دوست نے کیا ہے۔ بدقسمتی یہ رہی ہے کہ چولستان اور خاص طور پر اس ریجن کے اندر جتنا historically اور culturally rich علاقہ ہے اس کو ماضی میں tap نہیں کیا گیا اور جس طرح awareness آ رہی ہے اس کو بہتر کیا جا رہا ہے۔ جیپ ریلی جس کی یہ بات کر رہے ہیں جب یہ شروع کی گئی تو اس میں تین سے چار ہزار لوگ شریک ہوتے تھے۔ اس سال میں خود وہاں پر موجود تھا اور اس دفعہ لوگوں کی تعداد ڈیڑھ لاکھ سے زیادہ تھی جو اس جیپ ریلی کو دیکھنے کے لئے وہاں پر موجود تھے۔ نہ صرف پورے پاکستان سے بلکہ دنیا کے مختلف مقامات سے لوگ یہاں پر تشریف لائے تھے اور یہاں پر جو دراوڑ فورٹ ہے اس پر already

ہمارا focus ہو چکا ہے۔ وہاں کے جو وارثان ہیں ان سے ہم پچھلے دو سال سے بات چیت کر رہے ہیں اگر آپ خود اتنے بڑے treasure کو سنبھال نہیں سکتے تو کیا حکومت اس کو takeover کر لے اور اس پر پیسا لگانا شروع کرے؟ اسی طرح یہاں پر حکومت دو rest houses بنانے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ اس علاقے کے اندر desert جو کہ سفاری ہے اس کو بھی شروع کرایا جا سکے۔ یہاں پر جو تہذیب موجود ہے اس کے جو artifacts اور crafts ہیں اس کے لئے ہم ایک جامع پلان سمال انڈسٹریز کے ساتھ مل کر بنا رہے ہیں اور hopefully اگلے چھ ماہ میں یا اگلی جیپ ریلی جب آئے گی تو اس میں آپ کو اس سال کے مقابلے میں نمایاں تبدیلیاں نظر آئیں گی۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں ایک correction کرنا چاہوں گا۔ میرے معزز منسٹر نے اس ریلی کے حوالے سے جو بات کی ہے، ڈاکٹر صاحب بھی اس بات کی گواہی دیں گے کہ یہ جیپ ریلی اس وقت کے دور میں پہلی دفعہ جب میں منسٹر تھا تو اس وقت یہ میرے end سے حکومت کے اندر شروع کی گئی تھی۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ جو انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ دو چار ہزار بندے دیکھنے آتے تھے میں ان کی اطلاع کے لئے correction کر دوں کہ جو متعلقہ ایم پی اے صاحبان اس ضلع کے ہیں وہ اس بات کی گواہی دیں گے کہ اس وقت بھی وہاں پر لوگوں کا ہجوم ہوتا تھا اور تقریباً تیس، چالیس، پچاس ہزار تک لوگ اس کو دیکھنے آیا کرتے تھے۔ وہ صرف ایک دن پر محیط نہیں ہوتا تھا بلکہ جیپ ریلی کے ساتھ دوسرے میلہ جات بھی وہاں پر لگائے جاتے تھے وہ تقریباً چار سے پانچ روز تک جاری رہتا تھا۔ میں بس point of explanation پر یہی بات کہنا چاہتا تھا۔

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی اچھا اقدام ہو تو اس کو appreciate کرنا چاہئے۔ ایک بہترین کاوش کا آغاز کیا گیا تھا جس کی وجہ سے اس علاقے کے اندر دن بہ دن بہتری آ رہی ہے تو میں سابقہ منسٹر کو اس پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! سابق منسٹر تو میں تھا۔

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! یہ جو دونوں سابق منسٹر صاحبان تھے میں ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! پیشتر اس کے کہ ہم ضمنی سوالات کی طرف بڑھیں۔ ہمارے انڈیا سے معزز مہمان آئے ہوئے ہیں، جن میں ورندر سنگھ، مسٹر اواتر سنگھ، مسٹر راج پال سنگھ، مسٹر یاوندر سنگھ، مسٹر جسوندر سنگھ، اور ہروندر سنگھ شامل ہیں، ہم ان سب کو اس ایوان میں آمد پر خوش آمدید کہتے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں آپ کی بات کو second کرتا ہوں اور میں اپنی اور اپنے تمام دوستوں کی طرف سے معزز مہمانوں کو ایوان میں خوش آمدید کہتا ہوں۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! شاید وزیر موصوف بھی کچھ کہنا چاہتے ہوں تو میرا خیال ہے کہ پھر ذرا انتظار کر لیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر انسانی حقوق اور اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! جس طرح آپ نے ان تمام معزز مہمانوں کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے خوش آمدید کہا ہے تو میں بھی ان تمام دوستوں کو جو انڈیا سے تشریف لائے ہیں اور اس وقت Visiting Gallery میں بیٹھے ہیں on the behalf of the Punjab Government کو خوش آمدید کہتا ہوں اور صرف اس جملے کے ساتھ "کہ محبت کی کبھی سرحدیں نہیں ہوتیں" اس لئے ہم آپ کے بہت شکر گزار ہیں کہ آپ یہاں پر تشریف لائے ہیں۔ بہت شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ جیپ ریلی ایک اچھا event ہے اور میاں محمد اسلم اقبال صاحب نے شروع کیا تھا ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور رانا صاحب نے اس کو آگے بڑھایا ان کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں لیکن یہ جو جیپ ریلی ہے اس میں غریب آدمی کی practical participation نہیں ہوتی اور high-ups وہاں شغل میلے کا ایک سلسلہ شروع کر دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! اتنی بڑی شاباش میاں صاحب کو دی گئی ہے اور آپ نے ساری بات کو الٹ پلٹ کر دیا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں اس کو الٹ پلٹ نہیں کر رہا، میں اس کی نفی نہیں کر رہا ہوں اور میں یہ نہیں کہہ رہا ہوں کہ اس ریلی کو بند کر دیا جائے۔ میں نے تو ان کی حوصلہ افزائی اور ان کا شکریہ ادا کیا ہے۔ رانا مشہود صاحب نے بڑی محنت کر کے پنجاب میں یوتھ فیسٹیول کا بہت بڑا event کروایا

ہے اور اس میں دن رات یہ مصروف رہے ہیں۔اس حوالے سے اچھا کام کیا ہے اور وہ محنت کرتے ہیں۔ میں یہ عرض کروں گا کہ چولستان کا ایک اپنا کلچر ہے وہاں کی ثقافت ہے، وہاں پر دستکاری ہے، اس کے حوالے سے ایک ہفتہ event ہر سال گورنمنٹ اپنی supervision کے اندر وہاں پر ترتیب دے اس سے ہر سطح کے لوگوں کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔کیا اس قسم کا پروگرام arrange کرنے کے لئے کوئی منصوبہ بندی کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! پہلے میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ نے کبھی کبھی چولستان میں جاکر ریلی دیکھی ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں نے دیکھی ہے۔

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! ڈاکٹر سید وسیم اختر ہمارے بڑے پرانے دوست، ساتھی ہیں اور یہ ہمیشہ بڑے اچھے طریقے سے اپنے آپ کو ایوان میں carry کرتے ہیں۔ جو چولستان جیپ ریلی ہے اس کے ساتھ بہت زیادہ لوگوں کے کاروبار وابستہ ہو چکے ہیں کیونکہ جب اتنی بڑی تعداد میں لوگ وہاں پر آتے ہیں تو وہاں کے لوگ اپنے گھر کرائے پر دیتے ہیں۔ وہاں پر ایک نیا کلچر develop ہو گیا ہے کہ وہاں پر چونکہ گیسٹ ہاؤسز اور ہوٹلوں کی کمی ہے تو وہاں کے مقامی لوگ اپنے گھروں میں paying guest کے طور پر لوگوں کو رکھتے ہیں۔ جیسے چولستان اور خصوصاً بہاولپور کی کڑاہی کے حوالے سے research آئی ہے اس میں چولستان جیپ ریلی میں جو لوگ دُور دُور سے شریک ہوتے ہیں اس کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔ چولستان میں ہم اگلے سال جو کرنے جارہے ہیں اس حوالے سے میں ایوان کو یہ بتانا چاہوں گا کہ دراوڑ فورٹ کا notification حکومت نے already جاری کر دیا ہوا ہے اور اس کو protected side بھی declare کر دیا ہوا ہے۔ وہاں ہم عباسی فیملی کے notice میں لے کر آ چکے ہیں کہ اس پر حکومت جو کام کرنا چاہ رہی ہے اس کی protection کے لئے اگلے سال مارچ تک اگر آپ نے اجازت نہ دی تو اس کو باقاعدہ حکومت take-over کر لے گی تاکہ اتنا بڑا heritage ضائع نہ ہو اور اس پر ہم کام کریں۔ چولستان کے حوالے سے جو کلچر ہے یعنی گانے یا میوزک ہے اس کو promote کرنے کے لئے ڈاکٹر وسیم اختر صاحب کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنا دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ پہلے اُن سے میوزک کا پوچھ لیں کہ میوزک کو promote کرنا چاہئے؟

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ اگلے سال زیادہ بہتر طریقے سے ہم جو ایک ہفتے کا پروگرام کرائیں گے اس میں local stake holders کو شامل کر کے کرائیں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! رانا مشہود صاحب نے اس حوالے سے جو بات کی ہے یہ ایک خیر کا کام ہے اور میں اس میں پوری طرح participate کرنے کے لئے تیار ہوں۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں چولستان کے حوالے سے بات کر رہا ہوں تو ابھی تھر کا جو معاملہ ہوا ہے وہ انتہائی شرمناک ہے جس میں براہِ راست وزیر اعلیٰ سندھ اس کے ذمہ دار ہیں۔ اسی طرح وہاں کے کمشنر، ڈی سی وغیرہ لگے ہوئے ہیں ان کی براہِ راست ذمہ داری ہے۔

جناب سپیکر: جی، انہوں نے اس کا notice لے لیا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! Notice تب لیا جب وقت گزر گیا۔ وہاں بے چارے اتنے بچے اپنی جان ہار گئے اور حکومت بیٹھی رہی کہ شاید کیڑے مکوڑے مر گئے ہیں کوئی انسان نہیں ہیں۔ اس طرح کا رویہ بڑا شرمناک ہے اور ظاہری بات ہے کہ ہم بھی اس پر احتجاج کرتے ہیں۔ جو notice لیا ہے اچھا کیا ہے لیکن main responsible لوگ یعنی وزیر اعلیٰ سندھ، کمشنر یا ڈی سی کو sack کیا جانا چاہئے۔

جناب سپیکر! دوسری بات میں یہ عرض کروں گا کہ چولستان میں پچھلے پانچ چھ مہینے سے کوئی بارش نہیں ہو رہی تو وہاں پر بھی drought کی کیفیت پیدا ہو رہی ہے لہذا میں حکومت کو بہت پہلے ہی متنبّہ کر رہا ہوں کہ ابھی اس کا بندوبست کرنے کی کوئی منصوبہ بندی کریں۔

MR SPEAKER: Order please. Order in the House.

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! جہاں تک تھر کا issue ہے frankly حکومت پاکستان اور حکومت پنجاب کا vision بڑا clear ہے کہ وقت آئے گا تو جو لوگ بھی اس میں ملوث ہیں یعنی جن کی غیر ذمہ داری کی وجہ سے یہ ہوا اُن کے اوپر بھی الزام لگے گا لیکن اس وقت ضرورت اس اَمر کی ہے کہ ہم سب کچھ بھول کر اپنے ان بہنوں، بھائیوں اور بچوں کے لئے جو کچھ کر سکتے ہیں ہمیں کرنا چاہئے۔ حکومتیں اس حوالے سے ذمہ داروں کا تعین بھی کریں گی اور ان کے خلاف کارروائی بھی ہو گی لیکن وقت کی آواز یہ ہے اور میں ایوان کی طرف سے بھی کہوں گا کہ ہم سب کو مل کر جو حصہ ہم ڈال سکتے ہیں ہمیں ڈالنا چاہئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! ایک ضمنی سوال ہے۔

MR SPEAKER: It will be last supplementary on this question. Ok?

سردار وقاص حسن موکل: جی، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میرا منسٹر صاحب سے سوال صرف یہ ہے کہ جیپ ریلی، فورٹ دراوڑ اور چولستان کی national heritage کی بات کر رہے ہیں تو اس کے فروغ کے لئے تو اقدامات ہیں لیکن اس کی preservation کے لئے کیا اقدامات کئے جا رہے ہیں کیونکہ اگر کسی بھی جگہ پر ایک لاکھ سے زائد عوام آتی ہے تو وہاں پر بہت زیادہ گند اور اس طرح کے مسائل پیدا ہو سکتے ہیں۔ اگر آنے والے وقت میں اس جگہ کو ہم preserve ہی نہیں کریں گے تو فروغ کیا کریں گے؟ وزیر موصوف ذرا اس کو highlight کر دیں کہ جیپ ریلی یا ان events کے بعد یا پہلے یہ کس قسم کے اقدامات کر رہے ہیں تاکہ آنے والی نسلوں تک یہ چیز ایسے ہی چلتی رہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میرے خیال میں موکل صاحب نے ماشاء اللہ دنیا بھی لازمی دیکھی ہوگی کیونکہ یہ پڑھے لکھے ہمارے دوست ہیں۔ جہاں پر tourist زیادہ جاتے ہیں وہاں پر چیزیں خود بخود سنبھلنا شروع ہو جاتی ہیں اور infrastructure develop ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ میں نے جتنا study کیا ہے ان علاقوں میں اس طرح کے initiatives لینے کا مقصد بھی یہ ہوتا ہے کہ دنیا کا رُخ اس طرف ہو اور وہاں کا infrastructure develop ہو۔ میں مثال یہ دوں گا کہ جس وقت یہ ریلی شروع کی گئی تھی تو اس وقت وہاں پر علاقے اور سڑکوں کی حالت اور آج کی حالت میں فرق آنے کی بہت بڑی وجہ یہ ہے کہ وہاں پر اتنی زیادہ تعداد میں لوگ جانا شروع ہو گئے۔ میں یہ بھی ایوان کو بتانا چاہوں گا کہ وہاں پر کم از کم 80 ہزار لوگ جو غریب اور متوسط طبقے سے تعلق رکھتے ہیں، جو اس میں شرکت اس لئے کرتے ہیں کہ ان کے کاروبار چلتے ہیں۔ جب اتنی بڑی تعداد میں لوگ آتے ہیں تو hopefully ہر آئندہ آنے والا سال نہ صرف کلچر کی promotion اور اس کلچر کی preservation میں بلکہ اس علاقے کے infrastructure کی ڈویلپمنٹ میں یہ بہت بڑا کردار ادا کرے گا۔ شکریہ

جناب سپیکر: شاباش۔ اگلا سوال محترمہ شمیلہ اسلم صاحبہ کا ہے۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! سوال نمبر 154 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع وہاڑی: ڈسٹرکٹ سپورٹس کمیٹی کے ممبران و دیگر تفصیلات

***154: محترمہ شمیلہ اسلم:** کیا وزیر امور نوجوانان، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع وہاڑی میں کھیلوں کے فروغ کے لئے ڈسٹرکٹ سپورٹس کمیٹی بنائی گئی ہے اس کمیٹی کے ممبران کے نام اور نوٹیفکیشن سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) وہاڑی ڈسٹرکٹ سپورٹس کمیٹی کو مالی سال 13-2012 کے دوران کتنے فنڈز فراہم کئے گئے اور کمیٹی نے ان فنڈز کو کہاں کہاں خرچ کیا؟

(ج) کیا ہاکی کے فروغ کے لئے حکومت پنجاب ضلع وہاڑی میں خورشید انور سٹیڈیم میں آسٹروٹرف بچھانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر جواب اثبات میں ہے تو کب تک؟

وزیر امور نوجوانان، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان):

(الف) جی ہاں! سپورٹس بورڈ پنجاب کے ترمیم شدہ قواعد کے مطابق ڈسٹرکٹ لیول پر ڈسٹرکٹ سپورٹس اینڈ یوتھ ڈویلپمنٹ کونسل تشکیل دی گئی ہے۔ کونسل کے کنوینر میاں عمران خان دولتانہ ہیں جبکہ دیگر ممبران میں آصف سعید خان منہیس ممبر صوبائی اسمبلی پی پی۔238، جناب محمد نعیم اختر خان بھابھا ممبر صوبائی اسمبلی پی پی۔237، ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر وہاڑی، ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر ایجوکیشن وہاڑی، ڈپٹی ڈائریکٹر کالجز وہاڑی، چودھری خلیل احمد سیکرٹری وہاڑی کلب، زاہد منیر بھٹی صدر ڈسٹرکٹ ہاکی ایسوسی ایشن وہاڑی اور ڈسٹرکٹ سپورٹس آفیسر وہاڑی شامل ہیں۔

(ب) ڈسٹرکٹ سپورٹس اینڈ یوتھ ڈویلپمنٹ کونسل وہاڑی کو مالی سال 13۔2012 میں ڈسٹرکٹ گورنمنٹ وہاڑی کی جانب سے چوبیس لاکھ اڑتیس ہزار روپے کے فنڈز موصول ہوئے۔ یہ فنڈز پنجاب یوتھ فیسٹیول 2012 کے سلسلے میں ضلعی سطح پر مقابلوں کے انعقاد، ضلعی لیول پر نقد انعامات، ڈویژن کی سطح پر ہونے والے انٹر ڈسٹرکٹ مقابلوں اور صوبائی سطح کے

مقابلوں میں شرکت پر خرچ کئے گئے اس کے علاوہ جشن آزادی کے موقع پر وہاڑی اور میلسی میں کھیلوں کے مقابلوں کے انعقاد پر خرچ کئے گئے۔

(ج) خورشید انور سٹیڈیم وہاڑی میں فی الحال آسٹرو ٹرف بچھانے کا کوئی منصوبہ حکومت کے زیر غور نہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! جز (ب) میں بتایا گیا ہے کہ ڈسٹرکٹ وہاڑی کو سال 13-2012 کے درمیان 24 لاکھ 38 ہزار روپے کے فنڈز موصول ہوئے لیکن میں نے پوچھا یہ ہے کہ جتنی بھی وہاں پر games ہوئیں اُن پر علیحدہ علیحدہ سے بتایا جائے کہ کتنے پیسے خرچ کئے گئے اور جو میڈلز دیئے گئے اُن پر کتنی رقم خرچ ہوئی جس کی اس میں detail نہیں دی گئی؟

جناب سپیکر: انہوں نے جو detail دی ہے اس کو آپ check کر لیں۔

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میں اس میں یہ سمجھتا ہوں کہ محترمہ وہاں وہاڑی سے بہت فعال ممبر ہیں، تمام اداروں کے اندر ان کا جانا بھی ہوتا رہتا ہے اور یہ personal interest بھی لیتی ہیں۔ یہ چیز تو ان کو ہمیں بتانی چاہئے تھی کہ کتنی چیزیں use ہوئیں اور اس میں کتنا فرق ہے؟ میں اس ایوان کے توسط سے یہ بتانا چاہوں گا کہ overall detail جو پوچھی گئی تھی وہ بتا دی تھی۔ اگر ان کو پوری detail چاہئے تو already سپورٹس بورڈ یہاں پر موجود ہے۔ یہ اجلاس کے بعد بیٹھ جائیں تو ہم ان کو ایک ایک چیز کی detail آج ہی provide کر دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، اگلا ضمنی سوال کریں۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! سوال کے جز (ج) میں بتایا گیا ہے کہ ہاکی کے فروغ کے لئے حکومت پنجاب ضلع وہاڑی میں خورشید انور سٹیڈیم میں آسٹرو ٹرف بچھانے کا ارادہ نہیں رکھتی۔ صورتحال یہ ہے کہ وہاڑی نے ہاکی کے کئی نامور کھلاڑی پیدا کئے ہیں جن میں وسیم رندھاوا اور کاشف شیروانی وغیرہ شامل ہیں۔ جب وہاں پر سپورٹس فیسٹیول ہو رہا تھا تو وہاں پر آسٹرو ٹرف بچھانے کے لئے ڈی سی او وہاڑی نے ایک کثیر رقم کا اعلان کیا تھا تو میں جاننا چاہ رہی ہوں کہ جس رقم کا اعلان کیا گیا تھا، کیا اس کے تحت ابھی آسٹرو ٹرف بچھائی جائے گی یا نئے بجٹ میں اس کے لئے رقم مختص کی جائے گی؟

وزیر امور نوجوانان، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان):جناب سپیکر!یہ 8۔جون کا سوال ہے اور اس کا جواب 31۔جولائی 2013 کو آیا تھا۔اس کے بعد کی ڈویلپمنٹ یہ ہے کہ حکومت نے اس کے لئے آسٹروٹرف کے لئے منظوری دے دی ہوئی ہے اور اس سال کے اندر ہی وہاں پر آسٹروٹرف کا process start ہو جائے گا کیونکہ اس میں باقاعدہ پوری دنیا میں best آسٹروٹرف کے لئے ٹینڈر کرنے ہوتے ہیں تو ان کے لئے اور وہاڑی کے لئے خوشخبری یہ ہے کہ اس سال وہاڑی کے اندر آسٹروٹرف آجائے گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: محترمہ!آپ کو مبارک ہو۔

محترمہ شمیلہ اسلم: بہت شکریہ

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ عائشہ جاوید صاحبہ کا ہے لیکن وہ ملک سے باہر ہیں لہذا اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔اگلا سوال جناب احمد شاہ کھگہ صاحب کا ہے۔سوال نمبر بولیں۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر!میرا سوال نمبر 382 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پاکپتن: پی پی۔229 میں کھیلوں کے لئے گراؤنڈز بنانے کی تفصیلات

*382:جناب احمد شاہ کھگہ: کیا وزیر امور نوجوانان، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پاکپتن میں کون کون سی کھیلوں کے گراؤنڈز ہیں؟

(ب) کیا پاکپتن کے حلقہ پی پی۔229 کی عوام کے لئے کھیلوں کی گراؤنڈز میسر ہیں تو کہاں کہاں اور کون کون سی کھیلوں کی گراؤنڈز ہیں؟

(ج) اگر کھیلوں کی گراؤنڈز میسر نہ ہیں تو کیا حکومت پنجاب حلقہ کی عوام کے لئے کرکٹ، ہاکی، فٹبال اور دوسری کھیلوں کی گراؤنڈز بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر امور نوجوانان، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان):

(الف) پاکپتن میں مندرجہ ذیل کھیلوں کے گراؤنڈز ہیں۔

1۔	سپورٹس سٹیڈیم SP/36 پاکپتن۔	2۔	پلے گراؤنڈز نزد لاری اڈا پاکپتن
3۔	ریلوے کرکٹ گراؤنڈ پاکپتن	4۔	بیڈمنٹن ہال TMA پاکپتن

5۔ ضیاء شہید سٹیڈیم عارفوالہ 6۔ الہلال فٹبال گراؤنڈ عارفوالہ
7۔ بیڈمنٹن ہال عارفوالہ 8۔ ہاکی گراؤنڈ عارفوالہ

مندرجہ بالا کھیلوں کے گراؤنڈ میں کرکٹ ،ہاکی ، فٹبال ،والی بال اور دیگر تمام گیمز کے مقابلہ جات منعقد ہوتے ہیں۔

(ب) حلقہ پی پی۔229میں عوام کے لئے کوئی مناسب کھیلوں کے گراؤنڈز میسر نہ ہیں۔ علاوہ ازیں مندرجہ ذیل گورنمنٹ ہائر / ہائی سکولز میں کھیلوں کے گراؤنڈز موجود ہیں۔

1۔	گورنمنٹ ہائی سکول29/SP	فٹبال،ہاکی،کرکٹ اور باسکٹ بال
2۔	گورنمنٹ ہائی سکول83/D	فٹبال،ہاکی اور کرکٹ
3۔	گورنمنٹ ہائی سکول70/D	فٹبال اور کرکٹ
4۔	گورنمنٹ ہائی سکول نورپور	فٹبال اور ہاکی
5۔	گورنمنٹ ہائی سکول96/D	فٹبال اور والی بال
6۔	گورنمنٹ ہائی سکول ڈھپی	فٹبال،ہاکی اور کرکٹ
7۔	گورنمنٹ ہائی سکول27/SP	فٹبال اور باسکٹ بال
8۔	گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول ملکہ ہانس	باسکٹ بال

(ج) حکومت پنجاب حلقہ کی عوام کے لئے کرکٹ ،ہاکی، فٹبال،اور دوسری کھیلوں کے گراؤنڈز جلد بنانے کا رادہ رکھتی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! انہوں نے جواب دیا ہے کہ اس حلقہ میں کل آٹھ سکول ہیں جن میں گراؤنڈز ہیں۔ میرا ضمنی سوال اور گزارش بھی ہے کہ آٹھ نمبر پر گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول ملکہ ہانس ہے۔

جناب سپیکر: آپ گزارش کسی اور طرف نہ کریں۔ آپ نے گزارش نہیں کرنی کیونکہ آپ معزز ممبر ہیں۔ آپ سوال پوچھ سکتے ہیں جس کا جواب لے سکتے ہیں۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میری request یہ ہے کہ ملکہ ہانس ایک تاریخی قصبہ ہے جس میں حضرت وارث شاہ صاحب نے بیٹھ کر ہیر بھی لکھی ہے اور اس کی آبادی یقیناً پچاس ہزار کے قریب ہے۔ اس میں صرف باسکٹ بال کا ایک چھوٹا سا گراؤنڈ ہے۔ اس قصبے میں محکمہ اوقاف کا سینکڑوں ایکڑ رقبہ بھی

پڑا ہے لہذا مہربانی فرما کر گراؤنڈ کے لئے دو چار ایکڑ دے دیا جائے کیونکہ ملکہ ہانس کے باسیوں کی بہت دیرینہ خواہش بھی ہے۔ میں ان سے یہ request بھی کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ پھر کیا کر رہے ہیں؟

جناب احمد شاہ کھگہ: چلو نہیں کرتا۔ براہِ مہربانی مجھے یہاں گراؤنڈ کے لئے کوئی یقین دہانی کرائیں اور اسی سال اس کا افتتاح بھی رانا صاحب خود کریں کیونکہ یہ بڑے سپورٹس مین ہیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ ملکہ ہانس گراؤنڈ کے لئے اگر یہ کوئی یقین دہانی کرادیں تو مہربانی ہو گی۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال کریں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! ان کی یہ supplementary request ہے۔

وزیر امور نوجوانان، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میں دو چیزیں اس ایوان کے notice میں لے کر آنا چاہتا ہوں کہ سپورٹس کلچر کا revival ہے اس پر باقاعدہ پوری working موجود ہے اور پاکستان کی تاریخ میں سال 12-2011 کے اندر پہلی دفعہ یہ ہوا کہ ہم نے پورے پنجاب کے اندر پہلی دفعہ 4 ہزار 312 گراؤنڈز کو identify کیا، اُن کا nomenclature تبدیل کر کے باقاعدہ یہ کیا کہ ان گراؤنڈز کے اندر اب کوئی اور activity نہیں ہو سکے گی، ان پر قبضہ نہیں ہو سکے گا، یہاں پر کوئی پلازے نہیں بن سکیں گے اور یہ حکومت پنجاب کا ان گراؤنڈز کی identification کے بعد وہاں پر سپورٹس فیسٹیول اور پھر سپورٹس فیسٹیول کا انعقاد ہوا۔ اس سال پانچ ہزار سے زائد گراؤنڈز تھیں تو ہر آنے والے سال میں ان گراؤنڈز کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ میرے فاضل ممبر نے جس طرف نشاندہی کی ہے تو ہم نے بالکل already تمام اضلاع میں کہہ دیا ہے کہ وہ گراؤنڈز جو identify ہو چکی ہیں ان کی maintenance کا ایک پورا طریق کار بن رہا ہے جس کے لئے sustainable model پر ہم جا رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ جو نئی گراؤنڈز identify ہو رہی ہیں انہیں develop کرنے کے لئے اور ان پر کام کرنے کے لئے معزز ایوان سے میری گزارش ہے کہ آپ اپنے طور پر بھی، ہم سپورٹس فیسٹیول کے خاتمہ کے فوری بعد تمام اضلاع میں کمیٹیاں بنا رہے ہیں جو ان سپورٹس گراؤنڈز کی identification، ان پر جو self sustainable model کی طرف جانا ہے، میں ایک بات اور بھی کہوں گا کہ جہاں جہاں پر حکومت کے ایم پی ایز اور ایم این ایز موجود ہیں وہاں اور جہاں پر نہیں ہیں وہاں پر اپوزیشن کے ایم پی ایز اور ایم این ایز کو بھی ساتھ لے کر چلیں گے اور

ان کمیٹیوں کے اندر انہیں بھی پورا موقع دیں گے تاکہ actual صورتحال نکل کر سامنے آ سکے اور چل سکے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: Congratulations جی،اب کسی اور طرف بات نہ لے کر جانا۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی،اسی سوال کے متعلقہ بات کریں۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! اسے ضمنی سوال ہی سمجھیں۔ رانا صاحب نے پہلے بھی میرے ساتھ ایک وعدہ کیا تھا۔ میں نے اسی معزز ایوان میں کھڑے ہو کر ان سے پوچھا تھا کہ جو DCCs آپ بنا رہے ہیں تو کیا اس میں اپوزیشن کے ممبر ہوں گے تو رانا صاحب نے فرمایا تھا کہ اس میں ہوں گے۔ میں نے ان کے وعدے پر اعتبار کیا تھا اور آج بھی یہ۔۔۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے ان سے ابھی جواب لیتے ہیں۔ لینے دینے کی بات چھوڑیں آپ چھلانگیں تو دیکھیں۔

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میں معزز ممبر سے کہوں گا کہ میں نے جو بات کی ہے وہ سپورٹس کمیٹی میں share دینے کی کی ہے حکومت میں دینے کی نہیں کی ہے۔(قہقہہ)

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! اگر آپ ریکارڈ نکلوالیں کہ اگست کے مہینے میں رانا صاحب ہی وزیر تھے اور اب بھی وہی ہیں۔ میں نے ایک سوال کیا تھا اور رانا صاحب نے ایک بات کی تھی کہ ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن کمیٹیاں بن رہی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ پھر بات ادھر لے گئے ہیں۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! اب میں دوبارہ یہ سوال کروں گا کیونکہ۔۔۔

جناب سپیکر: میں اس کا تو نوٹس لے سکتا ہوں لیکن پہلے والی بات کا نہیں۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محنت وانسانی وسائل (میاں نوید علی): جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ آپ ضمنی سوال نہیں کر سکتے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محنت وانسانی وسائل (میاں نوید علی) جناب سپیکر! میں پارلیمانی سیکرٹری بن کر عذاب میں آ گیا ہوں۔ میرے حلقے کا سوال ہے۔

MR SPEAKER: No, I am sorry for that, you are not allowed. Thank you, have your seat.

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سردار شہاب الدین خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! رانا صاحب نے سپورٹس فیسٹیول کے حوالے سے بڑی گفتگو کی ہے۔ رانا صاحب ہمارے لئے بڑے قابل احترام بھائی ہیں اور آپ کے توسط سے related question ہے کیونکہ گراؤنڈز کے حوالے سے بات ہو رہی تھی تو میں وزیر موصوف کی توجہ ساؤتھ کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ جنوبی پنجاب میں پچھلے پانچ سال دیکھیں اور اب بھی موجودہ حکومت کو ایک سال ہونے کو ہے تو ضلع لیہ کے حوالے سے بات کروں گا کہ چوک اعظم سٹی ضلع لیہ کے حوالے سے وہاں پر خورشید سپورٹس کمپلیکس کی ایک بنیاد رکھی تھی، پتا نہیں کتنے بجٹ وہاں پر پاس ہو چکے ہیں، وزیر موصوف کیا مجھے یہ بتائیں گے کہ ساؤتھ کے حوالے سے جو ڈویلپمنٹ ہو رہی ہے تو کیا ساؤتھ میں ضلع لیہ، ڈیرہ غازی خان، راجن پور اور مظفر گڑھ میں بھی گراؤنڈز کو بہتر کرنے کے لئے کوئی بجٹ مختص کرنے کا ارادہ ہے؟

جناب سپیکر: وہ سارے پنجاب کے وزیر ہیں، صرف ایک سائیڈ کے وزیر نہیں ہیں۔

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! ہر سال جو بجٹ آتا ہے اس کے اندر ہر ڈویژن کا اور پھر district wise اس کا حصہ ہوتا ہے۔ سپورٹس فیسٹیول کی میرے محترم بھائی نے بات کی ہے تو اس دفعہ ہم نے یہ کیا تھا کہ ہر ضلع کی ہر level کے خاتمہ پر جب اس کی assessment کروائی جو کہ independent assessments تھیں۔ میں اس معزز ایوان کو یہ بتانا چاہوں گا کہ جب neighbourhood اور village council کا level ہوا، جب یونین کونسل کا level ہوا، جب tehsil level کا ہوا، جب district level کا ہوا اور جب divisional level کا ہوا تو ان پانچ levels کے اندر جن اضلاع نے ٹاپ کیا، ہم پہلے تین اضلاع لیتے تھے جو top کرتے تھے اور تین اضلاع جو سب سے نیچے ہوتے تھے تو ان پانچ events میں تین اضلاع میں سے ہمیشہ دو اضلاع جنوبی پنجاب کے آئے۔ اتنا زیادہ interest وہاں پر تھا اور وہاں پر جو participations

تھیں، وہاں سے جس طرح کھلاڑی نکل کر آئے، میں یہاں پر بالکل یہ ایوان کو کہنا چاہتا ہوں کہ ہم نے گراونڈز امریکہ اور انگلینڈ کے level کی نہیں بنادیں لیکن ہم نے ایک آغاز کیا ہے اور آئندہ آنے والا ہر دن ان گراونڈز کی maintenance کے حوالے سے، ان گراونڈز کی identification کے سلسلے میں اور پھر اس سے بڑھ کر یہ لوگ جو winners یہاں سے نکل رہے ہیں تو ان winners کو ہم لوگ نہ صرف یہ کہ انعامات دیتے ہیں بلکہ انعامات کے بعد وزیر اعلیٰ پنجاب نے، پنجاب کی تاریخ میں پہلی مرتبہ، جس طرح پنجاب ایجوکیشن انڈوومنٹ فنڈ کا قیام کیا تھا جس سے آج ہمارے وہ بچے اور بچیاں جن کی تعلیم کا خرچہ وہ خود نہیں اٹھا سکتے، پرائیویٹ انسٹیٹیوشنز میں ان کی تعلیم کا خرچہ حکومت پنجاب اٹھاتی ہے اور incidentally اس ماڈل کو Duffield نے ماڈل بنا کر دنیا کے ساتھ جو پسماندہ ممالک میں لے کر جا رہا ہے، انہی بنیادوں پر سپورٹس انڈوومنٹ فنڈ کا قیام 2۔ارب روپے سے کیا جا رہا ہے جس میں ہر سال 2۔ارب روپے کا اضافہ کیا جائے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! انڈوومنٹ سپورٹس فنڈ سے جو sports veterans ہیں، جن کی ساری عمر سپورٹس کی خدمت میں گزر جاتی ہے اور پھر اس کے بعد ان کا کوئی پرسان حال نہیں ہوتا، یہ ان کی maintenance و پر، انہیں دوبارہ فعال بنا کر ان کے کردار کو دوبارہ سپورٹس کی طرف لے کر آنے کے لئے اور یہ جو budding talent نکل رہا ہے، اس کی grooming کے لئے یہ سپورٹس انڈوومنٹ فنڈ بنایا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم نے دو فیصد جو sports activities کے لئے اور دو فیصد youth development کے حوالے سے ہر ضلع کے A.D.P کے اندر مختص کر دیا ہے جو کہ ایک صحت مند معاشرے اور صحت مند قوم کی طرف ایک آغاز ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس پر irrespective of political divide ہم سب کو مل کر اسے appreciate کرنا چاہئے اور اس میں جہاں جہاں پر خامیاں نظر آئیں، انہیں بالکل point out کرنا چاہئے تاکہ ہم اس پر اپنی اصلاح کر سکیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! سپورٹس فیسٹیول کے ذریعے اتنا زبردست ٹیلنٹ سامنے آ رہا ہے اور پوری دنیا کے اندر پاکستان کا نام روشن ہو رہا ہے کہ سر سے کتنے اخروٹ توڑنے ہیں، بنیان کتنی جلدی پہننی ہے، روٹیاں کتنی جلدی لگانی ہیں، الٹا ہو کر کیسے ناچنا ہے، سیدھا ہو کر کیسے ناچنا ہے؟ یہ سوچ لیں

کہ عوام کا پیسا کتنی بے دردی سے ان events کے اوپر ضائع کیا جا رہا ہے۔ رانا صاحب اور ان کی حکومت کو بہت بڑا کریڈٹ جاتا ہے اور میں سب سے کہوں گا کہ ان کے لئے clapping کی جائے۔

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! جو point out میرے فاضل دوست نے کیا ہے وہ میں سمجھتا ہوں کہ آج ہمیں اس کی پوری ایک assessment کرنی چاہئے اور میں اس معزز ایوان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس Youth Festival کا impact معاشرے پر کیا پڑا ہے، یوتھ پر کیا پڑا ہے اور دنیا کی تین بڑی آرگنائزیشنز یہ پاکستان کی آرگنائزیشنز نہیں ہیں۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف اپنی نشستوں پر کھڑے ہو گئے)

MR SPEAKER: No interruption please

انہیں جواب مکمل دینے دیں۔

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جب اس معزز ایوان کے floor پر کوئی سوال پوچھا جاتا ہے تو مہربانی کر کے اس کا جواب سن کر بات کیا کریں۔

جناب سپیکر: جی، بالکل۔

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس کا جو impact معاشرے پر آیا ہے، آج اس کے اوپر باقاعدہ studies ہو رہی ہیں، میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ انہیں جو گنز ورلڈ ریکارڈز نظر آ رہے ہیں جس پر یہ کہتے ہیں کہ سر سے اخروٹ توڑے، ناریل توڑے تو بات یہ ہے کہ سپورٹس فیسٹیول کی اصل spirit کیا ہے؟ سپورٹس فیسٹیول شروع ہو رہا ہے neighbourhood اور village council level سے، جس طرح میں نے پہلے کہا کہ پھر یونین کونسل سے ہوتا ہوا صوبائی سطح تک پہنچتا ہے۔ اس کے بعد جو talent یہاں پر نکلتا ہے، ابھی ہمارے قومی سپورٹس فیسٹیول جس میں تمام صوبے شرکت کر رہے ہیں اور اس کے اندر ہمارا جو talent نیچے سے نکل کر آیا ہے جسے raw talent کہتے ہیں، ہم اس کا مقابلہ اس نیشنل talent کے ساتھ کروائیں گے اور جب اس کے بعد انٹرنیشنل سطح کے لوگ پچھلے سال 26 ملک اس پاکستان میں آئے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہاں پر آنے کو کوئی تیار نہیں ہے تو اس سال انشاء اللہ تعالیٰ 40 ممالک اس فیسٹیول کے اندر شرکت کریں گے اور national level سے International level تک ہم اپنے talent کو اپنی صلاحیتیں دکھانے کا موقع دیں گے اور قوم کو موقع دیں گے کہ اس talent کو دیکھ سکے۔

جناب سپیکر: آپ اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں اور وزیر موصوف کو بات مکمل کرنے دیں۔

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! یہ میری پوری بات تو سن لیں کیونکہ ابھی انہوں نے گنزبک کی بات کی ہے تو اگر یہ اخروٹ توڑنے والی بات کرتے ہیں تو اخروٹ توڑنے والا ریکارڈ کس ملک کا تھا؟ اس ملک کے اندر جس وقت یہ ریکارڈ بنا تھا اور اس وقت ہم یہ ریکارڈ توڑ رہے ہیں، امریکہ، کینیڈا، چین، جاپان، جرمنی کے ریکارڈ کو documented کوئی پاکستانی ایجنسی نہیں کر رہی بلکہ یہ وہ S.O.Ps ہیں، یہ وہ terms ہیں جو پوری دنیا کے اندر نافذ ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف اپنی نشستوں پر کھڑے ہو کر
کہنے لگے کہ یہ سوال کا جواب دیں تقریر نہ کریں)

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں کیونکہ وہ آپ کی بات کا جواب دے رہے ہیں اور سننے کی ہمت اور حوصلہ بھی رکھیں۔

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! آخری بات کر کے میں ختم کرتا ہوں اور آخری بات یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پاکستانی نوجوانوں کا عزم دیکھیں، جس اخروٹ توڑنے والے کی یہ بات کرتے ہیں اس کی پیشانی سے خون نکلنا شروع ہو گیا تھا، وہ کراچی کا بچہ تھا، وہ بچہ کراچی سے اپنی ٹیم لے کر آیا، اس نے شرکت کی اور آج اس کے کلب کو، جس کلب کی وہ نمائندگی کرتا تھا، اس کلب نے تین ریکارڈ بنائے، آج انہیں اپنے فن کا مظاہرہ کرنے کے لئے گنز نے اپنے ہیڈ آفس بلایا ہے کہ وہاں پر آ کر یہ کر کے دنیا کو دکھاؤ۔ یہ پاکستانی نوجوانوں کا عزم ہے اور یہ پاکستان کا sharp image ہے جو دنیا کے سامنے جا رہا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ضمنی سوال کے جواب میں وزیر موصوف نے یہاں پر جو اتنی لمبی تقریر فرمائی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جو پوچھا تھا اس کا جواب تو انہوں نے دینا تھا۔

قائدِ حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یوتھ فیسٹیول کے اندر صرف ایک event ہے جس کو انہوں نے postpone کیا اور اس غریب صوبے کا کروڑوں روپیہ اُس پر ضائع ہوا۔۔۔

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! ان کو بات کرنے دیں۔

قائدِ حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یوتھ فیسٹیول پر جو کروڑوں روپے کی کرپشن ہے اس کے قصے زبان زد عام ہیں اور پنجاب کا ہر فرد پوچھتا ہے کہ یہ ڈرامہ بازی جو یوتھ فیسٹیول کے نام پر ہو رہی ہے اس کے اندر ہمارے خون پسینے اور ٹیکسوں کی رقم کو اس طرح سے کیوں ضائع کیا جا رہا ہے؟ یہ جو انہوں نے اتنی لمبی تقریر کی ہے وہ میری یہ بات سن لیں، اب یہ میری بات سننے کا حوصلہ پیدا کریں۔ دو لاکھ ٹریک سوٹ خریدے گئے جس میں 400 روپے کا ایک ٹریک سوٹ 1100 روپے میں خریدا گیا۔

جناب سپیکر: آپ میری بات سنیں، Please listen me. میاں صاحب! مجھے بات کرنے دیں (شور وغل)

قائدِ حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ پنجاب کی حکومت کہتی ہے کہ جہاں کرپشن ہے آپ بتائیں۔ یہ یوتھ فیسٹیول میں کرپشن کا mega scandal ہے اس کی تحقیقات ہونی چاہئیں کہ قوم کے کروڑوں بلکہ اربوں روپے کس طرح سے ضائع کئے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کو اختیار حاصل ہے کہ آپ black and white لے کر آئیں۔

We can take notice of it?

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میں قائد حزب اختلاف کی بات کا جواب دوں گا۔۔۔ (قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: Please order in the House.

ان کی بات کا جواب دینے دیں۔

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! جب میں اس معزز ایوان میں کھڑا ہوں تو میں اس بات کا فخر کے ساتھ اعلان کرتا ہوں کہ جب ہم نے سپورٹس فیسٹیول کروایا تو اُس کا audit ہوا جب ہم نے پچھلا یوتھ فیسٹیول کروایا اُس کا بھی audit ہوا، درمیان میں interim حکومت بھی آئی اور اللہ کے فضل سے ایک audit پیرا نہیں بنا۔ اتنا شفاف، اتنا transparent اور اتنا merit based۔۔۔(قطع کلامیاں)

MRSPEAKER: Please order in the House.

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): اب آپ بات سننے کا حوصلہ پیدا کریں۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز حزب اختلاف کے ممبران اپنی نشستوں پر کھڑے ہو گئے)

(معزز حزب اقتدار ممبران کی طرف سے "یوتھ فیسٹیول زندہ باد" کی نعرہ بازی)

قائدِ حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!۔۔۔

MRSPEAKER: Yes, This is not fair.

انہوں نے ہمت سے سنا ہے، صبر سے سنا ہے، غور سے سنا ہے اور اب آپ بھی سنیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! میری بات سنیں اب ان کو کیا کہتے ہیں، آپ نے بات کی ہے اور کیا انہیں جواب دینے کا حق نہیں ہے؟(قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: Order please, order please, order in the House. Be careful. No cross talk please.

آپ اس کا کوئی black and white لے کر آئیں ہم اس کا نوٹس لیں گے۔

قائدِ حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): یہ سوال کا جواب دیں؟(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جی، وہ جواب دے رہے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، مائیک بند کر دیں۔ آپ کیا کر رہے ہیں؟(شور وغل)

What are you doing? No, No. Order please, order please, order in the House.

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): قائد حزب اختلاف نے سوال کیا ہے اور میں اس کا جواب on the floor of the House دینا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی پہلے اُن کی بات سن لیں؟

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے سوال کیا اس کا جواب تو لے لیں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! آپ تشریف رکھیں

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! پورے سوال کا ہی جواب دے رہا ہوں۔ میں اسی کا جواب دے رہا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، یہ طریق کار درست نہیں ہے۔ میاں صاحب! آپ کے پاس اختیار ہے، قانون نے آپ کو حق دیا ہے اور اپنا حق استعمال کریں۔

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میاں صاحب پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کو Head کرتے ہیں۔ میاں صاحب جواب لے لیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! جب وزیر موصوف غلط بیانی کریں گے، صریحاً جھوٹ بولیں گے تو بات آگے نہیں چلے گی۔

جناب سپیکر: جی، نہیں چلے گی۔

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میاں صاحب قائد حزب اختلاف ہیں اور میں ان کا بہت احترام کرتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، احترام کرنا چاہئے۔

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! ہم نے زندگی میں اس مقدس ایوان تک پہنچنے کے لئے جیلیں کاٹیں، صعوبتیں برداشت کیں، ہم کبھی غلط بات نہیں کریں گے اور انہوں نے بڑے آرام سے کہہ دیا کہ جھوٹ بولا جائے گا۔ رانا مشہود احمد اس مقدس

ایوان کا تقدس کبھی پامال نہیں ہونے دے گا۔ میں جو بات یہاں کروں گا پوری ذمہ داری اور پورے ریکارڈ کے ساتھ کروں گا(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: آپ کیا کرتے ہیں، آپ کو کس نے جھوٹ اور غلط جواب کا کہا؟

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! یہاں میاں محمود الرشید صاحب نے بات کی کہ 2لاکھ ٹریک سوٹ تیار کئے گئے۔ یہ ریکارڈ کی بات ہے کہ پندرہ ہزار athletes جو نیچے سے جیتتے ہوئے اوپر تک پہنچے اُن کے لئے یہ ٹریک سوٹ تیار ہوئے اور اگر پندرہ ہزار سے اوپر تعداد میں ایک بھی زیادہ ہو تو ہم حاضر ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ انہوں نے کہا کہ چار سو روپے میں ملنے والا ٹریک سوٹ گیارہ سو کا خریدا گیا۔ اس یوتھ فیسٹیول کے اندر بارہ کمیٹیاں بنی ہوئی ہیں جو ایک ایک step کو monitor کرتی ہیں۔(شور وغل)

جناب سپیکر! اس کے اندر PEPRA Rule کو in letter and spirit follow کیا گیا اور اس کے ساتھ ساتھ آج ہم اپنے نوجوانوں کو کھیلوں کی طرف نہ لے کر آئیں تو کیا ان کے ہاتھوں میں کلاشنکوفیں دے دیں؟ آج اُن کو ہم نے تعلیم کے میدان میں آگے لے کر جانا ہے، آج ان کو کھیل کے میدان میں آگے لے کر جانا ہے، آج اس قوم کا مستقبل صرف اور صرف اس چیز سے وابستہ ہے کہ ہم اپنے نوجوانوں کی capacity building کریں۔ اس capacity building پر ہم پر جتنے مرضی الزامات آتے رہیں ہم اس قوم کی خاطر یہ تمام الزامات بھی برداشت کریں گے اور اپنے نوجوانوں کی character building کے اندر، capacity building پر اپنا کردار ادا کرتے رہیں گے۔ انہوں نے آخری بات کی کہ قومی ترانے کے ریکارڈ پر حکومت کا کروڑوں روپے لگ گیا۔

جناب سپیکر! ریکارڈ کو درست رکھنا چاہئے ہم نے اس کے اندر sponsors رکھے ہوئے تھے، ہم نے accommodate کیا ہے۔ ہم ان کو opening ceremony میں accommodate کر رہے ہیں۔ ہماری international opening ceremony بھی آئے گی اس کے اندر ہم ایک ایک پیسے کا حساب رکھ رہے ہیں۔۔۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! ان کو کون monitor کر رہا ہے اور یہ کس طرح monitoring ہوتی ہے؟

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! ڈاکٹر صاحب ابھی سیاست میں نئے نئے آئے ہیں ان کو پتا چل جائے گا کہ کس طرح monitoring ہوتی ہے۔(شور وغل)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ان کی بات سنیں، یہ ٹھیک نہیں ہے۔ پہلے سردار صاحب کا جواب لینے دیں۔

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! انہیں اخروٹ ٹوٹنے کی اتنی تکلیف ہے اگر تربوز ہوتا تو پھر کیا ہوتا۔(قہقہہ)

جناب سپیکر: بڑی مہربانی، شکریہ۔ جی، کھگہ صاحب!

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! ماشاء اللہ یوتھ فیسٹیول میں بہت اچھے ریکارڈ بنائے گئے میں رانا صاحب کو اُن کی داد دیتا ہوں۔ ابھی انہوں نے بتایا ہے کہ اخروٹ توڑنے کا جو ریکارڈ بنایا گیا ہے اس میں اس شخص کا خون بھی نکلا ہے۔ میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ جس دن یہ فیسٹیول کینسل ہوا تھا اُس دن اولے بھی پڑے تھے میرے پاکپتن سے بھی کافی لڑکے آئے تھے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اپنا ضمنی سوال کریں۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ان کے بھی سر پھٹے ہیں ان کو بھی ورلڈ ریکارڈ ملا ہے یا نہیں ملا؟

جناب سپیکر: آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پاکپتن میں جو grounds ہیں۔ انہوں نے میرے دو grounds کے بارے میں بتایا ہے تو میں وزیر صاحب سے کہنا چاہتا ہوں کہ وہاں کوئی کمیٹی بنا دیں جو ان کو چیک کرے کہ ان میں پانی کھڑا ہے ان کا level برابر ہے یا نہیں ہے؟ ان grounds سے متعلقہ کافی مسائل ہیں کیونکہ آبادی بہت بڑی ہے اور grounds تھوڑے ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس کے متعلق کیا کوئی کمیٹی بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میں نے پہلے ہی معزز ایوان کے سامنے کہا ہے کہ جہاں جہاں ہمارے محترم ایم پی اے صاحبان سمجھتے ہیں کہ

وہاں پر grounds available ہیں ان کو identify کر کے ہمیں بتائیں کیونکہ ہمارا vision ہی یہ ہے کہ ہم ان grounds کو آباد کرنا چاہتے ہیں۔ یہ بالکل میرے نوٹس میں لائیں۔

جناب سپیکر: راناصاحب! آپ اپنے کسی آفیسر کی ڈیوٹی لگائیں جو کھگہ صاحب کے ساتھ رابطہ کریں۔

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! Question Hour کے بعد یہ مجھ سے ملیں۔ یہاں متعلقہ افسران موجود ہیں میں بالکل ان کے ساتھ مل کر یہ مسئلہ حل کراتا ہوں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں نے بھی بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: جی، سردار صاحب!

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ اسی بحث و مباحثہ میں کافی دیر ہو گئی ہے۔ محترم وزیر صاحب نے میرے ضمنی سوال کا جواب نہیں دیا۔

جناب سپیکر: کس کا؟

سردار شہاب الدین خان: میرا ضمنی جو سوال تھا۔ محترم وزیر صاحب نے بڑی تفصیلاً ایسی speech کی ہے جو انہیں جلسہ عام میں کرنی چاہئے تھی لیکن یہ انہوں نے on the floor of the House کی ہے۔ انہوں نے بہت تعریفیں کی ہیں۔

جناب سپیکر: آپ نے جو ضمنی سوال پوچھا تھا اس کا جواب انہوں نے دے دیا ہے۔ انہوں نے کوئی غیر پارلیمانی الفاظ استعمال نہیں کئے جن کو میں حذف کراتا۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ تھا کہ پچھلے پانچ سال حکومت PML(N) کی تھی۔۔۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب نے جواب دے دیا ہے اگر آپ نے سنا نہ ہو تو پھر میں کیا کروں؟

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں ان کے جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔ کیا south کے لئے کوئی رقم مختص کی گئی ہے یا کرنے والے ہیں، یہ کم از کم اتنا تو جواب دے دیں؟

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، وہ ابھی بتاتے ہیں۔

وزیر امور نوجوانان، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ میرے معزز دوست کو سپورٹس بورڈ کی working کا پتا نہیں ہے۔ سپورٹس بورڈ پیسے مختص نہیں کرتا بلکہ اس میں یہ ہوتا ہے کہ جو ہمارے اضلاع ہیں ان میں باقاعدہ پہلی دفعہ 4 فیصد فنڈر کھا گیا ہے۔ اس کے بعد جتنی grounds identify ہوئیں یہ grounds کسی ضلع میں دو سو ہیں اور کسی ضلع میں تین سو ہیں اور کسی کے اندر پانچ سو ہیں۔ ہمارے پاس جہاں جہاں سے identifications آتی رہیں ہم ان پر پیسا لگاتے رہے۔ میں نے on the floor of the House ان سے request کی ہے کہ اگر آپ سمجھتے ہیں، بلکہ میں نے یہ بھی بتایا ہے کہ اتنا potential موجود ہے کہ جو پہلے topers آتے رہے ہیں وہ جنوبی پنجاب کی طرف سے آتے رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں بڑا مفصل جواب ایوان کے سامنے لے کر آیا ہوں۔ اگر آپ مزید کچھ پوچھنا چاہتے ہیں تو میں اس کے لئے بھی حاضر ہوں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! خورشید کمپلیکس سٹی چوک اعظم اس کا 2008 میں سنگ بنیاد رکھا گیا تھا اور اس کے بعد آج تک۔۔۔

جناب سپیکر: خورشید سٹیڈیم، لیہ۔

سردار شہاب الدین خان: جب south کی بات کرتے ہیں تو تخت لاہور، میرے لئے رانا صاحب بہت قابل احترام ہیں یہ تخت لاہور کی بات کیوں ہوتی ہے؟ اس لئے ہوتی ہے کہ south کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔

وزیر امور نوجوانان، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! انہوں نے جس سٹیڈیم کی نشاندہی کی ہے میں ابھی اس Question Hour کے بعد یہاں پر ڈی جی سپورٹس موجود ہیں، سیکرٹری سپورٹس موجود ہیں اور متعلقہ افسران بھی موجود ہیں میں ابھی جا کر انہیں اپنے پاس بٹھا کر ہدایت دیتا ہوں، اگر اس سٹیڈیم میں کوئی کمی رہ گئی ہے یا اس پر کوئی کام نہیں ہوا تو میں آپ کو بالکل اطمینان دلاتا ہوں کہ اس پر کام فوری طور پر شروع کرائیں گے۔ میں معزز ایوان کو یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ اس الیکشن 2013 میں تخت لاہور کا نعرہ جنوبی پنجاب نے مسترد کر دیا ہے۔ وہاں سے جس طرح مسلم لیگ (ن) کو mandate ملا ہے یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ جنوبی پنجاب کے عوام میاں محمد شہباز شریف، میاں محمد نواز شریف اور مسلم لیگ (ن) کی قیادت پر اعتماد کرتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! منسٹر صاحب یہ فرما دیں کہ پورے لاہور شہر کے اندر ایم پی ایز، ایم این ایز کی جو تصویروں والی فلیکسیں لگی تھیں اس مد میں حکومت پنجاب نے کتنا خرچہ کیا ہے؟ دوسرا سوال یہ ہے کہ پی ایچ اے کو اس مد میں کتنے پیسے ٹیکس کی شکل میں جمع کروانے پڑے؟

جناب سپیکر: یہ fresh question بنتا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! وہ اس بات کا جواب دے دیں کہ لاہور شہر کے اندر جتنی فلیکسیں لگی ہیں ان کی promotion کے لئے ایم پی ایز، ایم این ایز، ہارے ہوئے، جیتے ہوئے اور سبھی کے۔ غریب عوام کی جیب سے کتنے پیسے اس کی نذر ہوئے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! بات صرف اتنی سی ہے کہ جتنی لاہور کے اندر promotions ہوئی ہیں اس کے اندر جو سپورٹس بورڈ ہے یہ صرف اور صرف اپنے event پر خرچہ کرتا ہے جس کے اوپر صرف اور صرف چیف منسٹر پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی تصویر ہوتی ہے کیونکہ وہ Chief Executive of the Province ہیں۔ اس کے علاوہ جتنے بھی ایم پی ایز اور ایم این ایز کی تصاویر لگی آئی ہیں تو وہ انہوں نے اپنی جیب سے لگوائی ہیں اس پر حکومت کا کوئی خرچہ نہیں ہوا۔

ڈاکٹر صلاح الدین خان: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے منسٹر صاحب کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میانوالی سپورٹس کمپلیکس 06-2005 سے ابھی تک نامکمل پڑا ہے۔

جناب سپیکر: جی، میانوالی سٹیڈیم؟

ڈاکٹر صلاح الدین خان: جناب سپیکر! سپورٹس کمپلیکس، آپ براہ مہربانی اس پر توجہ دیں اور اس کی funding کریں تاکہ وہ سپورٹس کمپلیکس مکمل ہو جائے۔

جناب سپیکر: جی، میانوالی سپورٹس میانوالی کا کہہ رہے ہیں۔

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! اس میں ہمارا وژن یہ ہے کہ ہم انشاءاللہ تعالیٰ اس سال sports facilities district wise identify کر رہے ہیں اور ان کو maintains بھی کر رہے ہیں۔ ہم district wise sports academies بنانا چاہتے ہیں۔ انہوں نے جو نشاندہی کی ہے ویسے تو یہ fresh question بنتا ہے

لیکن میانوالی سپورٹس کمپلیکس کا ریکارڈ منگوا کر دیکھوں گا اور اس میں جو کچھ کرنے کی ضرورت ہوئی تو ان کو لازمی کروا کر دیں گے۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! سوالات کے لئے زیادہ ٹائم رکھیں، ہم نے سوالات دیئے ہوئے ہیں اور ہم نے کب پوچھنے ہیں؟ خدا خدا کر کے میرا سوال آیا ہے لیکن وقت پہلے ختم ہو جائے گا۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کون سے سوال پر پوچھنا چاہتے ہیں؟

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! سوال نمبر 387 پر ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، جناب احمد شاہ کھگہ صاحب کدھر ہیں؟

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! وہ پانی پینے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: ابھی تک تو ان کا نمبر نہیں آیا۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! یہ اسی کا ضمنی سوال ہے جس پر یہ ساری debate ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: جی، ہم کون سے سوال پر تھے؟ پانچ سوال مکمل ہو گئے ہیں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! سوال نمبر 387 ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ابھی تو اس سوال کا نمبر ہی نہیں آیا، آپ پہلے ضمنی سوال پوچھ رہے ہیں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! سوال نمبر 387 پر ہی debate ہو رہی ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، احمد شاہ کھگہ صاحب! دوسرا سوال بھی آپ کا ہے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! On his behalf.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سوال نمبر بولئے گا۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! سوال نمبر 387 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں کھیلوں کے فروغ کے لئے مختص کیا گیا بجٹ و دیگر تفصیلات

*387: جناب احمد شاہ کھگہ: کیا وزیر امور نوجوانان، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سال12۔2011اور13۔2012کے بجٹ میں حکومت نے صوبہ میں کھیلوں کے فروغ کے لئے کل کتنا بجٹ مختص کیا تھا؟

(ب) ان سالوں کے دوران جو بجٹ رکھا گیا وہ کن کن اضلاع میں خرچ کیا گیا، مکمل تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر امور نوجوانان، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان):

(الف) سال12۔2011میں مبلغ۔/22,21,61,000روپے سپورٹس بورڈ پنجاب کو کھیلوں کے فروغ کے لئے جاری کئے گئے۔ اسی طرح سال13۔2012میں مبلغ۔/99,02,61,000 کی خطیر رقم کھیلوں کے فروغ کے لئے مختص کی گئی۔ تفصیل (الف،ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سال12۔2011میں سپورٹس بورڈ پنجاب کو کھیلوں کے فروغ کے لئے جاری کی جانے والی رقم برائے تعمیر سٹیڈیم بھکر، کھلاڑیوں کے کیمپ، مقابلے فیسٹیول اور فلاح و بہبود پر خرچ کی گئی اور سال13۔2012میں جاری کی جانے والی رقم کھیلوں کے مقابلہ جات، سپورٹس فیڈ ریشنز کی مالی معاونت، نیشنل ہاکی سٹیڈیم لاہور میں نئی آسٹرو ٹرف کی تنصیب، پنجاب یوتھ فیسٹیول، پنجاب انٹرنیشنل سپورٹس فیسٹیول کا انعقاد اور کھلاڑیوں کی مالی معاونت پر خرچ کی گئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ضمنی سوال ہے؟

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! سوال کے جز(ب) کے حوالے سے وزیر صاحب یا محکمہ سے پوچھا گیا تھا کہ ان سالوں کے دوران جو بجٹ رکھا گیا ہے وہ کن کن اضلاع میں خرچ کیا گیا ہے اس کی مکمل تفصیل سے آگاہ کیا جائے اور انہوں نے اس کے جواب میں دو اضلاع کا نام لیا ہے اس میں بھکر اور ایک نیشنل ہاکی سٹیڈیم لاہور رہے۔ باقی کی detail میں مختلف لوگوں کو دی گئی ضمنی گرانٹس کے نام وغیرہ شامل ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ہم نے درخواست یہ کی تھی کہ actually اگر جن ضلعوں میں

Sport Boards نے کوئی خرچ کیا ہے تو اس کی تفصیل دی جائے؟ تفصیل اس کے اندر نہیں دی گئی اور صرف دو اضلاع بھکر اور لاہور کا بتایا گیا ہے، کیا وزیر صاحب بیان فرمائیں گے کہ یہ صرف بھکر اور لاہور میں ہوا ہے یا اس لسٹ یا جواب کے علاوہ کوئی اور چیز بھی ہے جو ہمارے تک نہیں پہنچ سکی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! مجھے سے پہلے بھی ایک معزز ممبر نے پوچھا تھا تو میں نے اس وقت بھی ایوان کو apprise کیا تھا کہ سپورٹس بورڈ as such خود پیسا نہیں لگاتا۔ یہ overall دیکھ رہا ہوتا ہے اور سپورٹس کی ترقی اور ترویج کے کام کرتا ہے اور جو پیسا سپورٹس پر لگتا ہے وہ ضلع کے بجٹ کے اندر سے آتا ہے یا پھر حکومت سپورٹس بورڈ کی مشارات سے ADP کے اندر جو کچھ direct funds رکھتی ہے تو اس میں وہ والی سکیمیں آتی ہیں۔ یہاں پر سپورٹس بورڈ کو چھوڑ کر سوال یہ ہونا چاہئے تھا کہ سپورٹس کی ترقی کے لئے پنجاب حکومت نے کیا کام کیا تو اس میں پھر ہم آپ کو پوری تفصیل بتاتے کیونکہ یہاں پر صرف سپورٹس بورڈ کا پوچھا گیا تھا اور سپورٹس بورڈ نے یہ کام خود اپنے طور پر کیا ہے otherwise حکومت جو کھیلوں کی ترویج کے لئے کر رہی ہے اس کے لئے سالانہ اربوں روپیہ رکھا بھی جاتا ہے اور لگایا بھی جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال قاضی احمد سعید صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ راحیلہ انور صاحبہ کا ہے۔ جی، سوال نمبر بولئے گا۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! سوال نمبر 772 ہے، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع جہلم: محکمہ سپورٹس کا سٹاف و دیگر تفصیلات

***772: محترمہ راحیلہ انور:** کیا وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع جہلم محکمہ سپورٹس میں کل کتنا سٹاف کام کر رہا ہے؟

(ب) اس ضلع میں کھیلوں کے فروغ کے لئے کتنا فنڈز سال 11-2010 تا 13-2012 مختص کیا گیا؟

(ج) اس ضلع کے شہریوں کو کھیلوں کی کون کون سی سہولیات فراہم کی گئی ہیں؟

وزیرامور نوجواناں، سپورٹس،آثار قدیمہ اور سیاحت (رانامشہود احمد خان):

(الف)

ٹوٹل سٹاف	موجودہ سٹاف
1ڈسٹرکٹ سپورٹس آفیسر جہلم بی پی ایس 17	1ڈسٹرکٹ سپورٹس آفیسر جہلم بی پی ایس 17
3تحصیل سپورٹس آفیسرز، بی پی ایس16	خالی
4جونیئر کلرک بی پی ایس 07	2جونیئر کلرک بی پی ایس 07
1نائب قاصد بی پی ایس 01	1نائب قاصد بی پی ایس 01

(ب) کھیلوں کے فروغ کے لئے:

2010-11	2011-12	2012-13
-/943000روپے	-/1856330روپے	-/1500000روپے

مختص کئے گئے۔

(ج) ضلع جہلم میں انٹرنیشنل سائز جمنیزیم تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔ جس میں ان ڈور تمام کھیلوں کی سہولیات مرد و خواتین کے لئے فراہم ہوں گی۔ ضلع کونسل سپورٹس ہال میں بیڈمنٹن کی سہولت موجود ہے۔

سٹیڈیم پنڈ دادنخان، منی سٹیڈیم سوہاوہ، گورنمنٹ ہائی سکول بوائز جہلم کی گراونڈ، اور گورنمنٹ ہائی سکول چک جمال کی گراونڈاپ گریڈ کی جاچکی ہیں۔

باقی تمام سکولوں اور کالجوں میں کھیلوں کی سہولیات موجود ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر!انہوں نے جو میرے سوال کا جواب دیا ہے اس میں جز(الف)میں میں نے ان سے کوئی detail مانگی تھی تو اس میں بتایا گیا ہے کہ تین سپورٹس تحصیل افسروں کی seats خالی ہیں اور پھر چار جونیئر کلرکس ہیں جن میں سے دو کی seats خالی ہیں تو میں آپ کے توسط سے وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ ویسے تو حکومت کا بڑا شور ہے اور بڑے دعوئے ہو رہے ہیں کہ لوگوں کو روزگار دیا جارہا ہے لیکن یہاں پر اسامیاں خالی ہیں اور بجائے اس کے کہ ان کو vacate نہ رہنے دیا جاتا اور ان کو fill کر دیا جاتا تو ٹھیک تھا، یہ کیوں خالی ہیں اور کب تک ان پر تعیناتی ہو گی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،وزیر موصوف!

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! ماضی کی حکومتوں میں بالکل یہ رہا ہے کہ جہاں پر جگہ نہیں بھی تھی وہاں پر بھی لوگوں کو بھرتی کیا گیا، ملکی خزانہ پر بوجھ ڈالا گیا اور پاکستان اپنا خرچہ اغیار سے بھیک مانگ کر چلاتا رہا۔ آج حکومت کا وژن یہ ہے کہ کم از کم resources پر اپنا خرچہ چلائیں۔ ہم نے اس وقت سپورٹس کے حوالے سے یہ کیا ہے کہ سکول ایجوکیشن اور ہائر ایجوکیشن کے اداروں کے سپورٹس آفیسران اور فزیکل ایجوکیشن کے لوگوں کو ساتھ لے کر کام کر رہے ہیں۔ آپ کو یہ تو نظر آ رہا ہے کہ تین یا چار اسامیاں خالی ہیں لیکن آپ کو یہ نظر نہیں آ رہا کہ سپورٹس کلچر کا revival انہی لوگوں کے ساتھ مل کر دوبارہ صوبے میں کیا اور انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ آپ کو اس میں مزید بہتری نظر آئے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! آپ ذرا یہ بھی بتا دیں کہ کب تک ان اسامیوں کو fill کرنے کا ارادہ ہے؟

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! ان کو ابھی fill کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا ابھی یہ خالی رہیں گی؟

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! جی، ابھی یہ خالی رہیں گی۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! محترمہ کھڑی ہیں ابھی ان کا سوال ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! وہ بعد میں اپنا سوال کر لیں گی پہلے میں کر لیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا ضمنی سوال اسی سوال کے متعلقہ ہے؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! جی، اسی سے متعلقہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ مطمئن ہیں، وہ سوال کر لیں؟

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! پہلے وہ سوال کر لیں پھر بعد میں، میں کر لوں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، آپ پہلے سوال کریں کیونکہ آپ کا سوال ہے۔ میاں صاحب! آپ تشریف رکھیں اور اس کے بعد سوال کر لینا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آج آپ بھی ان کے ساتھ مل گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں بالکل نہیں ملا، rules کے مطابق چل رہا ہوں اور ابھی میڈیم کھڑی ہیں اس لئے ان کا supplementary question take up کرتے ہیں۔ جی، محترمہ فرمائیں!

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! سوال کے جز(ج) میں بتایا گیا ہے کہ جہلم میں انٹرنیشنل سائز جمنیزیم تکمیل کے آخری مراحل میں ہے اور پھر آگے بتایا گیا ہے کہ ضلع کونسل سپورٹس ہال میں بیڈمنٹن کی سہولت موجود ہے تو تقریباً جہلم شہر کی 20 لاکھ کی آبادی ہے اور اس کے لئے صرف ایک بیڈمنٹن کورٹ بنا ہوا ہے، پھر وہاں پر ایک سول کلب ہے اس کا بھی اس طرح کا کورٹ بنا ہوا ہے جس کی حالت زار ناقص ہے جس کا یہاں پر کوئی ذکر ہی نہیں ہے۔ اگر یہ کبھی جا کر اس کی حالت زار دیکھیں تو ان کو سمجھ آ جائے گی کہ وہاں پر کیا ہو رہا ہے۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہوں گی کیونکہ ابھی منسٹر صاحب نے بڑے دعوے کئے ہیں کہ وہ کھیلوں کے فروغ کے لئے یہ بھی کریں گے اور وہ بھی کریں گے۔ یہ چاہتے ہیں کہ لوگوں کے بچوں کے ہاتھوں میں کلاشنکوف نہ دیں تو میں پوچھنا چاہوں گی کہ جہلم تقریباً 20 لاکھ لوگوں کا شہر ہے اور کیا وزیر صاحب سمجھتے ہیں کہ اس کے لئے صرف ایک بیڈمنٹن کورٹ کافی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب! کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ایک کافی ہے یا اور بنانے کا ارادہ ہے؟

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی جب بات کی تھی تو میں نے یہ کہا تھا کہ میاں محمد شہباز شریف صاحب کی سربراہی میں پہلی دفعہ sports facilities کو بنانے، ان کو maintain کرنے اور سپورٹس کلچر کو revival کرنے کا آغاز ہوا ہے۔ اس میں تو میں نے ایوان کو بڑا open کہا ہے کہ آج جہاں جہاں پر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ کوئی کمی ہے تو اس کو identify کریں ہم انشاءاللہ تعالیٰ irrespective of divide کہ یہ اپوزیشن یا حکومت بنچوں سے ہیں آپ کے ساتھ مل بیٹھ کر کام کرنے کی کوشش کریں گے کیونکہ یہ یوتھ کے مستقبل کا سوال ہے۔ یہ معاشرے کی صحت کا سوال ہے اور ہم اس میں مل کر کام کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! اب آپ آخری ضمنی سوال کریں کیونکہ اس کے بعد ٹائم بالکل ختم ہو رہا ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! انہوں نے آگے جا کر کہا ہے کہ باقی تمام سکولوں اور کالجوں میں کھیلوں کی سہولیات موجود ہیں۔ یہ بہت ہی generalize قسم کا جواب ہے تو کیا کوئی مجھے specific قسم کا جواب دیں گے کہ یہ سہولیات کس قسم کی ہیں؟ اس سے پہلے بھی انہوں نے سٹیڈیم پنڈ دادنخان، منی

سٹیڈیم سوہاوہ، گورنمنٹ ہائی سکول بوائز جہلم کی گراؤنڈ اور گورنمنٹ ہائی سکول چک جمال کی گراؤنڈ اپ گریڈ کی جا چکی ہیں۔ میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ گراؤنڈاپ گریڈ کرنے سے کیامراد ہے؟میں پوچھنا چاہوں گی کہ کیاان grounds میں مٹی ڈال دی گئی ہے یا کوئی اور provide facilities کی گئی ہیں،کیاان کو وہاں پر کرسیاں لگا دی ہیں upgrading سے ان کی کیا مراد ہے، مجھے اس بات کا بھی specific جواب دے دیں کہ سکولوں اور کالجوں میں کھیلوں کی جو سہولیات ہیں وہ کس قسم کی ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ اب آخری ضمنی سوال ہے اور وزیر موصوف اس کا جواب دے دیں۔

وزیرامور نوجوانان، سپورٹس، آثار قدیمہ وسیاحت (رانامشہود احمد خان): جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو یہ کہنا چاہوں گا کہ جب سپورٹس سے متعلق سوالات ہوں تو ہم سب کو sportsman spirit بھی پیدا کرنی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر صاحب! وقت کم ہے آپ پہلے اس سوال کا جواب دے دیں۔

وزیرامور نوجوانان، سپورٹس، آثار قدیمہ وسیاحت (رانامشہود احمد خان): جناب سپیکر! میں اس کا جواب ہی دے رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بس آپ جواب دے دیں۔

وزیروزیرامور نوجوانان، سپورٹس، آثار قدیمہ وسیاحت (رانامشہود احمد خان): جناب سپیکر! آپ سوال لمبا کرواتے ہیں اور جواب مختصر مانگتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اس کا مختصر سا جواب دے دیں۔

وزیرامور نوجوانان، سپورٹس، آثار قدیمہ وسیاحت (رانامشہود احمد خان): یہ جو ہم یہاں پر mention کر رہے ہیں، یہاں پر بہت زیادہ encroachments تھیں، یہاں پر بہت زیادہ قبضے تھے، محترمہ نے اس کی طرف تو نشاندہی نہیں کی لیکن ہم نے ان encroachments کو ختم کروا کر وہاں پر اس کی حالت کو بہتر کرنا شروع کیا ہے۔ اس کے باوجود بھی اگر محترمہ سمجھتی ہیں کہ اس میں کوئی کمی رہ گئی ہے تو میں جہلم آجاتا ہوں، یہ میرے ساتھ چلیں مجھے site دکھائیں اور جو بھی کمی یہ بتائیں گی ہم اس کو پورا کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ محترمہ جو بھی کمی ہے آپ وزیر موصوف کو بتائیں وہ اس کو دور کریں گے۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیرامور نوجوانان، سپورٹس،آثار قدیمہ وسیاحت (رانامشہود احمد خان): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات
(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)
ضلع رحیم یار خان: غازی سپورٹس کمپلیکس کا قیام ودیگر تفصیلات

*736: قاضی احمد سعید: کیاوزیرامور نوجواناں، سپورٹس،آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) غازی سپورٹس کمپلیکس صادق آباد ضلع رحیم یار خان کا قیام کب عمل میں آیا؟

(ب) یہ اپنے قیام سے اب تک کس کس محکمہ کے کتنا عرصہ زیر کنٹرول رہاہے اور آج کس محکمہ کے زیر کنٹرول ہے؟

(ج) غازی سپورٹس کمپلیکس میں کون کون سی کھیلوں کے لئے سہولت دستیاب ہے؟

(د) قیام سے اب تک یہاں پر تحصیل اور ضلع یا کسی بھی قسم کے کھیلوں کے کتنے اور کون کون سے مقابلہ جات منعقد ہوئے، تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

وزیرامور نوجواناں، سپورٹس،آثار قدیمہ اور سیاحت (رانامشہود احمد خان):

(الف) غازی سپورٹس کمپلیکس (جناح سپورٹس کمپلیکس) کا قیام سال2005۔06 میں عمل میں آیا۔

(ب) غازی سپورٹس کمپلیکس کا قیام جب سے عمل میں آیا ہے اس کا کنٹرول 60 بریگیڈ پاک آرمی کے پاس رہاہے۔

(ج) غازی سپورٹس کمپلیکس (جناح سپورٹس کمپلیکس) میں (1) ہاکی گراؤنڈ (2) فٹبال گراؤنڈ (3) باسکٹ بال کورٹ (4) والی بال کورٹ (5) سکوائش کورٹ اور (6) ان ڈور جمنیزیم ہال کی سہولیات دستیاب ہیں۔یہاں اس امر کی وضاحت کی جاتی ہے کہ جمنیزیم ہال میں والی بال، بیڈمنٹن، ٹیبل ٹینس اور تیکوانڈو کے کھیلوں کی سہولت میسر ہے۔

(د) ہاکی:1986 سے ہر سال آل پاکستان سوناکپ ٹورنامنٹ احسن طریقہ سے منقعد ہو رہا ہے۔
باڈی بلڈنگ:سال2011 میں مسٹر پنجاب و مسٹر پنجاب جونیئر باڈی بلڈنگ کے مقابلہ جات، ضلعی باڈی بلڈنگ ایسوسی ایشن نے منعقد کروائے۔
تیکوانڈو:آل پنجاب سوناکپ چیمپئن شپ2012 میں منعقد ہوئی۔
کبڈی:سال2012 میں آل پنجاب کبڈی ٹورنامنٹ زیر کنٹرول پاک آرمی منعقد ہوا۔
بیڈ منٹن:سال2012 میں انٹر تحصیل نشان حیدر بیڈ منٹن ٹورنامنٹ زیر کنٹرول پاک آرمی منعقد ہوا۔
ٹیبل ٹینس:انٹر تحصیل نشان حیدر ٹیبل ٹینس ٹورنامنٹ سال2012 میں زیر کنٹرول پاک آرمی منعقد ہوا۔
فٹبال:انٹر کلب ڈسٹرکٹ فٹبال ٹورنامنٹ سال2013 میں زیر نگرانی پاک آرمی منعقد ہوا۔

ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کھیلوں کے گراؤنڈز کی تفصیلات

*811:لیفٹیننٹ کرنل(ریٹائرڈ)سردار محمد ایوب خان:کیا وزیرامور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کون کون سی کھیلوں کے گراؤنڈز ہیں؟

(ب) کیاپی پی۔87 میں عوام کے لئے کھیلوں کی گراؤنڈز میسر ہیں اگر میسر ہیں تو کہاں کہاں اور کون کون سی کھیلوں کی گراؤنڈز میسر ہیں؟

(ج) اگر کھیلوں کی گراؤنڈز میسر نہ ہیں تو کیا حکومت پنجاب حلقہ کی عوام کے لئے کرکٹ،ہاکی، فٹبال اور دیگر کھیلوں کی گراؤنڈز بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیرامور نوجواناں، سپورٹس،آثار قدیمہ اور سیاحت(رانامشہود احمد خان):

(الف) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں فٹبال، ہاکی، کرکٹ، کبڈی، دیسی کُشتی، اکھاڑہ، اتھلیٹیکس، ٹیبل ٹینس، سکوائش اور دیگر کھیلوں کے گراؤنڈ موجود ہیں۔

(ب) پی پی۔87 میں مختلف کھیلوں کے درج ذیل گراؤنڈز موجود ہیں۔

I۔ مکمل تعمیر شدہ سپورٹس گراؤنڈز

نمبر شمار	جگہ	تفصیل سپورٹس گراؤنڈ	کیفیت
1	چک نمبر335گ ب	فٹبال،ہاکی،اتھلیٹیکس	مکمل تیار ہے اور کھیل کے لئے دستیاب ہے۔

II۔ پی پی87 میں قائم سرکاری تعلیمی اداروں کے سپورٹس گراؤنڈز

نمبر شمار	جگہ	تفصیل سپورٹس گراؤنڈ
1	چک نمبر289ج ب	گورنمنٹ ہائی سکول289ج ب
2	جانی والا	گورنمنٹ ہائی سکول جانی والا
3	چک نمبر151گ ب	گورنمنٹ ہائی سکول151گ ب
4	موروثی پور	گورنمنٹ ہائی سکول موروثی پور
5	رجانہ	گورنمنٹ ہائی سکول رجانہ
6	چک نمبر361گ ب	گورنمنٹ ہائی سکول361گ ب
7	چک نمبر318ج ب	گورنمنٹ گرلز ہائی سکول318ج ب
8	چک نمبر293گ ب	گورنمنٹ گرلز ہائی سکول293گ ب
9	رجانہ	گورنمنٹ گرلز ہائی سکول رجانہ
10	موروثی پور	گورنمنٹ ڈگری کالج موروثی پور
11	رجانہ	گورنمنٹ ڈگری کالج رجانہ

iii۔ مجوزہ سپورٹس گراؤنڈز

نمبر شمار	جگہ	مختص رقبہ برائے سپورٹس گراؤنڈز		کیفیت
		کنال	مرلہ	
1	چک نمبر151گ ب	06	22	محکمہ مال کی طرف سے جگہ
2	چک نمبر515گ ب	03	11	مختص کر دی گئی ہے، فنڈز فراہم
3	چک نمبر152گ ب	17	12	ہونے پر گراؤنڈز مکمل کئے جا
4	چک نمبر184گ ب	01	16	سکتے ہیں۔
5	چک نمبر291ج ب	00	34	

(ج) حکومت کی طرف سے فنڈز کی دستیابی پر سیریل نمبر iii پر دیئے گئے سپورٹس گراؤنڈز ڈویلپ کر کے ان میں عوام کے لئے مزید کرکٹ، ہاکی، فٹبال اور دیگر کھیلوں کی سہولیات فراہم کر دی جائیں گی۔

ضلع فیصل آباد: کھیلوں کے گراؤنڈز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*818: جناب اعجاز خان: کیا وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پی پی-52 فیصل آباد میں کون کون سی کھیلوں کے گراؤنڈز ہیں، یو سی وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) اگر مذکورہ حلقہ میں کھیلوں کی گراؤنڈ میسر نہ ہے تو حکومت پنجاب حلقہ کی عوام کے لئے کرکٹ، ہاکی، فٹبال اور دیگر کھیلوں کی گراؤنڈز بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان):

(الف) پی پی-52 میں محکمہ سپورٹس کی ایک بھی گراؤنڈ موجود نہ ہے تاہم کچھ سکولوں میں کھیلوں کے گراؤنڈ موجود ہیں۔ بے آباد سرکاری زمین موجود ہے۔ جہاں پر مقامی کھلاڑی اپنی مدد آپ کے تحت فٹبال، ہاکی، کرکٹ، کبڈی وغیرہ کھیلتے ہیں۔ یونین کونسل وار لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) پی پی-52 میں سرکاری جگہ موجود ہے حکومت پنجاب کھیلوں کی ترقی کے لئے کوشاں ہے تاکہ کھلاڑیوں کو بہترین سہولتیں میسر آ سکیں۔

سیاحت کی ترقی کے لئے اٹھائے گئے اقدامات و دیگر تفصیلات

*824: **محترمہ راحیلہ انور:** کیا وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ سیاحت اپنے محکمے کی ترقی و ترویج کے لئے نئے سیاحتی مقامات کی تلاش کرتا ہے؟

(ب) محکمہ سیاحت کی جانب سے محکمے کی ترقی و ترویج کے لئے کئے جانے والے مثبت اقدامات سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

(ج) گزشتہ پانچ سالوں میں جن مقامات کو سیاحت کے حوالے سے اہم مراکز بنانے کے لئے تلاش کیا گیا ہے، ان کے بارے میں مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

(د) اگر تلاش نہیں کئے گئے تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان):

(الف) جی ہاں! محکمہ ٹورازم ڈویلپمنٹ کارپوریشن آف پنجاب (TDCP) سیاحت کی ترقی کے لئے پنجاب بھر میں سیاحوں کو سہولتیں بہم پہنچانے کے لئے نئے ریزارٹس اور سیاحتی مقامات کی

تلاش کر رہا ہے اور اس سلسلہ میں پنجاب میں بہت سے اضلاع میں سیاحتی مقامات کی نشاندہی کی گئی ہے۔ جن میں درابی جھیل چکوال، چیئر لفٹ فورٹ منرو کی تنصیب، سفاری ٹرین مری اور انڈس کوئین (دریائی جہاز) کوٹ مٹھن ضلع راجن پور میں زائرین کے لئے سہولیاتی مرکز کا قیام شامل ہے۔

(ب) پتریاٹہ پر لگائی گئی چیئر لفٹ کو اپ گریڈ کیا گیا ہے اور سیاحوں کا اذیت ناک انتظار ختم کرنے کے لئے محکمہ ہذا الیکٹرانک سسٹم متعارف کروا رہا ہے تاکہ سیاحوں کو بین الاقوامی معیار کے مطابق سہولیات فراہم کی جا سکیں۔ اس کے علاوہ سیاحوں کی حفاظت کے لئے چیئر لفٹ اور کیبل کار کو مزید محفوظ بنانے کے لئے عملدرآمد ہو رہا ہے۔

مری میں سیاحوں کی تفریح کے لئے سفاری ٹرین چلائی گئی ہے اور یہ پاکستان میں پہلی دفعہ متعارف کروائی گئی ہے جو کہ سیاحوں کی توجہ کا مرکز ہے۔ اس کے پلیٹ فارم کو مزید خوبصورت اور سہولیات سے آراستہ کیا جا رہا ہے۔

ضلع بہاولپور میں لال سوہانرا نیشنل پارک کے مقام پر محکمہ ہذا کا ریزارٹ اپ گریڈیشن کے آخری مراحل میں ہے اور عنقریب سیاحوں کے لئے کھول دیا جائے گا۔

ضلع چکوال میں کلر کہار کے مقام پر ٹی ڈی سی پی نے ایک ائر کنڈیشنڈ ریزارٹ تعمیر کر رکھا ہے ریزارٹ پر موجود قدرتی جھیل کو مزید سہولیات سے آراستہ کیا جا رہا ہے اور اسے آلودگی اور ناجائز تجاوزات سے بچانے کے لئے ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے ساتھ مل کر عمل درآمد کیا جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ علاقے کے سیاحتی مراکز کا نقشہ تیار کیا گیا ہے اور سیاحوں کی سہولیات کے پیش نظر ٹورز کا بھی انعقاد کیا جا رہا ہے۔

جنوبی پنجاب کی ترقی اور سیاحت کو فروغ دینے کے لئے محکمہ ہذا فورٹ منرو ضلع ڈیرہ غازی خان کے مقام پر چیئر لفٹ لگانے اور کوٹ مٹھن ضلع راجن پور میں ریزارٹ بنانے کا ارادہ رکھتا ہے۔

(ج) گزشتہ پانچ سالوں میں سیاحت کے لئے اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(د) ترقیاتی امور جاری ہیں اور ٹورازم ڈویلپمنٹ کارپوریشن آف پنجاب(TDCP) نے سیاحت کی ترقی کے لئے بے شمار مقامات پر پبلک پرائیویٹ پارٹنر شپ کے تحت ٹورسٹ ریزارٹ بنانے کاارادہ رکھتاہے۔

لاہور:شالیمار باغ کی آمدن ودیگر تفصیلات

*1474: باؤ اختر علی: کیا وزیرامور نوجواناں، سپورٹس،آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) شالیمار باغ لاہور سے سال 11۔2010 تا 13۔2012 کون کون سی مد میں، کتنی کتنی آمدن ہوئی، سال وار بیان کی جائے؟

(ب) اگر باغ کے اندر مختلف اقسام کی اشیاء فروخت کرنے کا کوئی ٹھیکہ دیا گیا ہے تو ٹھیکیدار کا نام، فروخت کرنے کی اشیاء، ریٹ اور ٹھیکہ کی شرائط اور ٹھیکہ کی میعاد سے آگاہ کریں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ باغ کے اندر اشیاء فروخت کرنے والے ٹھیکیدار مقررہ ریٹ سے زیادہ وصول کررہے ہیں؟

وزیرامور نوجواناں، سپورٹس،آثار قدیمہ اور سیاحت(رانامشہود احمد خان):

(الف) شالیمار باغ لاہور میں سال 11۔2010 تا 13۔2012 کے دوران حاصل شدہ آمدنی کی تفصیل درج ذیل ہے:

	بکنگ کاؤنٹر	کارپارکنگ	کنٹین	نیلامی پلاٹ	فوٹوگرافی	ٹوٹل
2010۔11	5400,000/-	-----	----	-----	45000/-	54,45,000/-
2011۔12	59,01,786/-	231,961/-	958,826/-	105,000/-	----	71,97,573/-
2012۔13	60,60,511/-	248,200/-	958,826/-	-----	----	72,67,537/-

(ب) شالیمار باغ میں آنے والے زائرین و سائرین کی سہولت کے لئے ایک کنٹین بنائی گئی ہے جو سالانہ ٹھیکے کی بنیاد پر کام کرتی ہے موجودہ ٹھیکہ کی تفصیل درج ذیل ہے:

نام ٹھیکیدار	محمد جاوید
نام اشیاء برائے فروخت	منرل واٹر، کولڈڈرنک پیک، جوس، چپس، آئس کریم، دہی بھلے، چائے بسکٹ وغیرہ
فروخت ہونے والی اشیاء کے ریٹ	ریٹ لسٹ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
شرائط ٹھیکہ	کنٹین سالانہ بنیاد پر ٹھیکہ پر دی گئی ہے۔ ٹھیکیدار تمام اشیاء منظور شدہ ریٹ پر بیچنے کا پابند ہے۔

کھانے پینے کی تمام اشیاء معیاری اور تازہ ہونگی ۔ کنٹین میں استعمال ہونے والی کراکری، فرنیچر، وغیرہ اعلیٰ معیار کے ہوں گے دیگر تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ ٹھیکیدار کنٹین کھانے پینے کی اشیاء کو مقررہ ریٹ سے زائد فروخت کر رہا ہے۔اشیاء کی فروخت پر کڑی نگرانی کی جاتی ہے۔

لاہور: شالیمار باغ میں ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1475: باؤ اختر علی: کیا وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) شالیمار باغ لاہور میں اس وقت کس کس گریڈ کے کتنے مستقل ملازمین خدمات سرانجام دے رہے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مستقل ملازمین کے علاوہ عارضی بنیادوں پر بھی ملازمین خدمات سرانجام دے رہے ہیں اگر ہاں تو ان کی تعداد، ملازم کا نام، عہدہ اور تاریخ تعیناتی سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان):

(الف) شالیمار باغ میں اس وقت درج ذیل مستقل ملازمین خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔

1	ایس ڈی او	1	BS-17
2	کیوریٹر	1	BS-17
3	سب انجینئر	1	BS-11
4	گارڈن اسسٹنٹ	1	BS-09
5	الیکٹریشن	1	BS-06
6	سکیورٹی سپروائزر	2	BS-05
7	ہیڈ مالی	1	BS-04
8	سکیورٹی گارڈ، چوکیدار	12	BS-01
9	سائیٹ اٹینڈنٹ	17	BS-01
10	مالی، بیلدار	16	BS-01
11	سویپر	5	BS-01
12	آئل مین	1	BS-02

(ب) یہ درست ہے کہ شالامار باغ میں مستقل ملازمین کے علاوہ عارضی بنیادوں پر بھی 30 ملازمین تعینات ہیں یہ ملازمین مالی / بیلدار کے طور پر ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں انکی مدت ملازمت ایک وقت میں 89 دن کے لئے ہوتی ہے ملازمین کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع بہاولپور: ریسٹ ہاؤسز و ہوٹلوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1528: محترمہ نگہت شیخ: کیا وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع بہاولپور میں ٹی ڈی سی پی کے زیر نگرانی ریسٹ ہاؤسز / ہوٹلوں کی تعداد کیا ہے وہ کہاں کہاں واقع ہیں نیز ان میں سے ہر ایک میں مہمانوں کے ٹھہرنے کی گنجائش کتنی ہے کرایہ کتنا ہے نیز کمروں کے درجات کیا ہیں؟

(ب) مذکورہ ریسٹ ہاؤسز / ہوٹلوں کی آخری بار مرمت اور تزئین و آرائش کب کی گئی اور اس پر کتنی لاگت آئی؟

(ج) کیا مذکورہ بالا ریسٹ ہاؤسز / ہوٹلوں میں سرکاری افسروں اور ان کے عزیز و اقارب کے علاوہ سیاحوں کو بھی ٹھہرایا جاتا ہے نیز ان کو بک کرانے کا کیا طریق کار ہے؟

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان):

(الف) ضلع بہاولپور میں ٹورازم ڈویلپمنٹ کارپوریشن آف پنجاب (TDCP) کے زیر انتظام صرف ایک tourist resort ہے۔ جو لال سوہانرا نیشنل پارک کے مقام پر سیاحوں کی سہولت کے لئے دس کمروں پر مشتمل ہے اور کمرے کا کرایہ -/3500 روپے مع ٹیکس ہے۔ تمام کمرہ جات ایک ہی درجہ کے ہیں۔

(ب) مذکورہ tourist resort مرمت اور تزئین و آرائش کے لئے بند ہے اور اس پر تقریباً 54.49 ملین لاگت آئے گی۔

(ج) مذکورہ tourist resort میں سرکاری افسروں، ان کے عزیز و اقارب اور سیاح کرایہ ادا کر کے ٹھہر سکتے ہیں۔ اس کی بکنگ موقعہ پر موجود آفیسر سے یا محکمہ کے تمام دفاتر سے ہو سکتی ہے۔

ضلع گجرات: ڈنگہ شہر میں سپورٹس گراؤنڈ بنانے کا معاملہ

*1538: میاں طارق محمود: کیا وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈنگہ شہر اور گردونواح کے گاؤں میں سپورٹس کے لئے گراونڈ نہیں ہے جبکہ شاملات کا رقبہ موجود ہے جو چراگاہ آسائش دیہہ کہلواتا ہے؟

(ب) کیا اس رقبہ کو استعمال میں لا کر بچوں کی سپورٹس کے لئے پنجاب حکومت اپنے وژن کے مطابق گراونڈ بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان):

(الف) یہ درست ہے کہ ڈنگہ شہر اور اس کے گردونواح میں کوئی سپورٹس گراونڈ نہ ہے۔ البتہ موضع ڈنگہ میں شاملات دیہہ کا رقبہ تعدادی 2423K-01M موجود ہے جس میں سے کچھ رقبہ پر غیر ممکن آبادی ہو چکی ہے۔ بقیہ رقبہ زیر کاشت مشتریان، الاٹیان اور حصہ داران ہے۔ اس ضمن میں قبل ازیں ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو)/ نائب مہتمم (بندوبست) گجرات نے بخدمت جناب ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو)/ مہتمم (بندوبست) گجرات کی خدمت میں رپورٹ بروئے نمبری 2284 مورخہ 06-11-29 ارسال کی جس میں تحریر کیا کہ بمطابق ریکارڈ مسل حقیت سال 12-1911 کھیوٹ نمبر 517 بخانہ ملکیت شاملات دیہہ اور بخانہ کاشت حصہ داران / مقبوضہ مالکان کا اندراج موجود ہے جس سے عیاں ہے کہ رقبہ شاملات دیہہ ہے آسائش دیہہ نہ ہے۔ رجسٹر حقداران زمین سال 24-1923 کے کھیوٹ نمبر 372 میں بخانہ ملکیت شاملات دیہہ چراگاہ کا اندراج ہے اور بخانہ کاشت حسب سابق مقبوضہ مالکان حصہ داران کا اندراج موجود ہے۔ اس چار سالہ میں لفظ چراگاہ علیحدہ تحریر کیا گیا معلوم ہوتا ہے۔ سال 65-1964 کے چہار سالہ میں بخانہ ملکیت شاملات دیہہ کی بجائے آسائش دیہہ چراگاہ کے لفظ کا اندراج خلاف ضابطہ طور پر کر دیا گیا۔ کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ مابعد جناب ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو)/ مہتمم (بندوبست) گجرات نے بروئے حکم مورخہ 12-10-09 حکم دیا کہ رقبہ مذکور کی قسم شاملات دیہہ کی بجائے آسائش دیہہ درج کی جائے لیکن بعد ازاں بروئے حکم نامہ نمبر 1176 مورخہ 09-10-22 کو حکم مذکورہ واپس لے لیا گیا جس کے بعد کاغذات مال میں اندراج خانہ ملکیت میں تاحال شاملات دیہہ چلا آ رہا ہے۔ نقل ہائے کاغذات متعلقہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ب) چونکہ اراضی مذکورہ بالا پر حصہ داران، مشتریان، الاٹیان قابض ہیں لہذا اس رقبہ پر سپورٹس بنانے کی بابت صوبائی حکومت اپنی ترجیحات کے مطابق کوئی مناسب حکم صادر فرما سکتی ہے۔

صوبہ میں سپورٹس فیسٹیول کاانعقاد ودیگر تفصیلات

*1658: محترمہ حنا پرویز بٹ :کیا وزیر امور نوجواناں ، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) صوبہ پنجاب میں سپورٹس فیسٹیول منعقد کرنے کااہم مقصد کیا تھااور اس مقصد کے حصول کے لئے حکومت نے کیاکیااقدامات اٹھائے؟

(ب) لاہور میں سپورٹس فیسٹیول کاصدر دفتر کہاں پر ہے؟

(ج) ضلع لاہور میں سپورٹس فیسٹیول کے صدر دفتر میں کل کتنے ملازمین ہیں تمام ملازمین کے عہدہ، گریڈاور ناموں کی تفصیل سے اس ایوان کوآگاہ کیاجائے؟

(د) ضلع لاہور کے سپورٹس فیسٹیول کے صدر دفتر کاانچارج کون ہے نیزاس انچارج کوحکومت کی طرف سے کیاکیاسہولیات میسر ہیں؟

(ہ) سال2008تا2011ضلع لاہور کے سپورٹس فیسٹیول کے صدر دفتر کے انچارج کو کل کتنی مراعات دی گئیں، سال وار تفصیل مہیا کی جائے؟

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس،آثار قدیمہ اور سیاحت(رانامشہود احمد خان):

(الف) صوبہ پنجاب میں سپورٹس فیسٹیول منعقد کرنے کا مقصد نوجوانوں میں کھیلوں کا شوق پیدا کرنا ہے تاکہ وہ ملک وقوم کا نام روشن کر سکیں اور منفی معاشرتی سرگرمیوں سے دور رہیں۔
اس مقصد کے حصول کے لئے حکومت پنجاب نے پنجاب میں محلہ کی سطح سے لے کر انٹرنیشنل لیول تک کے کھیلوں کے مقابلے منعقد کروائے۔

(ب) لاہور میں سپورٹس فیسٹیول کا صدر دفتر اقبال پارک سپورٹس کمپلیکس لاہور میں واقع ہے۔

(ج) ضلع لاہور میں سپورٹس کے دفتر میں ملازمین کے عہدہ، گریڈاور ناموں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ضلع لاہور کے سپورٹس کے صدر دفتر کا انچارج ڈسٹرکٹ سپورٹس آفیسر لاہور ہے۔ گورنمنٹ کی طرف سے گریڈ17آفیسر کو جو مراعات مہیا کی جاتی ہیں مثلاً دفتر، سٹاف وہی مراعات / سہولیات انہیں بھی میسر ہیں۔

(ہ) سال2008تا2011میں کوئی سپورٹس فیسٹیول منعقد نہیں ہوا۔

لاہور: شالامار باغ میں سیاحوں کو فراہم کی جانے والی سہولیات و دیگر تفصیلات

*1982: ڈاکٹر نوشین حامد: کیا وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) شالامار باغ لاہور میں کل کتنے درخت ہیں نیز ان درختوں کی کیا کیا اقسام ہیں اور یہ درخت کب سے لگے ہوئے ہیں؟

(ب) شالامار باغ لاہور میں آنے والے سیاحوں کو حکومت کی طرف سے کیا کیا سہولیات فراہم کی جاتی ہیں؟

(ج) 2012-13 کو شالامار باغ میں سائیکل و موٹر سائیکل سٹینڈ کا ٹھیکہ کتنے میں اور کس ٹھیکیدار کو دیا گیا؟

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان):

(الف) شالامار باغ لاہور میں درختوں کی کل تعداد 637 ہے۔ ان درختوں میں کچھ سایہ دار ہیں اور کچھ پھل دار ہیں۔ ان درختوں کی درج ذیل اقسام ہیں۔ درختوں کی قامت 7 فٹ سے لے کر 60 فٹ تک کی ہے۔ ان کی عمریں بھی ایک سال سے لے کر 100 سال کی ہیں۔

1- آم	2- جامن	3- انار
4- گل چین	5- املتاس مولسری	6- آلوچہ
7- ناشپاتی	8- ارجن	9- پٹیرن پیپڑ بنجو
10- آملہ	11- کچنار	12- فاکس مختلف اقسام
13- کرزیا انسگنی	14- ڈھاک	15- سڑکولیا
16- منگولیا	17- شاہ بلوط	

آم اور جامن کے درخت انگریز دور میں لگائے گئے تھے جبکہ دیگر اقسام کے درخت مختلف ادوار میں اگائے گئے ہیں۔

(ب) شالامار باغ میں آنے والے سیاحوں کو درج ذیل سہولیات فراہم کی جاتی ہیں۔

1- باغ میں سیاحوں کے بیٹھنے کے لئے بنچ مہیا کئے گئے ہیں۔

2- سیاحوں کے لئے باغ میں کنٹین موجود ہے، جہاں مناسب نرخوں پر کھانے پینے کی معیاری اشیاء فروخت کی جاتی ہیں۔

3- باغ میں زائرین کے لئے زنانہ اور مردانہ بیت الخلاء کی سہولت بھی مہیا کی گئی ہے۔

4۔ باغ میں سیر کے دوران تصاویر کھنچوانے کی سہولت بھی مناسب نرخوں پر فراہم کی گئی ہے۔ علاوہ ازیں پرائیویٹ گائیڈز بھی موجود ہوتے ہیں جو مناسب معاوضے پر سائرین کو باغ کی تاریخ کے متعلق آگاہ کرتے ہیں۔

5۔ ایسے طلباء جو گروپ کی صورت میں اساتذہ کے ساتھ آتے ہیں ان کا داخلہ فری ہوتا ہے۔

(ج) سال13۔2012میں شالا مار باغ لاہور میں سائیکل سٹینڈ موٹر سائیکل سٹینڈ کا ٹھیکہ مبلغ 2,48,200/۔ روپے سالانہ ہے۔ مدت ٹھیکہ ایک سال کے لئے ہے۔ ٹھیکیدار کا نام ذوالفقار علی ولد محمد علی ہے۔

ضلع چنیوٹ: تاریخی عمارات کی خستہ حالی کی تفصیلات

*2069: محترمہ نگہت شیخ: کیا وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع چنیوٹ میں موجود تاریخی عمارتوں کی حالت نہایت ہی خستہ ہے؟

(ب) سال13-2012کے بجٹ میں ضلع چنیوٹ کی تاریخی عمارتوں کی دیکھ بھال کے لئے حکومت پنجاب نے کل کتنا فنڈز رکھا نیز یہ فنڈ کہاں کہاں اور کن کن عمارتوں پر خرچ کیا، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان):

(الف) چونکہ ضلع چنیوٹ میں موجود تاریخی عمارات اٹھارویں ترامیم کے بعد محکمہ آثار قدیمہ پنجاب کے کنٹرول میں آئی ہیں اس لئے ان کی دیکھ بھال کے لئے پلان تیار کیا جارہا ہے اور یہ درست نہ ہے کہ ان تاریخی عمارات کی حالت نہایت خستہ ہے بلکہ ان کی حالت قدرے بہتر ہے۔

(ب) ضلع چنیوٹ میں محکمہ آثار قدیمہ کے زیر سایہ دو محفوظ عمارتیں ہیں جن کے نام درج ذیل ہیں۔

1۔ شاہی مسجد چنیوٹ

2۔ مقبرہ شاہ برہان

3۔ گلزار محل

4۔ Rock carring واقع الف محلہ وچونگی نمبر1، تحصیل چنیوٹ

سال2012میں محکمہ اوقاف کی طرف سے شاہی مسجد چنیوٹ کی دیکھ بھال کے لئے دوملین دیئے گئے جس کی بدولت شاہی مسجد کی مرمت کا کام جاری ہے جبکہ مقبرہ شاہ برُہان کی مرمت کے لئے پلان تیار کیا جارہا ہے۔ دونوں عمارتوں کی دیکھ بھال اور مرمت میں ارد گرد موجود تجاوزات سب سے بڑی رکاوٹ ہیں جس کا سد باب کرنے کے لئے سپریم کورٹ کے حکم کے تحت تمام اضلاع کے DCO کو تجاوزات ہٹانے کے لئے خط تحریر کر دیئے ہیں۔

لاہور: سپورٹس سٹی کا قیام و دیگر تفصیلات

*2214: ڈاکٹر فرزانہ نذیر: کیا وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور میں سپورٹس سٹی کے قیام کا منصوبہ کب تک پایۂ تکمیل کو پہنچے گا؟

(ب) اس منصوبے کے لئے حکومت پنجاب نے کتنی رقم مختص کی ہے؟

(ج) کالج اور یونیورسٹی کی سطح پر کیا سپورٹس کو as a subject متعارف کروایا جارہا ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان):

(الف) سپورٹس سٹی کے قیام کا منصوبہ ابھی تک ابتدائی مراحل میں ہے، اس منصوبہ کے لئے کنسلٹنٹ مقرر کرنے کے لئے سمری پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کو محکمہ سپورٹس کی جانب سے بجھوائی جاچکی ہے جو ابھی تک فائنل نہ ہوئی ہے جوں ہی کنسلٹنٹ مقرر کیا جاتا ہے اس منصوبے کا PC–II تیار کر کے اعلیٰ حکام کو منظوری کے لئے بجھوادیا جائے گا۔

(ب) چونکہ ابھی تک اس منصوبے کا PC–II تیار نہ ہوا ہے جو کہ کنسلٹنٹ مقرر ہونے کے بعد تیار ہوگا بعد ازاں منصوبے کا PC–I تیار کیا جائے گا اور اس کے بعد معزز ایوان کو منصوبے کے متعلق معلومات و تفصیلات فراہم کی جاسکیں گی۔

(ج) کالج اور یونیورسٹی کی سطح پر سپورٹس as a subject پہلے سے موجود ہے۔ پنجاب کی تمام بڑی بڑی یونیورسٹیز سپورٹس سائنسز میں اعلیٰ تعلیم کی ڈگری دے رہی ہیں۔ علاوہ ازیں کالجز کی سطح پر صحت و جسمانی تعلیم (فزیکل ایجوکیشن) کے نام سے مضمون شامل ہیں۔

مزید برآں حکومت پنجاب سپورٹس یونیورسٹی کے نام سے ایک مکمل ادارہ بنانے کے منصوبے پر بھی کام کر رہی ہے۔

پنجاب سپورٹس بورڈ کا بجٹ و دیگر تفصیلات

*2245: محترمہ جیدہ خالد خان: کیا وزیر امور نوجوانان، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب سپورٹس بورڈ کا سالانہ بجٹ برائے سال 14-2013 کتنا ہے اس میں انتظامی اخراجات اور کھیلوں کی ترقی کے لئے کتنے فنڈز مختص کئے گئے ہیں؟

(ب) کیا پنجاب سپورٹس بورڈ ضلعی اور تحصیل سطح پر مقامی کھیلوں کے لئے مالی امداد فراہم کرتا ہے اگر ہاں تو اس کا طریق کار کیا ہے؟

وزیر امور نوجوانان، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان):

(الف) سپورٹس بورڈ پنجاب کا سالانہ بجٹ برائے سال 14-2013 مبلغ چار کروڑ روپے ہے اور انتظامی اخراجات پر 3,14,65,000 روپے جبکہ کھیلوں کے لئے 85,35,000 روپے ہے۔

(ب) سپورٹس بورڈ پنجاب ضلعی اور تحصیل سطح پر مقامی کھیلوں کے لئے مالی امداد فراہم نہیں کرتا۔ متعلقہ ضلعی حکومت ہی مقامی سطح پر کھیلوں کے لئے بجٹ فراہم کرتی ہے۔

حکومت کے زیر سرپرستی پنجاب بھر میں کھیلوں کے باقاعدہ سالانہ ٹورنامنٹس کے انعقاد کی تفصیلات

*2444: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر امور نوجوانان، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حکومت کے زیر سرپرستی وزیر انتظام پنجاب بھر میں صوبہ کی سطح پر کون کون سے کھیلوں کے باقاعدہ سالانہ ٹورنامنٹس کا انعقاد ہوتا ہے؟

(ب) کیا پنجاب کی سطح پر کرکٹ، ہاکی، کبڈی اور والی بال کی کوئی ٹیمیں موجود ہیں اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں، کیا مستقبل میں اس طرح کی ٹیموں کو تشکیل دے کر بین الصوبائی مقابلے / ٹورنامنٹس کروانے کا کوئی پروگرام ہے؟

(ج) صوبائی حکومت نے کرکٹ، ہاکی، کبڈی اور والی بال کے قومی اور بین الاقوامی سطح کے کھلاڑی پیدا کرنے کے لئے کیااقدامات اٹھائے اور سہولیات مہیا کی ہیں؟

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان):

(الف) حکومت پنجاب کی ہدایت کے تحت سپورٹس بورڈ پنجاب کے زیرانتظام تمام کھیلوں جن میں آرم ریسلنگ ، اتھلیٹکس ،بیڈ منٹن ،بلیرڈ ،کرکٹ (ٹیپ بال)،والی بال ،رسہ کشی ، باڈی بلڈنگ ، فٹبال ، ویٹ لفٹنگ ، باسکٹ بال ،شطرنج ،کرکٹ (ہارڈ بال)،ہاکی ،کبڈی،میٹ ریسلنگ ،مڈ ریسلنگ ، ٹیبل ٹینس ،کراٹے ،تیکوانڈو، بیس بال ،باکسنگ ، میرا تھن ، پاور لفٹنگ ،رگبی اور سائیکلنگ وغیرہ شامل ہیں۔ باقاعدہ ٹورنامنٹس منعقد کئے جاتے ہیں۔مزید برآں حکومت پنجاب کے زیر سرپرستی ہونے والے گزشتہ سپورٹس فیسٹیول اور یوتھ فیسٹیول میں26 کھیلیں شامل کی گئیں جبکہ موجودہ یوتھ فیسٹیول2014 میں34مختلف کھیلیں شامل کی گئی ہیں۔ جو کہ محلہ لیول سے شروع ہو کر صوبائی سطح پر کھیلی جائیں گی۔

(ب) جی ہاں! پنجاب کی سطح پر کرکٹ ،ہاکی، کبڈی اور والی بال کی ٹیمیں موجود ہیں۔تاہم کرکٹ کے معاملات کی پاکستان کرکٹ بورڈ خود دیکھ بھال کرتا ہے جبکہ سپورٹس بورڈ پنجاب کی ہاکی، کبڈی اور والی بال کے علاوہ اور بہت سے کھیلوں کی ٹیمیں پاکستان سپورٹس بورڈ کے زیرانتظام ہونے والے بین الصوبائی مقابلوں میں باقاعدہ حصہ لیتی ہیں۔یہ مقابلے ہر سال ہوتے ہیں اور پنجاب کی ٹیم ان مقابلوں میں اب تک سب سے زیادہ فاتح رہی ہے۔ مستقبل میں بھی پنجاب کی ان کھیلوں کی ٹیمیں بین الصوبائی مقابلوں میں بھرپور حصہ لیں گی۔مزید برآں حالیہ پنجاب یوتھ فیسٹیول2014 کے سلسلہ میں نیشنل سپورٹس کاانعقاد بھی کیا جارہا ہے جس میں تمام صوبوں کی ٹیمیں حصہ لیں گی۔

(ج) جی ہاں!صوبائی حکومت محکمہ سپورٹس کرکٹ ،ہاکی، کبڈی اور والی بال کے معیار کو بہتر کرنے کے لئے اقدامات کر رہی ہے نرسری کو بھرپور طریقے سے تیار کیاجارہا ہے ۔ حال ہی میں ہونے والا چوتھا ورلڈ کپ کبڈی (انڈیا) پنجاب 30۔نومبر تا14۔دسمبر منعقد ہوا جس میں سپورٹس بورڈ پنجاب کی زیر نگرانی کھلاڑیوں کا ایک ماہ کا ٹریننگ اینڈ کوچنگ کیمپ لگایا گیا اور تمام کھلاڑیوں کی میرٹ پر سلیکشن کی گئی۔ پنجاب کی کبڈی ٹیم نے سخت مقابلے کے بعد

ورلڈ کپ میں دوسری پوزیشن حاصل کی۔ 22۔فروری 2014 سے لے کر 25۔فروری 2014 تک لاہور میں انڈوپاک گیمز(INDO-PAK GAMES)اور انٹرنیشنل سپورٹس فیسٹیول کا انعقاد کروایا جارہا ہے جس میں ہاکی ،کرکٹ ،کبڈی،دیسی کشتی ،میٹ ریسلنگ، فٹبال اور والی بال شامل ہیں۔اس ضمن میں پنجاب سپورٹس بورڈ ان کھیلوں کے ٹریننگ اینڈ کوچنگ کیمپ کا انعقاد کروا رہا ہے تاکہ بہترین ٹیمیں تشکیل دی جا سکیں۔مزید برآں حکومت پنجاب ضلعی سطح پر سپورٹس اکیڈیمیز کے قیام کے لئے کوشاں ہیں تاکہ گراس روٹ لیول سے ہی کھلاڑیوں کی تربیت کی جائے اور وہ بین الصوبائی سطح پر ملک کا نام روشن کر سکیں۔

لاہور: سپورٹس سٹی کا قیام و دیگر تفصیلات

*2686: ڈاکٹر فرزانہ نذیر: کیا وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور میں سپورٹس سٹی کا قیام کب تک عمل میں لایا جائے گا؟

(ب) اس کے لئے انفراسٹرکچر اور بجٹ کی تفصیلات بتائیں؟

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانامشہود احمد خان):

(الف) سپورٹس سٹی کے قیام کا منصوبہ ابھی تک ابتدائی مراحل میں ہے ،اس منصوبہ کے لئے کنسلٹنٹ مقرر کرنے کے لئے سمری پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کو محکمہ سپورٹس کی جانب سے بجھوائی جاچکی ہے جو ابھی تک فائنل نہ ہوئی ہے جوں ہی کنسلٹنٹ مقرر کیا جاتا ہے اس منصوبے کا PC-II تیار کر کے اعلیٰ حکام کو منظوری کے لئے بھجوادیا جائے گا۔

(ب) چونکہ ابھی تک اس منصوبے کا PC-II تیار نہ ہوا ہے جو کہ کنسلٹنٹ مقرر ہونے کے بعد تیار ہو گا بعد ازاں منصوبے کا PC-I تیار کیا جائے گا اور اس کے بعد معزز ایوان کو منصوبے کے متعلق معلومات و تفصیلات فراہم کی جاسکیں گی۔

ضلع فیصل آباد: خواتین میں کھیلوں کے فروغ کے لئے اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیلات

*2781: محترمہ مدیحہ رانا: کیا وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع فیصل آباد میں محکمہ سپورٹس نے سال11۔2010اور12۔2011 کے دوران کھیلوں کے فروغ کے لئے کتنے ٹورنامنٹ کروائے؟

(ب) کیامذکورہ ضلع میں خواتین کی کوئی سپورٹس ٹیمیں ہیں،اگر ہاں تو کتنی اور کون کون سی نیز ان ٹیموں نے مذکورہ سالوں میں کتنے ٹورنامنٹس میں حصہ لیا؟

(ج) کیا خواتین میں کھیلوں کے فروغ کے لئے مذکورہ عرصہ میں کوئی عملی اقدامات اٹھائے گئے اگر ہاں تو کیا؟

وزیرامور نوجواناں، سپورٹس،آثار قدیمہ اور سیاحت(رانامشہود احمد خان):

(الف) ضلع فیصل آباد میں محکمہ سپورٹس نے مذکورہ عرصہ میں جوجسٹو،ہاکی،،تیکوانڈو، ٹیبل ٹینس،بیڈ منٹن، تھرو بال،ایلش،کراٹے،والی بال،باسکٹ بال،ہینڈ بال،کرکٹ، فٹبال، کبڈی،ریسلنگ،دیسی کشتی دنگل،چک بال،باکسنگ،باڈی بلڈن،ویٹ لفٹنگ،جمناسٹک اور اتھلیٹکس کے تقریباً80سے زائد ٹورنامنٹ کروائے۔ان کے علاوہ سپورٹس بورڈ کے ہونے والے مقابلہ جات میں بھی فیصل آباد ضلع کی گرلزاور بوائز ٹیموں نے حصہ لیا۔

(ب) ہاں فیصل آباد میں خواتین کی سپورٹس ٹیمیں موجود ہیں ان میں 14کھیلوں کی ٹیمیں شامل ہیں تفصیل حسب ذیل ہے:

اتھلیٹکس،بیڈ منٹن،کرکٹ،ہاکی،والی بال،باسکٹ بال، تھرو بال، نیٹ بال، چک بال، تیکوانڈو، کراٹے،جوجسٹو اور ٹیبل ٹینس مذکورہ عرصہ میں ان ٹیموں نے تقریباً 30 ٹورنامنٹس میں حصہ لیا۔

(ج) ہاں خواتین میں کھیلوں کے فروغ کے لئے ہر ممکن اقدامات کئے جاتے رہے ہیں ان اقدامات میں خواتین کی کھیلوں کے ٹورنامنٹس کا انعقاد،ماہر کوچز کے زیر نگرانی ٹریننگ اور کوچنگ کیمپوں کا انعقاد، گراؤنڈز کی فراہمی، خواتین کے سکولوں اور کالجوں کے گراؤنڈز کی بہتری شامل ہے۔

صوبہ میں ریزارٹ کی تعداد ودیگر تفصیلات

*2803:جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی:کیاوزیرامور نوجواناں، سپورٹس،آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ میں TDCP کے کل کتنے ریزارٹ ہیں اور وہ کہاں کہاں موجود ہیں؟

(ب) ہر ریزارٹ میں کل کتنے کمرے ہیں اور ان کمروں کی بکنگ کا کیا طریق کار ہے نیز ان کا کتنا کرایہ ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ان ریزارٹ میں صرف اعلیٰ سرکاری عہدیدار ہی رہ سکتے ہیں اور عوام الناس کو رہنے کی کوئی سہولت نہ ہے؟

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان):

(الف) ٹورازم ڈویلپمنٹ کارپوریشن آف پنجاب (TDCP) کے رہائش کے لئے پنجاب کے مختلف اضلاع میں سیاحوں کی تفریح / سہولت کے لئے ٹورسٹ ریزارٹ تعمیر کر رکھے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	ضلع	مقام
1۔	لاہور	جلو پارک
2۔	قصور	چھانگا مانگا
3۔	چکوال	کلر کہار
4۔	بہاولپور	لال سوہانرا نیشنل پارک
5۔	ڈیرہ غازی خان	فورٹ منرو

(ب)

نمبر شمار	ضلع	مقام	سہولت
1۔	لاہور	جلو پارک	16 کمرے بمعہ باتھ
2۔	قصور	چھانگا مانگا	5 بیڈز بمعہ باتھ
3۔	چکوال	کلر کہار	12 کمرے بمعہ باتھ
4۔	بہاولپور	لال سوہانرا نیشنل پارک	10 کمرے بمعہ باتھ
5۔	ڈیرہ غازی خان	فورٹ منرو	05 بیڈز بمعہ باتھ

1۔	جلو پارک، لاہور:	کرایہ ایگزیکٹو کمرہ	2500/-روپے	(تمام ٹیکس شامل ہیں)
2۔	چھانگا مانگا، قصور:	کرایہ وی آئی پی کمرہ	6150/-روپے	(ہذا)
		کرایہ ڈیلکس کمرہ	3125/-روپے	(ہذا)
		کرایہ سٹینڈرڈ کمر	2250/-روپے	(ہذا)
3۔	کلر کہار چکوال:	کرایہ ایگزیکٹو کمرہ	3100/-روپے	(ہذا)
		کرایہ ڈیلکس کمرہ	2600/-روپے	(ہذا)
		سٹینڈرڈ کمرہ	1500/-روپے	(ہذا)
4۔	لال سوہانرا نیشنل پارک۔ بہاولپور:	کرایہ ایگزیکٹو کمرہ	3500/-روپے	(ہذا)
5۔	فورٹ منرو، ڈیرہ غازی خان:	کرایہ ڈیلکس کمرہ	2750/-روپے	(ہذا)

مندرجہ بالا ریزارٹ کی بکنگ کے لئے عوام الناس / سیاح موقع پر جا کر یا بذریعہ ٹیلی فون بکنگ کروا سکتے ہیں نیز ٹی ڈی سی پی ہیڈ آفس لاہور سے بھی ایڈوانس بکنگ کروائی جا سکتی ہے۔

(ج) جی نہیں! یہ درست نہ ہے، ٹورسٹ ریزارٹ میں سرکاری عہدیدران اور دوسرے سیاح و عوام الناس میں کوئی تفریق نہیں، ہر کوئی مقرر کردہ کرایہ ادا کر کے ٹھہر سکتا ہے۔

لاہور: شاہی قلعہ میں ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2804: جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی: کیا وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) شاہی قلعہ لاہور میں کل کتنے ملازمین کب سے کس کس سکیل میں تعینات ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ شاہی قلعہ کی خستہ حالی بہت بڑھ رہی ہے صرف خاص خاص جگہوں کی ہی صفائی ستھرائی کی جاتی ہے اور عمومی جگہوں پر کوئی توجہ نہ ہے، اس میں موجود عجائب گھر میں لائٹس کا بھی خاطر خواہ بندوبست نہ ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس قومی ورثہ کی مکمل دیکھ بھال کے لئے کیا تدابیر اپنانے کا ارادہ رکھتی ہے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان):

(الف) شاہی قلعہ لاہور میں کل ملازمین کی تعداد 96 ہے جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) شاہی قلعہ لاہور تقریباً 55 ایکڑ پر مشتمل ہے جس کی صفائی کے لئے محض سات خاکروب کام کر رہے ہیں جن کے ساتھ ہفتہ وار چھٹی اور دیگر ناگزیر حالات میں تعاون کرنا پڑتا ہے لیکن اس کے باوجود قلعہ کی صفائی ستھرائی پر توجہ دی جاتی ہے اور عمومی اور خاص جگہوں میں کوئی تخصیص نہیں ہے۔ علاوہ ازیں قلعہ میں موجود نوادرات گیلریز میں باقاعدہ لائیٹس کا بندوبست ہے تاہم لوڈشیڈنگ کا مسئلہ پورے ملک میں ہے اور بسا اوقات اس کا سامنا قلعہ کی انتظامیہ کو بھی کرنا پڑتا ہے محکمہ آرکیالوجی، حکومت پنجاب کی طرف سے مختص کئے گئے فنڈز میں مسلسل مرمت اور دیکھ بھال کے کام کر رہا ہے جو اب بھی جاری ہیں۔

(ج) محکمہ آرکیالوجی، حکومت پنجاب اس بات سے بخوبی آگاہ ہے کہ شاہی قلعہ نہ صرف ہمارا قومی ورثہ ہے بلکہ پوری دنیا کے معزز مہمانوں کے لئے ہماری پہچان بھی ہے لہذااب بھی اس کی خوبصورتی اور بہتری پر کام جاری ہے اور مستقبل میں بھی ماہرین کی محنت سے مختلف پراجیکٹس پر کام جاری رہے گا جن کی تکمیل کے لئے مسلسل کام ہو رہا ہے۔

صوبہ میں تاریخی عمارات کی تزئین وآرائش کی تفصیلات

*2959: محترمہ سعدیہ سہیل رانا: کیا وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

محکمہ آثار قدیمہ نے پچھلے پانچ سالوں کے دوران صوبہ میں کون کون سی تاریخی عمارات کی تزئین وآرائش کی اور ان پر کتنے کتنے اخراجات ہوئے، علیحدہ علیحدہ تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانامشہود احمد خان):

محکمہ آثار قدیمہ نے پچھلے پانچ سالوں کے دوران تاریخی عمارات کی تزئین وآرائش پر جو اخراجات کئےان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

صوبہ میں سیاحت کو فروغ دینے کے لئے اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیلات

*2967: محترمہ سعدیہ سہیل رانا: کیا وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) پنجاب میں سیاحت کو فروغ دینے کے لئے حکومت پنجاب نے پچھلے پانچ سالوں کے دوران کون کون سے منصوبے شروع کئے ہیں؟

(ب) ان منصوبوں کا تخمینہ لاگت کیا ہے اور یہ منصوبے کب تک مکمل ہونے ہیں؟

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانامشہود احمد خان):

(الف) پچھلے پانچ سالوں کے دوران 14 منصوبے شروع کئے گئے جن کی تفصیلات (Annex-A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ب) اِن منصوبوں کا تخمینہ لاگت 481.680 ملین ہے اور یہ منصوبوں کی تکمیل کی تفصیل بھی (Annex-A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع لاہور: محکمہ سپورٹس کا بجٹ و استعمال کی تفصیلات

***3035: محترمہ فائزہ احمد ملک**: کیا وزیر امور نوجوانان، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور محکمہ سپورٹس کا سال 14-2013 کا کل بجٹ کتنا ہے، کتنی رقم صوبہ کی جانب سے اور کتنی سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کی جانب سے موصول ہوئی ہے؟

(ب) یہ رقم کن کن منصوبوں پر خرچ کی جا رہی ہے، تفصیلات فراہم کریں؟

وزیر امور نوجوانان، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان):

(الف) صوبائی حکومت کی جانب سے محکمہ سپورٹس ضلع لاہور کے لئے ترقیاتی بجٹ کی مد میں سال 14-2013 میں 252.027 ملین روپے مختص کئے گئے جبکہ غیر ترقیاتی بجٹ کی مد میں سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کی جانب سے محکمہ سپورٹس ضلع لاہور کے لئے 12.705 ملین روپے مختص کئے گئے ہیں جبکہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کی جانب سے محکمہ سپورٹس ضلع لاہور کے لئے ترقیاتی بجٹ کی مد میں کوئی رقم سال 14-2013 میں مختص نہ کی گئی ہے۔

(ب) حکومت پنجاب کی طرف سے محکمہ سپورٹس ضلع لاہور کے لئے سال 14-2013 میں مختص کی گئی رقم جن ترقیاتی منصوبوں پر خرچ کی جا رہی ہے ان کی تفصیل (A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق کو لیتے ہیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ مجھے اس پر دو منٹ بات کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ میری بات سنیں اور تشریف رکھیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! مجھے دو منٹ بات کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ وزیر موصوف کے کمرے میں بیٹھ جائیں اور اس سلسلے میں ان سے بات کر لیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! آپ میری بات تو سن لیں۔

تحاریک استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر: میں وقفہ سوالات ختم کر چکا ہوں، آپ تشریف رکھیں۔ اب ہم تحاریک استحقاق کو لیتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 1 جناب امجد علی جاوید صاحب!

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میری بات تو مکمل ہونے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ آپ بیٹھ جائیں، میں نے اب floor ان کو دے دیا ہے۔ جہلم کے متعلقہ جو بھی آپ کے معاملات ہیں انہوں نے اس کے متعلق کہہ دیا ہے آپ ان کے چیمبر میں بات کر لیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! یہ جو encroachments کے متعلق بات کر رہے ہیں یہ ان کے دور میں ہوئی ہیں، یہ کس طرح کہہ رہے ہیں کہ جہلم میں سکولوں میں encroachments ہیں، مجھے اس پر شدید اعتراض ہے۔ جہلم کے لوگ سکول مانگتے ہیں، کالج مانگتے ہیں، وہ encroachments نہیں کرتے، میں مانتی ہوں کہ ہر جگہ encroachments ہوتی ہیں لیکن سکولوں میں encroachments نہیں ہیں، وزیر موصوف میرے ساتھ چلیں اور مجھے دکھائیں کہ کہاں پر encroachments ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! sports grounds کی بات ہو رہی تھی، سکولوں کی بات انہوں نے نہیں کی۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! grounds بھی ان سکولوں کے ساتھ ہی ہوتے ہیں، ان سے ہٹ کر نہیں ہوتے۔ اگر اس پر کسی نے encroachments کی تو اس وقت انہی کی گورنمنٹ تھی، انہی کے لوگ تھے، میں ان کو بتانے کے لئے تیار ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ جو بھی معاملات ہیں آپ وزیر موصوف کے ساتھ بیٹھ کر discuss کر لیں۔ جناب امجد علی جاوید صاحب اپنی تحریک استحقاق پیش کریں۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ ہمارے اتنے اہم سوالات ایوان میں آنے سے رہ جاتے ہیں، اپوزیشن والے اتنے لمبے لمبے سوالات پوچھ کر ایوان کا وقت ضائع کر دیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں میں ان کو floor دے چکا ہوں۔ ان کے بعد آپ کو موقع دیا جائے گا۔ میاں صاحب! فرمائیں۔

ای ڈی او ہیلتھ ٹوبہ ٹیک سنگھ کا معزز ممبر اسمبلی کو گالیاں دینا

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔(قطع کلامیاں)

MR DEPUTY SPEAKER: Order in the House.

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! ہمارے اتنے اہم سوالات ان کی وجہ سے رہ جاتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ وہ بات کر رہے ہیں آپ ان کی بات سنیں۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! وہ اتنے لمبے لمبے سوالات کرتے ہیں جس کی وجہ سے ہمارے اہم سوالات بھی رہ جاتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! میں اس پر کیا کر سکتا ہوں آپ تشریف رکھیں۔ آپ کا اگر کوئی سوال رہ گیا ہے تو وزیر موصوف یہاں پر موجود ہیں وہ آپ کے سوال کا جواب دے دیں گے۔ آپ پلیز! تشریف رکھیں۔ میاں صاحب! آپ اپنی بات کریں۔

جناب امجد علی جاوید: معاملہ یہ ہے کہ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں تعینات ای ڈی او(ہیلتھ) ڈاکٹر اعجاز حیدر ہیں۔ ای ڈی او (ہیلتھ) ٹوبہ ٹیک سنگھ کے انتہائی نامناسب اور غیر ذمہ دارانہ روّیے اور بدزبانی کے خلاف محکمہ صحت کا عملہ کئی مرتبہ احتجاجی جلوس اور ریلیاں نکال چکا ہے اور درجنوں LHW's اور دیگر ملازمین ملازمت سے استعفیٰ دے چکے ہیں۔ ای ڈی او مذکورہ کا ڈینگی کے جعلی سپرے کا سکینڈل بھی میڈیا کے ذریعے منظر عام پر آ چکا ہے۔ مزید برآں یہ کہ ڈی سی او ٹوبہ ٹیک سنگھ چٹھی نمبری 1578/DCO/Admn کے تحت مورخہ 2۔جنوری 2014 سیکرٹری ہیلتھ کو مذکورہ ای ڈی او، ہیلتھ ٹوبہ ٹیک سنگھ کی غیر تسلی بخش کارکردگی اور confused شخصیت کی بناء پر ٹوبہ ٹیک سنگھ سے ٹرانسفر کرنے کے لئے لکھ چکے ہیں۔ محکمہ سوئی گیس کے عملہ نے مورخہ 20۔فروری 2014 کو ای ڈی او، ہیلتھ ٹوبہ ٹیک سنگھ کی رہائش گاہ پر چھاپہ مارا اور گیس چوری ثابت ہونے کے بعد رپورٹ محکمہ کو forward کر دی۔ اس واقعہ کی اطلاع ملتے ہی الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے نمائندے موقع پر پہنچ گئے اور فوٹیج حاصل کر کے اپنے اپنے چینل اور اخبارات کو رپورٹ کرنا شروع کر دیا۔ اس دوران میڈیا کے نمائندوں نے پاکستان مسلم لیگ (ن) کے ضلعی صدر اور حکومتی نمائندے کی حیثیت سے میرا مؤقف لیا۔ اس پر میں

نے واضح طور پر کہا کہ حکومت اور پارٹی کسی بھی چور کا ساتھ نہ دے گی اور جو بھی بجلی اور گیس کی چوری میں ملوث پایا جائے گا اس کو قرار واقعی سزا دلوائی جائے گی اور کسی کو اس کے عہدہ / حیثیت کی بنیاد پر کسی قسم کی کوئی رعایت نہیں ملے گی۔ جناب محمد افضل گجر۔۔۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! وزیر موصوف تو چلے گئے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر تعلیم صاحب! آپ کہیں جا رہے ہیں؟

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب موجود ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ جناب امجد علی جاوید صاحب!

جناب امجد علی جاوید: جناب محمد افضل گجر جو کہ APP اور روزنامہ "اسلام" کے نمائندہ ہیں انہوں نے موقع پر ہی میرے سامنے ای ڈی او (ہیلتھ) ٹوبہ ٹیک سنگھ سے ان کا مؤقف لینے کے لئے رابطہ کیا چونکہ میرا مؤقف الیکٹرانک میڈیا پر آ چکا تھا اس لئے مذکورہ ای ڈی او نے اپنا مؤقف دینے کی بجائے فوراً حکومت اور میرا نام لے کر غلیظ گالیاں دینا شروع کر دیں۔ اس نے جو غلیظ گفتگو اور بدزبانی میرے متعلق کی اس کی گواہی مذکورہ نمائندہ روزنامہ "اسلام" اور APP حلف دینے کو تیار ہیں۔ لہذا مذکورہ ای ڈی او، ہیلتھ ٹوبہ ٹیک سنگھ نے دانستہ طور پر میرا استحقاق مجروح کیا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ تحریک استحقاق آج ہی پڑھی گئی ہے اس لئے میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ اس تحریک کو اگلے ہفتے تک کے لئے مؤخر کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس تحریک استحقاق کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! مہربانی فرما کر میری تحریک کو استحقاق کمیٹی کے پاس بھیج دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے جواب آ جائے پھر اس پر فیصلہ کریں گے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! مجھے short statement کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! اگلے ہفتے اس کا جواب منگوائیں۔ امجد علی جاوید صاحب! اس کا جواب آ جائے پھر اسی اجلاس میں اس پر کچھ نہ کچھ کرتے ہیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! پوائنٹ آف آرڈر پر کوئی تقریر نہیں ہوگی۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! مجھے بھی بات کرنے کا موقع دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! اس کے بعد آپ کو موقع دیا جائے گا۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے یوتھ فیسٹیول کے بارے میں فرمایا ہے کہ بڑے میرٹ پر سارا کام ہو رہا ہے۔ میں یہ گزارش کروں گی کہ ایک بچہ جس کا نام وجیہ الحسن ہے اور یہ نعت خواں ہے۔ وزیر حسین میموریل سکول علی پور چٹھہ گوجرانوالہ میں کلاس نہم کا طالب علم ہے، اس نے تحصیل اور division level پر نعت خوانی کے مقابلوں میں اوّل پوزیشن حاصل کی تھی۔ یوتھ فیسٹیول میں نعت خوانی کے مقابلوں کے لئے پہلے 18۔ تاریخ کی announcement ہوئی تھی۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اپنی بات جاری رکھیں، میں سن رہا ہوں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! پنجاب کی سطح پر مقابلے کی تاریخ 18۔ فروری تھی جو کہ net پر بھی دی گئی تھی جس کے چیف کوآرڈینیٹر ضیاء المصطفیٰ سلہری تھے، جب سکول کے پرنسپل عمر گل 18۔ فروری کو بچے کو ساتھ لے کر مقابلے میں شرکت کے لئے گئے تو وہاں جا کر پتا چلا کہ یہ مقابلہ تو 17۔ تاریخ کو ہو چکا ہے۔ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ اس بچے کے ساتھ بہت زیادتی ہوئی ہے، آپ خود بتائیں کہ ایک بچہ جو پنجاب level پر جیت کر آیا ہے اس کو پھر اس طرح سے مقابلے میں شرکت سے محروم رکھا جائے تو بہت بڑی زیادتی ہوگی۔ پھر اس کی کوئی انفرادی طور پر net اطلاع کی گئی پر اور نہ ہی پرنسپل صاحب کو اطلاع دی گئی۔ میری آپ سے یہ humble request ہے کہ آپ kindly اس معاملے کو takeover کریں، منسٹر صاحب کو بولیں کہ وہ ذرا اس کو دیکھیں کہ اس بچے کے ساتھ جو زیادتی ہوئی ہے اس کا ازالہ کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل ٹھیک ہے۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت شروع ہوتا ہے۔ محترمہ! منسٹر صاحب نے already آپ سے کہا ہے، اب وہ اپنے چیمبر میں موجود ہیں آپ جا کر ان سے مل لیں

اور آپ نے جو بات کی ہے یہ writtenان کو دے دیں وہ اس کی انکوائری کروا کر آپ کو بتا دیں گے۔اب تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ فائزہ احمد ملک: شکریہ۔جناب سپیکر! منسٹر صاحب چلے گئے لیکن میں آپ کو اور وزیر صاحب کو بھی ایک یاد دہانی کروانا چاہ رہی تھی کہ ہائر ایجوکیشن اور سیکنڈری ایجوکیشن سے related میرے کچھ سوالات تھے جن کے محکمے کی طرف سے غلط جواب دیئے گئے تھے۔جب پہلے اجلاس میں غلط جواب آیا تھا تو بڑے سپیکر صاحب نے مجھے یہ یقین دہانی کرائی تھی کہ اگلے اجلاس میں وزیر صاحب ایوان کے floor پر صحیح جواب دیں گے اور مجھے تحریک استحقاق جمع کرانے سے منع کیا گیا تھا کہ آپ ابھی صحیح جواب آنے کا انتظار کر لیں۔چونکہ میرے پاس ثبوت تھے اور میں نے یہ request کی تھی کہ محکمے کے خلاف تحریک استحقاق بنتی ہے۔پھر second time آپ نے مجھے یہ assurance دلائی کہ جواب آئے گا آج چوتھا اجلاس ہو گیا ہے لیکن ابھی تک منسٹر صاحب نے میرے سوالات پر محکمے کی طرف سے مجھے اعتماد میں نہیں لیا۔ابھی یہاں پر تحاریک استحقاق پڑھی جا رہی تھیں میرا یہ سوال ہے کہ اگر ہم نے تحریک استحقاق جمع کرانی ہے اور وہ آپ کی یا سپیکر صاحب کی ٹیبل پر فائلوں کے نیچے رکھ دی جانی ہے تو میرا خیال ہے کہ ہمارا استحقاق اسی طرح مجروح ہوتا رہے گا، محکمے اسی طرح کرتے رہیں گے جیسے ابھی پہلے جوابات دیئے گئے ہیں۔سپورٹس اینڈ کلچر کا انتہائی important issue ہے لیکن اس پر جس طرح سے گول مول اور توڑ مروڑ کر جواب دیئے گئے ہیں۔یہ ساری باتیں بڑی سوچنے کی ہیں کہ ہم کس طرف جا رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ کا حق ہے کہ آپ تحریک استحقاق جمع کرائیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! وہ آپ کی ٹیبل پر پڑی رہے گی، پھر اس کا فائدہ؟

جناب ڈپٹی سپیکر: بالکل نہیں پڑی رہے گی۔آپ جمع کرائیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں نے پہلے FBR کے خلاف ایک تحریک استحقاق جمع کرائی تھی لیکن آج تک اسے ایوان میں پیش کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں ایک دفعہ انہیں چیمبر میں بلا کر ان سے پوچھ لیتا ہوں کہ انہوں نے ابھی تک جواب کیوں نہیں دیا۔ اگر انہوں نے ابھی تک جواب نہیں دیا تو پھر آپ کا right بنتا ہے کہ آپ تحریک استحقاق دیں ہم اسے take up کریں گے۔ جی، چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب!

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ میں ایک بڑے important issue پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ issues بھی آپ ہی کے ہیں۔ جی، فرمائیں!

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! پچھلے کئی دنوں سے نرسز احتجاج کر رہی ہیں، بارش میں بھی بیٹھی رہی ہیں لیکن حکومت پنجاب کی طرف سے کوئی pay attention نہیں کی جا رہی، ان کی بات سننے والا کوئی نہیں ہے۔ میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ آپ یہاں سے گورنمنٹ کے نمائندے ان کے پاس بھیجیں اور ان کے جو issues ہیں انہیں resolve کیا جائے اور انہیں کسی نہ کسی end کی طرف لے کر آئیں۔ وہ روز بیٹھی ہوئی ہیں، بارش ہو، گرمی ہو یا سردی لیکن وہ دن رات بیٹھی ہوئی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ بھی اس اجلاس میں موجود تھے وزیراعلیٰ صاحب نے یہاں پر خود commit کیا تھا کہ ایک ہفتے کے اندر اندر یہ problem resolve کر کے ان کا جو بھی right ہے وہ انہیں دیں گے۔ میرے خیال میں ابھی ایک ہفتہ نہیں ہوا آپ ان کی commitment دیکھ لیں۔ کل وزیر قانون نے بھی آپ کے سامنے اس کا جواب دیا تھا۔

میاں نوید علی: جناب سپیکر! کل لاء منسٹر نے جواب دیا تھا کہ یہ معاملہ with in one week resolve کر دیا جائے گا۔

ڈاکٹر مراد راس: کیا وہ ایک ہفتے تک یہاں بیٹھی رہیں گی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ آخر وہ commitment کر کے گئے ہیں تو ظاہر ہے وہ اس پر کام کر رہے ہوں گے۔ انہوں نے on the floor of the House ایک ہفتے کی بات کی ہے لہذا ذرا اسے دیکھ لیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میری استدعا ہے کہ آپ کوئی ایسا طریقہ اپنائیں کہ انہیں یہاں سے اٹھا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:لاء منسٹر آ جاتے ہیں تو ان سے جواب لے لیتے ہیں۔ چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 196 ہے۔ چیمہ صاحب موجود نہیں ہیں لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا صاحب! آپ دوسرے مائیک پر آ جائیں۔ مائیک ٹھیک کرائے جائیں۔

سرگودھا میں حکومت اور محکمہ کی طرف سے معدنیات کا ٹھیکہ من پسند لوگوں کو دینا اور ٹھیکیداروں کا اپنی مرضی سے رائیلٹی میں اضافہ کرنا

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے حکومت پنجاب کی توجہ ایک بڑے اہم مسئلہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں اس وقت مائنز اینڈ منرل کے وزیر بھی ایوان میں موجود ہیں۔ آپ نے بڑی مہربانی فرمائی کہ تین روز کی effort کے بعد مجھے پوائنٹ آف آرڈر پر وقت دیا ہے۔ گزارش یہ ہے کہ سرگودھا میں مائنز اینڈ منرل کا ایک بڑا اچھا بزنس ہو رہا ہے وہاں پر لاکھوں لوگوں کو روزگار ملا ہوا ہے۔ وہاں پہاڑیوں سے حکومت پنجاب کو at least چھپن کروڑ روپے کا سالانہ ریونیو مل رہا ہے۔ جب بھی caretaker government آتی ہے تو اس وقت وہاں پر ان پہاڑیوں کی نیلامی ہوتی ہے، 2008 میں جب caretaker government تھی جس وقت الیکشن ہو رہے تھے اس وقت من مرضی سے وہاں کے ڈپٹی ڈائریکٹر نے اپنی کمیٹی کو بٹھا کر پہاڑیوں کی نیلامی کروائی اور اپنی مرضی کے پسندیدہ ٹھیکیداروں کو ٹھیکے دے دیئے گئے۔ جب یہ بات point out ہوئی تو اس وقت انہوں نے منت سماجت کر کے، اس وقت کی گورنمنٹ سے ادھر ادھر مل کر اس auction کو پاس کر دیا اور اپنی مرضی کے ٹھیکیداروں کو ٹھیکے award کر دیئے۔ چونکہ ان کا پانچ سال کا contract تھا وہ ختم ہوا تو پھر 2013 کی caretaker government میں پھر سے ان پہاڑیوں کی نیلامیاں کر دیں اور اپنی مرضی کے ٹھیکیداروں کو کم قیمت سے پھر سے دوبارہ وہ ٹھیکے award کر دیئے ہیں جس وجہ سے گورنمنٹ کے ریونیو کو نقصان ہوا ہے اور اس کے بعد اہم مسئلہ یہ ہے کہ وہ ٹھیکیدار آئے روز اپنی مرضی

سے اپنی monopoly سے رائیلٹی بڑھاتے رہتے ہیں۔ وہاں کی جو لیبر ہے وہاں کے جو کریشنز اونرز اور جو وہاں پر کرشنگ کا بزنس کر رہے ہیں انہیں disturb کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب!

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! میں بڑا اہم نکتہ بیان کر رہا ہوں پورے پنجاب میں پتھر وہاں سے آرہا ہے، ہماری ڈویلپمنٹ کا سارا معاملہ اس پر انحصار کر رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! منسٹر صاحب یہاں پر موجود ہیں۔۔۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ ان دونوں auctions کو دیکھنے کے لئے ان کی transparency check کرنے کے لئے وزیر صاحب کو ساتھ شامل کر کے معزز ایوان کی ایک کمیٹی بنائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ رانا صاحب! اس پر کمیٹی نہیں بنائی جائے گی۔ وزیر صاحب موجود ہیں ذرا ان کا جواب سن لیں۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر کانکنی و معدنیات (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! گزارش ہے کہ جب بھی open auction ہوتا ہے اس سے زیادہ transparent طریقہ نہیں ہے۔ اگر اس میں کسی بھی ٹھیکیدار کو کوئی grievance ہے تو وہ میرے notice میں لائیں تو ہم اس پر ضرور انکوائری کرائیں گے۔ میرے پاس لوگ آئے تھے اور وہ کہتے تھے کہ یہ ٹھیکہ کم لاگت میں ہوا ہے میرا ان سے اور معزز ممبر سے بھی یہ سوال ہے کہ کیا ان لوگوں نے اس auction میں حصہ لیا؟ جب ایک آدمی auction میں حصہ نہیں لیتا اور اس کے بعد یہ اعتراض کرے کہ یہ auction کم قیمت میں ہوئی ہے تو میرا خیال ہے کہ اس کا یہ اعتراض بنتا نہیں ہے۔ So open auction is the best way to get the best price.

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! میرے خیال میں آپ اس کے لئے اخبار میں ایڈورٹائزمنٹ کرتے ہیں اور auction کے لئے ایک date دی جاتی ہے۔ رانا صاحب! منسٹر صاحب کی بالکل جائز بات ہے۔

وزیر کانکنی و معدنیات (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! اسے National Dailies میں ایڈورٹائز کیا جاتا ہے اور اگر auction میں پچھلی لیز کے پیسے سے کم highest bid آئے تو اسے کینسل کر دیا جاتا ہے اور پھر اس کے بعد subsequently اسے دوبارہ auction کیا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:منسٹر صاحب!ذرا ان کی ایک باتnoteکر لیں کہ وہاں پر جو ٹھیکیدار overchargeکر رہا ہے اسےcheckکر لیں اگر وہ شیڈول سے ہٹ کر پیسے لے رہا ہے تو پھر اس کے خلاف کارروائی کریں۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان:جناب سپیکر!اگر انہوں نےauction manipulateنہ کیا ہو تو میں اس کی ذمہ داری لیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:منسٹر صاحب!اس چیز کوconfirmکر لیں کہ کیا وہ اخبار میں اشتہار آیا تھا؟کیاopen auctionہوا تھا؟اگر ایسے ہی دفتر میں بیٹھ کر ٹھیکہ الاٹ کیا گیا ہے تو پھر ان کی باتvalidہے۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان:جناب سپیکر!اس وقتcaretaker governmentتھی اور جنرل الیکشن ہو رہا تھا اس لئے انہیں کوئی پوچھنے والا نہیں تھا اور انہوں نے من پسند ٹھیکیداروں کو ٹھیکے دیئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:رانا صاحب!ڈیپارٹمنٹ ایک چیزAdvertiseکرتا ہے تو جو چاہے اسopen auctionمیں حصہ لے۔

وزیر کانکنی و معدنیات(جناب شیر علی خان):جناب سپیکر!میں یہ بھیclearکر دیتا ہوں کہ اس میں اکثر یہ کہا جاتا ہے کہ محکمہ اسےmanipulateکرتا ہے،ہو سکتا ہے محکمہmanipulateکرتا ہو لیکن اگر کوئی کسی مجبوری کے تحتauctionمیں حصہ نہیں لیتا تو اسےcheckکرنے کے لئے دنیا میں کوئی mechanismنہیں ہے کہ اگر کوئی آ کرopen auctionمیںparticipateنہ کرے اورbidنہ دے اور اس کے بعد یہ کہا جائے کہ یہauction fakeہےI think that is not fairکوئی بھی گورنمنٹ ہو اگر وہ اخبار میں اشتہار دینے کے بعد اسauction processسے گزری ہو تو میرا خیال ہے کہ اسauction processکوchallengeنہیں کیا جا سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر:منسٹر صاحب!آپ رانا منور غوث کو ساتھ بٹھا کر اس کی پوری تفصیل دے دیں اور چیک کروالیں کہ اگر وہاں پر کوئیover chargeکر رہا ہے تو اس کی روک تھام کریں۔

جناب احمد خان بھچر:جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔وزیر معدنیات بیٹھے ہیں اور میں ایک اہم مسئلہ کی نشاندہی کرنا چاہتا ہوں۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار شروع کرتے ہیں۔ یہ ساری تحاریک التوائے بھی بہت اہم ہیں۔

جناب احمد خان بھچر: اگر آپ اجازت دیں تو مجھے صرف ایک بات ان کے گوش گزار کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! ہمارے تھل میانوالی کے علاقے میں جو lease agreements ہو رہے ہیں۔۔۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! اگر پوائنٹ آف آرڈر پر وقت دینا ہے تو پھر تحاریک التوائے کار کا وقت بڑھا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! احمد خان بھچر صاحب کی بات سُن لیں۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! میں ایک منٹ میں اپنی بات ختم کر لوں گا۔ ہمارے علاقے تھل میانوالی میں lease agreements ہو رہے ہیں جبکہ یہ رقبے اب سیراب ہونے شروع ہو گئے ہیں۔ چونکہ یہ رقبے lease agreements میں پہلے سے شامل ہیں اس لئے ٹھیکیداروں کو lease میں مل جاتے ہیں۔ آپ اور شیر علی خان صاحب نے یہ علاقہ دیکھا ہوا ہے۔ ادھر موگے لگ گئے ہیں، lining ہو چکی ہے اور کئی جگہوں پر آبادی ہے لیکن ابھی تک وہ رقبے محکمہ معدنیات کی طرف سے ٹھیکے پر دیئے جاتے ہیں۔ اس کی وجہ سے لوگوں اور ٹھیکیدار کے درمیان جھگڑے ہوتے ہیں اور کئی ایف آئی آرز درج ہو چکی ہیں۔ میری آپ کی وساطت سے منسٹر صاحب سے یہ گزارش ہے کہ واں بھچراں، مظفر پور، میانوالی کے علاقوں میں جو رقبے آباد ہو چکے ہیں اُن کو exempt کر دیا جائے۔ اب ان لوگوں کی زمینیں آباد ہو چکی ہیں اور یہ رقبے ٹھیکے پر دینے سے کافی مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔

وزیر کانکنی و معدنیات (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! میں clarify کر دوں کہ مالک زمین کی مرضی کے بغیر محکمہ معدنیات کسی کے رقبے سے کوئی معدنیات نہیں اُٹھا سکتا۔ محکمہ معدنیات کے ٹھیکیدار کی ذمہ داری ہے کہ وہ مالک زمین کو مالکانہ ادا کرے۔ یہ ہو نہیں سکتا کہ مالک زمین کی مرضی کے بغیر وہاں سے ریت یا کوئی بھی معدنیات اُٹھائی جائیں۔ اگر کوئی رقبہ آباد ہو چکا ہے تو اس سے کوئی معدنیات نہیں اُٹھائی جائیں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔چودھری عامر سلطان چیمہ کی تحریک التوائے کار نمبر198/14 ہے۔۔۔وہ موجود نہیں ہیں اس لئے اس تحریک التوائے کار کوdispose of کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر199/14بھی چودھری عامر سلطان چیمہ کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں اس لئے اس تحریک التوائے کار کو بھی dispose ofکیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر200/14بھی چودھری عامر سلطان چیمہ کی ہے۔۔۔وہ موجود نہیں ہیں لہذااس تحریک التوائے کار کوdispose of کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر202/14بھی چودھری عامر سلطان چیمہ کی ہے۔۔۔وہ موجود نہیں ہیں اس تحریک التوائے کار کو بھیdispose ofکیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر203/14 بھی چودھری عامر سلطان چیمہ کی ہے اور تحریک التوائے کار کو بھی dispose ofکیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر205/14بھی چودھری عامر سلطان چیمہ کی ہے۔۔۔وہ موجود نہیں ہیں اس تحریک التوائے کار کو بھیdispose ofکیا جاتا ہے۔

سردار محمد جمال خان لغاری: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سردار صاحب!

سردار محمد جمال خان لغاری: جناب سپیکر! میرا ایک نہیں بلکہ تین انتہائی اہمیت کے حامل پوائنٹ آف آرڈر ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار صاحب! کوئی کمی بیشی نہیں ہو سکتی؟

سردار محمد جمال خان لغاری: جناب سپیکر! یہ سارے بہت اہم ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، ایسا کریں کہ ابھی آپ تشریف رکھیں اور تحاریک التوائے کار کے بعد میں آپ کو وقت دیتا ہوں۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر207/14 شیخ علاؤالدین اور محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کی طرف سے ہے۔ شیخ صاحب کی طرف سے تحریری طور پر آیا ہوا ہے کہ ان کی تحریک التوائے کار کو pendingکر لیا جائے تو اس تحریک التوائے کار کو pendingکیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر210/14 شیخ علاؤالدین اور محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کی طرف سے ہے۔اس تحریک التوائے کار کو بھیpendingکیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر211/14 شیخ علاؤالدین اور محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کی طرف سے ہے۔اس تحریک التوائے کار کو بھیpendingکیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر213/14 شیخ علاؤالدین اور محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کی طرف سے ہے۔اس تحریک التوائے کار کو بھی

pendingکیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر214/14ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ کی طرف سے ہے۔

حکومتی عدم توجہ کے باعث تجارتی مرکز انار کلی لاہور کے مسائل میں اضافہ

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 12۔فروری 2014 کی خبر کے مطابق 164سالہ قدیم کاروباری و تجارتی مرکز انار کلی بازار حکومت کی عدم توجہ کے باعث مسائل کا گڑھ بن گیا ہے۔ناجائز پارکنگ سٹینڈ، تجاوزات، بجلی کی بوسیدہ لٹکتی ہوئی تاریں اور ٹوٹے پھوٹے فرش نے بازار کی رونق کو دُھندلا دیا ہے۔مسائل کے باعث گاہکوں نے ادھر کا رُخ کم کر دیا ہے جس سے کاروبار پر منفی اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔سکیورٹی کے مسائل بھی موجود ہیں۔اس کے علاوہ بازار میں دہشت گردی کے واقعات بھی ہو چکے ہیں۔ان تمام مسائل کی وجہ سے تاجروں اور دور دراز کے علاقوں سے شاپنگ کرنے کے لئے آنے والے لوگوں میں شدید اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین): جناب سپیکر! یہ تحریک آج ہی پڑھی گئی ہے اور ابھی تک اس کا جواب موصول نہیں ہوا لہذا اس کو اگلے ہفتے تک کے لئے pendingکر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتے تک کے لئے pendingکیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر216/14ڈاکٹر مراد راس کی طرف سے ہے۔

محکمہ سکولز ایجوکیشن کی ہٹ دھرمی کی وجہ سے آٹھویں کلاس کے طلباء وطالبات نئے سلیبس سے محروم

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 17۔فروری 2014 کی خبر کے مطابق لاہور پنجاب میں مخصوص

پبلشروں کی کتابوں کا انتخاب ممکن نہ ہونے پر سال2014کے لئے آٹھویں جماعت کے نئے سلیبس کو ہی روک دیا گیا۔لاکھوں طلبہ کو آٹھویں کے نئے سلیبس سے محروم رکھا جارہا ہے جبکہ پہلی سے لے کر دسویں تک نیا سلیبس پڑھایا جارہا ہے۔ محکمہ سکول ایجوکیشن کی جانب سے نئے سلیبس کی کتابوں میں غلطیاں ہونے کا بہانہ بنا کر پرانا سلیبس بحال کرنے کی کوششیں کی جارہی ہیں جس کا مقصد Punjab Curriculum کی کارکردگی کو صفر بنانا ہے اور مخصوص پبلشرز کو اپنے خلاصے فروخت کرنے کا موقع دے کر کروڑوں روپے کا فائدہ دینا ہے۔آٹھویں کے نئے سلیبس کو روکنے کے لئے محکمہ سکول ایجوکیشن کی جانب سے حقائق کے منافی مختلف سمریوں کی تیاری جاری ہے۔نئے سلیبس کی سلیکشن کے لئے بنائی گئی کمیٹیوں نے ڈھائی ماہ میں مکمل چیکنگ کے بعد کتابوں کی سلیکشن کی جبکہ محکمہ سکول ایجوکیشن نے نئے سلیبس کے اعلان کو ہی روک دیا۔ پنجاب حکومت نے 2014کے لئے آٹھویں جماعت کے بھی نئے سلیبس کے احکامات دیئے جس کے لئے Curriculum Authority نے سات ماہ کی کوششوں کے بعد116کتابوں کو این او سی جاری کئے جن میں سے آٹھ کتابوں کو نصاب کا حصہ بنانے کا فیصلہ ہوا جس کے لئے ہر کتاب کے سبجیکٹ سپیشلسٹ کی کمیٹیاں بنائی گئی تھیں۔پہلے ایسی کمیٹیاں بنائی گئی تھیں کہ جن میں مخصوص پبلشرز کے نمائندے شامل تھے۔منتخب کی جانے والے کتابوں میں محکمہ سکول ایجوکیشن کے من پسند پبلشرز کی کتابیں منتخب نہیں ہوئیں جس پر پرانا سلیبس بحال کرنے کا فیصلہ کیا گیا تاکہ من پسند پبلشرز خلاصہ چھاپ کر کروڑوں روپے فائدہ حاصل کر سکیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!یہ تحریک آج ہی پڑھی گئی ہے اور اس کا جواب نہیں آیا لہذا اسے اگلے ہفتے تک pending کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب!یہ تحریک التوائے کار پڑھی تو آج گئی ہے لیکن اسمبلی کی طرف سے محکمہ کو یہ تحریک 21۔فروری کو گئی ہے اس لئے اس کا جواب آنا چاہئے تھا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):انشاء اللہ اس کا جلد جواب منگوا لیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:آپ اس کا جواب منگوائیں۔ایک ایک مہینے تک تحاریک کا جواب نہیں آتا۔اس تحریک پر 21۔فروری2014 کی تاریخ لکھی ہوئی ہے۔آپ کو چاہئے تھا کہ اس کا جواب منگوا لیتے۔جب آپ کے پاس اسمبلی سیکرٹریٹ کی طرف سے تحریک التوائے کار آجاتی ہے تو اس کا جواب منگوا لیا کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جی، ٹھیک ہے۔ جواب منگوالیا کریں گے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! یہ بہت اہم issue ہے۔ جماعت اوّل سے آٹھویں تک کے سلیبس کی بات ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! اس تحریک کا جواب Monday تک منگوائیں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 219/14 سردار وقاص حسن مؤکل صاحب کی طرف سے ہے۔

شوگر ملز مالکان کی جانب سے کرشنگ سیزن لیٹ شروع کرنے سے کسانوں کو پریشانی کا سامنا

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "خبریں" مورخہ 17۔ فروری 2014 کی خبر کے مطابق ضلع قصور کے گنے کے کاشتکاروں نے شوگر ملوں کی زیادتیوں، کروڑوں روپے کے گنے کے واجبات دبانے، کرشنگ سیزن لیٹ کر کے کسانوں سے اونے پونے گنا خریدنے کی شکایات پر اپنی گہری تشویش کا اظہار کیا ہے۔ کسان راہنماؤں نے کہا ہے کہ شوگر ملوں نے گزشتہ سال کی نسبت گنے کی قیمتیں کم کر کے اور کاشتکاروں کے گنے کے واجبات ہڑپ کر کے کسان برادری کے کروڑوں روپے لوٹ لئے ہیں۔ شوگر مل مالکان سرعام کین ایکٹ کی دھجیاں بکھیر رہے ہیں۔ حکومت اور حزب اختلاف میں شامل تمام بڑی بڑی پارٹیوں کے سربراہ اور دیگر بڑے بڑے سیاستدان شوگر ملوں کے مالک ہیں اس لئے انہوں نے ملوں کو لوٹ مار کی کھلی چھٹی دے رکھی ہے۔ شوگر مل مالکان اور حکومت کی پالیسیوں کی وجہ سے گزشتہ سیزن میں گنے کے رقبہ میں 25 فیصد کمی ہوئی ہے اور اس سال مل مالکان کے نارو ااور ظالمانہ رویہ سے دل برداشتہ ہو کر گنے کے کاشتکاروں میں 50 فیصد کمی ہو جائے گی۔ اس خبر سے عوام میں تشویش پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک کا جواب موصول نہیں ہوا لہذا اس کو pending کرنے کی استدعا کی جاتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اس تحریک التوائے کار کو next week تک pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 220/14۔ شیخ اعجاز احمد صاحب کی ہے۔

یونیورسٹی آف ایجوکیشن میں وائس چانسلر کا نااہل اور من پسند افراد کو بھرتی کرنا

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ یونیورسٹی آف ایجوکیشن کا قیام حکومت پنجاب کے اعلیٰ تعلیم کے شعبہ کے زیر انتظام 2002 میں ہوا۔ یہ سرکاری سطح پر نہ صرف صوبہ پنجاب بلکہ ملک بھر کی تعلیم کے شعبہ میں پہلی پیشہ ورانہ یونیورسٹی ہے لیکن یونیوسٹی کے وائس چانسلر نہ صرف وزیر اعلیٰ پنجاب کی میرٹ کی بنیاد پر تمام عہدوں پر تقرریوں کی پالیسی کو سبوتاژ کر رہے ہیں بلکہ حکومت پنجاب کی میرٹ پالیسی کو نظر انداز کرتے ہوئے اہم عہدوں پر اہل امیدواروں کی تقرری کرنے کے بجائے اپنے اختیارات سے تجاوز کرتے ہوئے من پسند افراد کو اضافی چارج دے دیا ہے اور ستم بالائے ستم یہ ہے کہ گورنر پنجاب کے بھی میرٹ کے مطابق اہل لوگوں کے تقرر کرنے اور نااہل لوگوں کو ہٹانے کے واضح احکامات کو یکسر نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ کسی بھی یونیورسٹی میں تین عہدے رجسٹرار، کنٹرولر امتحانات اور خازن اہم ستون ہیں جن کی تقرری کا اختیار صرف گورنر پنجاب کے پاس ہے مگر ہر سال ان عہدوں پر تقرری کے لئے صرف خانہ پُری کرتے ہوئے اخبار میں اشتہار دے دیا جاتا ہے مگر اہل امیدواروں کے درخواست گزار ہونے کے باوجود میرٹ کی بنیاد پر تقرری نہیں کی جاتی۔ آخری دفعہ تقریباً ایک سال پہلے دسمبر 2012 میں اشتہار دیا گیا مگر آج تک اُن اہل امیدواروں کو میرٹ کی بنیاد پر تقرری کا موقع نہیں دیا گیا اور نہ ہی اہل امیدواروں کی درخواستوں کی چھان بین کی گئی ہے۔ رجسٹرار اور کنٹرولر جو کہ بی ایس 20 کی پوسٹیں ہیں اُن کا چارج گریڈ 19 کے ایک اسسٹنٹ پروفیسر کو دیا گیا ہے جبکہ گریڈ 20 کے خازن کا اضافی چارج گریڈ 18 کے لیکچرر کو دیا گیا ہے حالانکہ ان اہم عہدوں پر تقرری کا اختیار صرف گورنر پنجاب کے پاس ہے۔ وائس چانسلر کا ان نااہل افراد کو چارج دینے سے نہ صرف انہیں حکومتی خزانے سے تمام فنڈز اپنی مرضی سے استعمال کرنے میں مدد مل رہی ہے بلکہ بہت سی تدریسی و غیر تدریسی اسامیوں پر نااہل افراد کی تقرری کرنے میں بھی کوئی رکاوٹ

درپیش نہ ہے اوراس سے نہ صرف اعلیٰ انتظامی عہدوں کی گریڈ20 اسامیاں مسلسل خالی رکھی جارہی ہیں بلکہ گریڈ19 کی ایڈیشنل ڈائریکٹر اور گریڈ18 کی ڈپٹی ڈائریکٹر کی اسامیوں کا آخری دفعہ اشتہار اگست 2011 اور مئی 2013 میں دے کراہل امیدواروں کی درخواستوں کی مد میں فیس تو وصول کی گئی لیکن وہ فیس واپس کی گئی اور نہ اہل امیدواروں کو میرٹ کی بنیاد پر تقرری کا موقع دیا گیا۔ مئی 2013 میں گریڈ19 کے اسسٹنٹ پروفیسر کی تدریسی اسامیوں کے لئے بھی درخواستیں مانگی گئیں اور اشتہار میں یہ واضح درج کیا گیا کہ چار سالہ تدریسی وپیشہ ورانہ تجربہ،بنیادی تعلیمی قابلیت ایم فل کے بعد کا ہونا چاہئے مگر رجسٹرار کی ریگولر تقرری نہ ہونے کی وجہ سے انہوں نے نہ صرف ان امیدواروں کو بھی انٹرویو کے لئے بلالیا جن کا چار سالہ تجربہ ایم فل کے بعد کا نہ ہے بلکہ انہیں تقررنامے بھی دے دیئے گئے ہیں۔ان نا اہل اسسٹنٹ پروفیسر بی ایس19 کی تقرری سے مستقبل میں تعلیمی پیشہ سے منسلک ہونے والے افراد کو پیشہ ورانہ تربیت نہیں مل سکے گی۔اسی طرح سے سیکشن K(4)14 کی آڑ میں فرد واحد نے صوابدیدی اختیار جو کہ a(4)14 استعمال کر کے جو تقرریاں کی ہیں وہ ترمیمی آرڈیننس 2012 کی خلاف ورزی ہے۔یونیورسٹی آف ایجوکیشن لاہور میں اعلیٰ انتظامی اور تدریسی اسامیوں پر غیر قانونی تقرریاں فوراً روکنا مفاد عامہ میں ہے وگرنہ مستقبل کے اساتذہ کو پیشہ ورانہ تعلیم دینے کا یہ ادارہ تباہ ہو جائے گا اور حکومت پنجاب کے انقلابی اقدام کا کوئی فائدہ نہ ہو گا لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا جواب بھی ابھی موصول نہیں ہوا۔انشاء اللہ next week میں اس کا جواب بھی آ جائے گا۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: جی، اگلی تحریک التوائے کار نمبر 221 محترمہ حنا پرویز بٹ صاحبہ کی ہے۔اُن کی request آئی ہے کہ میری تحاریک التوائے کار نمبر 221 اور 223 کو next week کے لئے pending کر دیا جائے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 226 جناب احمد خان بھچر صاحب کی ہے۔

ٹی ایم اے دریاخان میں کرپشن اور رشوت ستانی کا بازار گرم

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ٹی ایم اے دریاخان ضلع بھکر نے کرپشن اور رشوت ستانی کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ کلور کوٹ روڈ، بھکر روڈ، دلیوالہ روڈ اور محلہ بلوچاں والا کے سینکڑوں لوگوں نے نقشہ جات کے لئے عرصہ دو سال سے ٹی ایم اے دریاخان میں درخواستیں جمع کروائی ہوئی ہیں لیکن ٹی ایم اے دریاخان کے ٹی ایم او اور دیگر عملہ کے لوگ نقشہ جات کی منظوری میں لیت ولعل سے کام لے رہے ہیں۔ نقشہ فیس ادا کرنے کے باوجود علاقہ کے مکینوں سے مزید رشوت کے لالچ میں انہیں کئی کئی مہینوں تک دفتر کے چکر لگوائے جاتے ہیں۔ جب لوگوں نے اپنے کام کے سلسلہ میں ان کے پاس جانا ہوتا ہے تو وہ بات ہی نہیں سنتے بلکہ ان کی تذلیل کرتے ہیں۔ ٹی ایم اے کے افسران و عملہ کے ناروا سلوک کے باعث علاقہ کے ہزاروں لوگ پریشانی واذیت میں مبتلا ہیں۔ مذکورہ صورت حال کے پیش نظر تحصیل دریاخان کے لوگوں میں حکومت کے خلاف شدید غم وغصہ اور نفرت پائی جارہی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: کیا تحریک التوائے کار نمبر 226 کا جواب آ گیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتہ کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 14/227 میاں محمد اسلم اقبال صاحب اور محترمہ سعدیہ سہیل رانا صاحبہ کی طرف سے ہے۔ جی، میاں محمد اسلم اقبال صاحب! آپ اپنی تحریک التوائے کار پڑھیں۔

بادشاہی مسجد، شاہی قلعہ اور رنجیت سنگھ کی مڑھی لاہور کے اِرد گرد غیر متعلقہ گاڑیوں کی پارکنگ سے سیاحوں کے مسائل میں اضافہ

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ

یہ ہے کہ روزنامہ "نئی بات" مورخہ 18۔فروری2014 کی خبر کے مطابق لاہور محکمہ آثار قدیمہ کی عدم توجہ کے باعث بادشاہی مسجد، شاہی قلعہ اور رنجیت سنگھ کی مڑھی کے لئے مختص کردہ پارکنگ میں غیر متعلقہ کمرشل درجنوں بھاری گاڑیوں کو پارک کرنے کا سلسلہ عروج پر پہنچ گیا، آلودگی سے تاریخی عمارت کو نقصان پہنچنے کے ساتھ ساتھ سیر و تفریح کے لئے آنے والے شہریوں اور سیاحوں کو بھی پارکنگ میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے جبکہ شہریوں کو اوورچارجنگ کی بھی مشکلات ہیں۔ سرکلر روڈ پر شاہی قلعہ کی بیرونی دیوار کے باہر قائم کی گئی پارکنگ میں لاری اڈا سے متعلقہ بسیں مزدے، ویگنیں، منی ٹرک اور دیگر بھاری گاڑیاں درجنوں کی تعداد میں کھڑی کی جاتی ہیں۔ مذکورہ پارکنگ جس کا ٹھیکہ 26 لاکھ روپے میں ہوا تھا کو تاریخی بادشاہی مسجد شاہی قلعہ اور رنجیت سنگھ کی مڑھی پر آنے والے سیاحوں کے لئے مختص کیا گیا ہے۔ اس کے برعکس وہاں بڑی تعداد میں آنے جانے والی کمرشل گاڑیاں آلودگی کا سبب بنتی ہیں جو قدیم ثقافتی ورثہ کے لئے نقصان دہ ہے۔ غیر متعلقہ گاڑیوں سے سیاحوں کو پارکنگ میں مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ شہریوں نے کئی بار انتظامیہ سے ٹھیکیدار اور اس کے عملہ کی جانب سے پارکنگ فیس کی پرچیوں پر لکھی گئی رقم پر مارکر سے تاریخ لکھ کر زائد رقم وصول کرنے کی شکایات کی گئی ہیں۔ شہریوں سے اوورچارجنگ کرتے ہوئے کار سے بیس کی بجائے پچاس روپے تک ویگن سے پچاس کی بجائے سو روپے تک اور بس سے دو سو روپے تک بھی وصول کئے جاتے ہیں لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: کیا تحریک التوائے کار نمبر 227 کا جواب آ گیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا جواب ابھی موصول نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتہ کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 14/228 محترمہ نبیلہ حاکم علی خان صاحبہ، محترمہ راحیلہ انور صاحبہ اور محترمہ شُنیلا رُوت صاحبہ کی طرف سے ہے۔ جی، محترمہ نبیلہ حاکم علی خان صاحبہ! آپ اپنی تحریک التوائے کار پڑھیں۔

ایل ڈی اے سٹی ہاؤسنگ سکیم میں اسٹیٹ ایجنٹوں و سرمایہ داروں کا قبضہ اور درمیانے طبقے کے لوگ اپنے حق سے محروم

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ " نئی بات "مورخہ 18۔فروری 2014 کی خبر کے مطابق لاہور صوبائی دارالحکومت میں فیروزپور روڈ پر بننے والی سب سے بڑی ہاؤسنگ سکیم ایل ڈی اے سٹی کی غیر قانونی طور پر فائلوں کی فروخت کی جا رہی ہے۔ متوسط طبقہ کے لئے بنائی جانے والی ہاؤسنگ سوسائٹی میں سرمایہ داروں نے قبضے جمانا شروع کر دیئے ہیں اور انویسٹمنٹ کے سنہری موقع کی پیش کش کر کے سرمایہ دار لوگوں کو پلاٹوں کی فائلیں فروخت کی جا رہی ہیں اور درمیانے طبقے کا حق مارا جا رہا ہے۔ پرائیویٹ ڈویلپرز اور ایل ڈی اے کے درمیان معاہدہ طے پایا تھا کہ ایل ڈی اے کے لئے بننے والی فائلوں اور اسٹیٹ ایجنٹس کا تمام تر ریکارڈ ایل ڈی اے کے پاس رجسٹرڈ ہو گا مگر پرائیویٹ ڈویلپرز کے سب اسٹیٹ ایجنٹس کی طرف سے اشتہارات کے ذریعے سادہ لوح عوام سے پیسے بٹورے جا رہے ہیں اور ایل ڈی اے سٹی میں گھپلوں کے لئے بھی نئی راہ کھولی جا رہی ہے۔ جن اسٹیٹ ایجنٹس کی طرف سے فائلیں فروخت کی جا رہی ہیں ان میں باجوہ اسٹیٹ، تاج اسٹیٹ، لیڈز اسٹیٹ، علی بلڈرز اور فضائیہ اسٹیٹ شامل ہیں۔ دوسری جانب ایل ڈی اے حکام کی طرف سے اس غیر قانونی امر کے خلاف کوئی نوٹس نہیں لیا جا رہا ہے اور ایل ڈی اے سٹی میں لاہور ترقیاتی ادارے سے رجسٹریشن کے بغیر فائلوں کی فروخت کی جا رہی ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کو بھی pending کرنے کی استدعا کی جاتی ہے کیونکہ جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے اس تحریک التوائے کار کو بھی اگلے ہفتہ کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

سردار محمد جمال خان لغاری: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، لغاری صاحب!

سردار محمد جمال خان لغاری: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ یہ میرے ضلع کا معاملہ ہے، ساتھ والے ضلع کا معاملہ ہے اور نہ یہ صرف لاہور کا معاملہ ہے بلکہ یہ پورے صوبہ پنجاب کا معاملہ ہے۔ ہم نے چند دن پہلے خواتین کے لئے مختلف قوانین میں ترامیم کی تھیں جن میں انہیں بہت سے حقوق دیئے گئے ہیں۔ یہ نہ صرف خواتین کا معاملہ ہے بلکہ بچے بچیاں جو پرائمری، مڈل اور ہائی سکولوں میں پڑھتے ہیں یہ ان کا معاملہ ہے۔ ہم لوگ جہاں دانش سکولوں کے فروغ کی بات کرتے ہیں تو یہ بڑی بہترین بات ہے لیکن بچوں اور بچیوں کی تذلیل ہو رہی ہے۔ میں majority of the schools of the Punjab کی بات کر رہا ہوں ان کے پاس بیٹھنے کا فرنیچر نہیں ہے۔ وہ جب زمین پر بیٹھتے ہیں تو ان کے ذہن مستقل مفلوج ہو کر رہ جاتے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ جہاں پر missing facilities کے لئے حکومت پنجاب کے احسن اقدامات اس وقت زیر تکمیل ہیں وہاں پر کم از کم فرنیچر کو بھی ایک missing facility تصور کیا جائے کیونکہ اگر ایک دفعہ ان معصوم بچوں کے ذہن مفلوج ہو کر رہ گئے تو پھر کچھ بھی کرتے رہیں ان کے ذہن وہیں کے وہیں جم کر رہ جائیں گے۔

جناب سپیکر! میرا دوسرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ یہی خواتین جن کی خاطر الحمدللہ ہم لوگ اتنا کچھ کر رہے ہیں۔ اس وقت 20 خواتین اغواء ہیں اور ڈیرہ غازی خان کا قبائلی علاقہ تُمن کھوسہ ہے وہاں پر ایک بہت بڑا نامی گرامی مفرور اور اشتہاری جس کا نام غلام حسین زنگلانی ہے اس کے قبضہ میں ہیں۔ میرا ایک قریبی دوست اپنی گاڑی وہاں سے لینے گیا تھا۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! نام دوبارہ بتائیں۔

سردار محمد جمال خان لغاری: جناب سپیکر! اس کا نام غلام حسین زنگلانی کھوسہ ہے، زنگلانی کھوسوں کی sub tribe ہے۔ اس کے قبضہ میں وہ خواتین ہیں۔ جو ڈیرہ غازی خان کی خواتین نہیں ہیں بلکہ وہ وسطی پنجاب کی خواتین ہیں۔ وہ اس وقت اغواء ہیں اور ہر روز ان کے ساتھ زناء بالجبر کھلے عام ہو رہا ہے۔ میں جب یہ بات اپنے پی اے جو بارڈر ملٹری پولیس کا کمانڈر ہے اس کے علم میں لایا تو اس نے کہا کہ سردار صاحب یہ بات ہمارے علم میں ہے لیکن ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ ہماری فورس کے پاس launchers ہیں لیکن rockets نہیں ہیں، اس کے پاس rocket launchers ہیں، ہمارے پاس bullet proof vest نہیں ہے اور ہمارے پاس سوٹے اور ہلمٹ تک نہیں ہیں کہ اگر کسی قسم کی کوئی بد نظمی ہو جائے تو ہم ہجوم کو منتشر کر سکیں۔ آپ کیا چاہتے ہیں کہ میں فورس کو وہاں پر بھیجوں تو یہ فورس پہلے ہی demoralize ہے۔ جناب! کون جائے گا جو ان خواتین کو اس بندے سے جو بندہ نہیں خبیث الخبیث ہے

کی حراست سے چھڑائے گا۔ کیا یہ پنجاب کی ذمہ داری نہیں ہے۔ایسی کون سی فورس ہے جو پنجاب کے پاس نہیں ہے کیاوہ رینجرز کو نہیں کہہ سکتے اور کیاوہ ایلیٹ فورس کو نہیں بھیج سکتے ؟(نعرہ ہائے تحسین) مجھے یہاں سراہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ان عورتوں کو کم از کم اس ظلم سے نجات دلانے کے لئے رینجرز اور special paratroopers کو وہاں بھیجیں۔

جناب سپیکر! میرا تیسرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ میں نے کل بھی یہاں اظہار کیا تھا لیکن مجھے اس کا کوئی جواب موصول نہیں ہوا۔ میں آج پھر دوبارہ آپ کی وساطت سے وزیر قانون رانا ثناء اللہ خان صاحب سے مؤدبانہ گزارش کروں گا کہ مہربانی کر کے اس کی تشریح کریں تاکہ مجھے بار بار یہ کہنے کی ضرورت نہ پڑے۔آئین میں جب ہر شہری کا ایک حق ہے کہ وہ اپنے جان ومال اور املاک کی حفاظت کرے۔ یہ ہر شہری کا بنیادی حق ہے کہ اس کو اسلحہ لائسنس غیر ممنوعہ بور جاری ہوں۔ میں ممنوعہ بور کلاشنکوف وغیرہ کی بات ہی نہیں کر رہا جبکہ باقی تینوں صوبوں میں اس حق کی حفاظت کی جارہی ہے اور وہاں کی حکومتیں وہ حق دے رہی ہیں تو پنجاب تو سب سے زیادہ پرامن صوبہ ہے۔یہاں پر ایسی کیا وجہ ہے کہ وہ حق اس وقت تک نہیں دیا جارہا؟ براہ کرم مہربانی کرکے کوئی تو میری استدعا کو سنے۔

جناب سپیکر: میرے بھائی! ذرا تھوڑی سی محنت کیا کریں۔آپ رولز کے مطابق یعنی جو رولز اجازت دیتے ہیں وہ لکھ کر سیکرٹریٹ میں داخل کریں پھر انشاء اللہ اس پر عمل ہم کرائیں گے۔

پوائنٹ آف آرڈر

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

پنجاب اسمبلی کے سامنے احتجاج کرنے والی ہزاروں لیڈی ہیلتھ ورکرز کو وزیر اعلیٰ کی یقین دہانی کے باوجود ریگولر نہ کرنا

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ایک بہت ضروری اور اہم مسئلہ ہے پچھلے دو دن سے یہاں پر ہزاروں خواتین نرسیں دھرنا دیئے ہوئے ہیں، ایک طرف قائد ایوان، ایوان میں یقین دہانی کرواتے ہیں کہ وہ ریگولر ہو جائیں گی لیکن ابھی وہ ہوتی ہیں یا نہیں یہ تو بعد کی بات ہے لیکن انہوں نے کہا تھا کہ وہ ریگولر ہو جائیں گی۔ان لیڈی ہیلتھ ورکرز کی تعداد سینتالیس ہزار تھی۔یہ اڑھائی

ہزار خواتین نرسیں ہیں جن میں سے اٹھارہ سو ایڈہاک ہیں۔180لوگوں کو کل termination کے notices دے دیئے گئے ہیں۔یہ پنجاب اسمبلی کا ایوان ہے،یہاں پر وزیر قانون بھی بیٹھے ہیں۔میں گزارش کروں گا کہ خواتین کے معاملے میں خاص طور پر یہ ایک مقدس پیشہ ہے جس سے یہ نرسیں تعلق رکھتی ہیں۔یہ ہمارے اسی پنجاب کی بہنیں،بہواور بیٹیاں ہیں۔خدا کے لئے راتوں کو انہیں تنہا چھوڑ دینا اور کوئی serious notice نہ لینا قابل مذمت ہے۔رات ہم ٹی وی پر دیکھ رہے تھے کہ وزیر اعلیٰ نے ایک کمیٹی بنادی ہے تو میرا خیال تھا کہ شاید یہ معاملہ resolve ہو چکا ہوگا لیکن صبح انہیں دیکھ کر انتہائی تکلیف ہوئی۔میں اور میرے ساتھ ہماری تمام اپوزیشن جماعتوں کے جو پارلیمانی لیڈر ہیں، ہم ان کے کیمپ میں ابھی گئے تھے اور ان سے مل کے آئے ہیں۔میں گزارش کروں گا کہ اس پر حکومت کو priority basis پر آج ہی اس مسئلے کا کوئی نہ کوئی حل نکالنا چاہئے۔ورنہ لوگ سوچنے پر مجبور ہوں گے کہ یہ ایک trend پنجاب کے اندر بنتا جا رہا ہے کہ جب تک لوگ سڑکوں پر نہ آئیں،چیخ وپکار نہ کریں،آگ نہ لگالیں،خود سوزی نہ ہو جائے اور خودکشی کرنے تک نہ جائیں تب تک مسئلہ حل نہیں ہوتا لیکن ایوان کے اندر بیٹھا کوئی فرد آواز نہیں سنتا۔میری درخواست ہے کہ ان بچیوں کو باعزت طور پر وہاں سے اٹھایا جائے،ان کے جو بھی جائز مسئلے مسائل ہیں ان سب کو حکومت حل کرتے ہوئے ان کو regular کرے اور ان کے دھرنے کو ختم کروائے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے کل بھی عرض کیا تھا اور اب بھی میں معزز ایوان اور قائد حزب اختلاف کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ کل بھی ان کے ساتھ negotiation ہوئی ہے۔آج اس وقت بھی ان کے ساتھ بات ہو رہی ہے۔تین چار categories ہیں جن میں سے کچھ کا معاملہ فوری طور پر through notification حل ہو سکتا تھا تو اس کو کر دیا گیا ہے،کچھ میں file work اور کچھ ایسی چیزیں ہیں کہ جو ان کے مطالبے کو پورا کرنے سے پہلے کرنے کی ہیں۔ان کے متعلق ان سے یہ کہا گیا تھا کہ within a week آپ کا یہ معاملہ حل کر دیا جائے گا۔وزیر اعلیٰ نے بھی ان کو یقین دہانی کروائی تھی۔مشیر صحت نے بھی یقین دہانی کروائی لیکن ان کو شاید اپنے طور پر اس بات کا oppression ہے کہ اگر ہم احتجاج میں رہیں گی تو ہمارا مطالبہ پورا ہوگا۔رات کو بھی ان کو request کی گئی تھی کہ آپ کے ساتھ یہ time line طے ہو گئی ہے تو آپ مہربانی کر کے اپنا احتجاج ختم کر دیں تو یہ معاملہ within this week حل ہو جائے گا لیکن وہ کہتی ہیں کہ ہم احتجاج میں رہنا چاہتی ہیں آپ ہمارے ان معاملات کو حل کریں۔میں

قائد حزب اختلاف اور اس معزز ایوان کو بھی یقین دلاتا ہوں کہ اگلے دو چار روز میں یہ معاملہ تمام formalities پوری کر کے حل کر دیا جائے گا۔اس میں کچھ انڈسٹریز کے، کچھ Lady Health Visitors کے معاملات ہیں، کچھ کی promotion کا مسئلہ ہے اور کچھ ایڈہاک پر ہیں جو کہتی ہیں کہ اب ہمیں ہر قیمت پر ریگولر کر دیا جائے۔ایڈہاک ایمپلائی کو ریگولر کرنے کے لئے جو متعلقہ rules اور law ہیں اس میں بھی کسی چیز کو amend کرنے یا formalities پورا کرنے کی ضرورت ہے تو اس پر کام ہو رہا ہے۔قطعی طور پر ایسا نہیں ہے کہ وہ احتجاج کر رہی ہیں اور ان کا کوئی سننے والا نہیں ہے یا اس پر کسی کا دھیان نہیں ہے۔گورنمنٹ کے لوگ اور متعلقہ ڈیپارٹمنٹ بھی ان کے ساتھ engage ہے اور انشاءاللہ اگلے دو چار روز میں یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔باقی جہاں تک میرے بھائی محترم جمال لغاری صاحب نے بات کی ہے آپ نے اس پر اپنی observation دی ہے اور میری بھی ان سے یہ request ہے کہ اگر وہاں پر کچھ حالات کی سنگینی اس طرح سے ہے، جس طرح سے وہ فرما رہے ہیں تو اس کے حل کے لئے ہمارے پاس دو تین طریق کار ہیں یا تو وہ تحریک التوائے کار لے آئیں تاکہ متعلقہ صاحبان جنہوں نے ان سے بات کی ہے ان سے جواب آ جائے یا وہ question لے آئیں، اس پر قرارداد لے آئیں، توجہ دلاؤ نوٹس لے آئیں یا جو بھی طریق کار ان کو ٹھیک لگتا ہو کر لیں تاکہ متعلقہ ڈیپارٹمنٹ سے جواب آنے کے بعد اس مسئلے کو حل کیا جائے۔

سردار محمد جمال خان لغاری: جناب سپیکر! ان 20 خواتین کا کیا ہو گا کیا وہ اسی طرح روتی رہیں گی اگر میری بات نہ سنی گئی تو میں استعفیٰ دے دوں گا۔میں حق اور سچ بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! آپ rules کو کیوں follow نہیں کر رہے؟ آپ لکھ کر دیں ہم اس پر notice لیں گے۔

سردار محمد جمال خان لغاری: جناب سپیکر! میں کوئی غلط بیانی نہیں کر رہا۔

جناب سپیکر: ہم کب آپ کو یہ بات کہہ رہے ہیں؟ آپ دو لفظ لکھ کر دیں گے تو ہم اس پر پوری طرح notice لیں گے۔آپ رولز کے مطابق آئیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میرا یہ خیال ہے کہ بجائے گول مول بات کرنے کے ان کا مسئلہ حل کیا جائے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! لغاری صاحب نے انتہائی اہم مسئلہ کی طرف توجہ دلائی ہے۔ وہاں پر کسی کی مائیں، بہنیں اغواء کے بعد موجود ہیں اور ہم اس چکر میں پڑے ہوئے ہیں کہ آپ قرارداد لے آئیں۔۔۔

جناب سپیکر: یہ کیا طریق کار ہے اور آپ کیا کر رہے ہیں؟ یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔ سردار صاحب! آپ لکھ کر دے دیں اور مہربانی کریں۔ اس طرح میں بھی اس پر notice لینے والا بنوں گا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! وزیر قانون کو اس پر statement دینی چاہئے تھی۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے ان کو کہہ دیا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: کہ جو متعلقہ پولیٹیکل ایجنٹ ہے میں اس سے بات کرتا ہوں اور بات کر کے اس مسئلہ کو حل کیا جائے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ یہ لکھ کر لے آئیں۔ سردار صاحب اسمبلی کے ایک معزز ممبر ہیں۔

جناب سپیکر: میرے بھائی! معزز ممبر ہی لکھ کر دیتے ہیں۔ کیا وہ معزز نہیں ہیں، آپ کیا کر رہے ہیں؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! جو صاحب اختیار ہیں یہ ان سے ابھی بات کر لیں۔

جناب سپیکر: آپ اس کے بعد بات کر کے ان کو بتا دیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: اب اس پر کوئی بات نہیں ہو گی۔ مہربانی۔ جی، محترمہ!

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! ابھی لاء منسٹر صاحب نے نرسوں اور ہیلتھ وزیٹرز کی بات کی ہے ان کا احتجاج کل یا پرسوں سے نیا شروع نہیں ہوا بلکہ ان کا پچھلے پانچ سال سے مطالبہ ہے اور پانچ سال انہوں نے سڑکوں پر دھرنے دیئے ہیں لیکن اس مطالبے کی طرف توجہ نہیں دی گئی۔ انہوں نے آرام سے کہہ دیا ہے کہ وہ بیٹھنا چاہتی ہیں جس پر مجھے انتہائی افسوس ہے کہ اپنے گھروں سے فیملی اور اپنے بچے چھوڑ کر تین دن سے سڑکوں پر بیٹھی ہوئی ہیں۔ کیا اُن کو سڑکوں پر بیٹھنے کا شوق ہے؟ میں ان کی اس بات کی انتہائی مذمت کرتی ہوں کہ ان کو سڑکوں پر بیٹھنے کا شوق ہے۔ آپ کی یقین دہانی کے اوپر یقین آنا چاہئے کیونکہ آپ عملی طور پر کچھ کریں۔

جناب سپیکر: شوق کی بات کس نے کی ہے؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! ان کی بات کا مؤقف ہی یہ ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، ایسے ٹھیک نہیں ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! ان کا مؤقف ہی یہ ہے کہ ہم یقین دہانی کرا رہے ہیں لیکن وہ جانا نہیں چاہتیں۔

جناب سپیکر: نہیں، ایسی بات نہیں ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! اگر آپ کی بات پر یقین ہو اور حکومت کی بات پر اعتماد ہو کہ عمل ہو گا تو کیوں کوئی اپنے گھروں سے نکل کر سڑک پر احتجاج کے لئے آئے گا؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں ایڈوائزر صاحب صبح آ کر ایوان کو بتائیں گے کہ کہاں تک انہوں نے اس معاملے کو ٹھیک کیا ہے، کہاں تک ان کو console کیا ہے، ان کے مطالبات کیا ہیں اور کتنی حد تک وہ کر سکتے ہیں؟ ہم اس بات کا جواب مشیر صحت برائے وزیر اعلیٰ سے لیں گے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ شوق کا لفظ انہوں نے ایسے ہی کہہ دیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، میں نے نہیں سنا۔ آپ اس بات کو چھوڑ دیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے قطعی طور پر یہ بات نہیں کی۔ ہمیں اس بات کا احساس ہے کہ ان کو تکلیف ہے جس کی وجہ سے انہوں نے یہاں آ کر اپنا احتجاج شروع کیا ہے۔ جمہوریت میں پُر امن احتجاج کرنا ہر کسی کا حق ہے، اسے تسلیم کیا جانا چاہئے اور اس کا احترام ہونا چاہئے لیکن ان کے ساتھ جو بات چیت ہوئی ہے اس کے مطابق معاملے کو حل کرنے کی جو کوشش کی جا رہی ہے ہم نے ان سے یہ request کی ہے کہ آپ اپنا احتجاج ختم کر دیں تو آپ کا یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔ میں نے صرف یہ بات کی ہے۔ باقی جہاں تک میرے بھائی جمال لغاری صاحب کا تعلق ہے تو میں پھر آپ کی وساطت سے اُن سے عرض کروں گا کہ جہاں سے اغواء ہوا ہے وہاں پر انہوں نے کوئی درخواست دے کر مقدمہ درج کروایا ہو گا اس کی تفصیلات ہوں گی، ملزمان کا کوئی نام ہو گا یعنی یہ ساری چیزیں ہونی چاہئیں۔ کل بھی انہوں نے میرے ساتھ بات کی تھی اور اس سے پہلے بھی کی تھی۔ اگر وہ صرف یہاں پر بات کرنے کی حد تک اس issue کو alive رکھنا چاہتے ہیں تو میں اُن کو روک نہیں سکتا لیکن جب تک وہ بنیادی requisite information نہیں دیں گے تب

تک میں زبانی طور پر بھی ان سے نہیں پوچھ سکتا۔ اگر وہ تحریری طور پر دیں تو پھر آپ کی ذمہ داری ہے کہ آپ اس کے متعلق action لیں اور میرا بھی فرض ہے کہ میں اس کا جواب دوں۔

جناب سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈے پر درج ذیل سرکاری کارروائی ہے۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: .I am sorry ابھی میں بول رہا ہوں اس کے بعد بات کیجئے گا۔ آج کے ایجنڈے پر درج ذیل سرکاری کارروائی ہے۔

(a) Introduction of Bills

(b) Consideration and passage of Bills.

کورم کی نشاندہی

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ نے کیا کہا؟

جناب آصف محمود: کورم پورا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، کورم کی نشاندہی کی گئی ہے لہذا گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) کورم پورا نہیں ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

(اذانِ ظہر)

جناب سپیکر: جی، گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) کورم پورا ہے لہذا کارروائی شروع کی جاتی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

سرکاری کارروائی

مسودات قانون

(جو متعارف ہوئے)

مسودہ قانون (ترمیم) کارکردگی، نظم وضبط و جوابدہی ملازمین پنجاب مصدرہ 2014

MR SPEAKER: Now, we take up the Government Business. Minister for law to introduce the Punjab Employees Efficiency, Discipline and Accountability (Amendment) Bill 2014.

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I introduce the Punjab Employees Efficiency, Discipline and Accountability (Amendment) Bill 2014.

MR SPEAKER: The Punjab Employees Efficiency, Discipline and Accountability (Amendment) Bill 2014 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to Standing Committee on Services and General Administration for report within one month.

مسودہ قانون (ترمیم) سول سرونٹس پنجاب مصدرہ 2014

MR SPEAKER: Now, the Punjab Civil Servants (Amendment) Bill 2014. Minister for law to introduce the Punjab Civil Servants (Amendment) Bill 2014.

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I introduce the Punjab Civil Servants (Amendment) Bill 2014.

MR SPEAKER: The Punjab Civil Servants (Amendment) Bill 2014 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to Standing Committee on Services and General Administration for report within one month.

مسودہ قانون (ترمیم) لائیو سٹاک بریڈنگ پنجاب مصدرہ 2014

MR SPEAKER: Minister for Law to introduce the Punjab Livestock Breeding Bill 2014.

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I introduce the Punjab Livestock Breeding Bill 2014.

MR SPEAKER: The Punjab Livestock Breeding Bill 2014 has been introduced in the House under 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Livestock and Dairy Development for report within one month.

مسودہ قانون

(جو زیر غور لایا گیا)

مسودہ قانون (ترمیم) شہری ترقی پنجاب مصدرہ 2014

MR SPEAKER: First reading starts. Now, we take up the Punjab Development of Cities (Amendment) Bill 2014. Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill.

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

> "That the Punjab Development of Cities (Amendment) Bill 2014, as recommended by the Standing Committee

on Housing, Urban Development and Public Health Engineering, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Development of Cities (Amendment) Bill 2014, as recommended by the Standing Committee on Housing, Urban Development and Public Health Engineering, be taken into consideration at once."

There is an amendment in this motion. The amendment is from Mian Mehmood-ur-Rasheed and others.

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اپوزیشن کی یہ ترمیم اندر میعاد نہ ہے تو میں اسے under Rule 105(2) object کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب نے اسے object کر دیا ہے کہ آپ کو دو دن پہلے کرنا چاہئے تھا۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! آج 12-مارچ ہے جبکہ جمعہ کے دن اس بل کی رپورٹ lay ہوئی ہے اور ہم نے 10-مارچ کو ترامیم جمع کروائی ہیں۔ میرا خیال ہے کہ دن پورے ہو گئے ہیں لہذا آپ اسے چیک کر والیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! 7-مارچ کو بل کی رپورٹ lay ہوئی ہے اور Rules کے مطابق 8 اور 9 کو یہ ترامیم دی جا سکتی تھیں جو کہ دو clear days بنتے ہیں۔

جناب سپیکر: میری بات سنیں اور دیکھیں کہ جن کی طرف سے ترامیم آئی ہیں ان میں محترمہ جیدہ خالد صاحبہ نے اپنا استعفیٰ 8-مارچ کو بھیج دیا ہے اور ان کا نام بھی اس میں شامل ہے it means کہ آپ سمجھ گئے ہیں میری باقی بات کو؟

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ مسئلہ نہیں ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ وزیر قانون جو روّیہ اختیار کئے ہوئے ہیں کہ اپوزیشن کسی بات پر بھی قانون سازی میں حصہ نہ لے سکے میں سمجھتا ہوں کہ یہ رویہ ٹھیک نہیں ہے۔ آپ نے اتنی افراتفری میں وومن ڈے declare کر دیا، اتوار کی چھٹی آ گئی اور 7 تاریخ کو آپ نے۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے فائل منگوائی ہے اور میں اسے دیکھتا ہوں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ آپ اسے دیکھ لیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر verification میں office کو کوئی time لگتا ہے تو جس طرح سے قائد حزب اختلاف فرما رہے ہیں تو subject to that verification یہ بل کے اوپر بات کر لیں کیونکہ oppose تو انہوں نے اسے کیا ہے۔

جناب سپیکر: مجھے نام پڑھنے دیں۔ میں نام تو پڑھوں گا ناں۔ جن کے نام ہیں وہ میں پڑھ لوں گا۔ میاں محمود الرشید، جناب تیمور مسعود، ڈاکٹر مراد راس، جناب آصف محمود، راجہ راشد حفیظ، جناب اعجاز خان، جناب محمد عارف عباسی، جناب اعجاز حسین بخاری، ڈاکٹر صلاح الدین خان، جناب احمد خان بھچر، جناب محمد سبطین خان، جناب مسعود شفقت، جناب ظہیر الدین خان علیزئی، جناب جاوید اختر، جناب وحید اصغر ڈوگر، جناب خان محمد جہانزیب خان کھچی، جناب احمد علی خان دریشک، جناب عبدالمجید خان نیازی، جناب ممتاز احمد مہاروی، محترمہ سعدیہ سہیل رانا، ڈاکٹر نوشین حامد، محترمہ راحیلہ انور، محترمہ نبیلہ حاکم علی خان، محترمہ ناہید نعیم، محترمہ شُنیلا رُوت، قاضی احمد سعید، سردار شہاب الدین خان، مخدوم سید مرتضیٰ محمود، میاں خرم جہانگیر وٹو، خواجہ محمد نظام المحمود، جناب رئیس ابراہیم خلیل احمد، مخدوم سید علی اکبر محمود، محترمہ فائزہ احمد ملک، چودھری مونس الہیٰ، سردار وقاص حسن مؤکل، چودھری عامر سلطان چیمہ، جناب محمد آصف نکئی، ڈاکٹر محمد افضل، جناب احمد شاہ کھگہ اور محترمہ باسمہ چودھری میں سے کوئی بھی بات کر سکتا ہے اس وقت تک کہ جب فائل میرے پاس up to date ہونے دیں۔ مجھے چیک کرنے دیں اور اگر within time آپ ہوئے تو میں یقیناً آپ کو اجازت دوں گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آپ سے ایک درخواست کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ابھی جب اپوزیشن نے کورم point out کیا تو گھنٹیاں بج رہی تھیں اور ساتھ ہی چونکہ ظہر کی اذان کا وقت ہو گیا تو اذان شروع ہو گئی اور گھنٹیاں بھی بج رہی تھیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اذان کی sanctity کے خلاف ہے اور آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، وہ گھنٹیاں پہلے بج رہی تھیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں جو بات کر رہا ہوں اس میں آپ ڈائریکشن یہ دے دیں کہ اگر اذان ہو رہی ہو تو اذان مکمل ہونے تک گھنٹیاں روک دی جائیں۔

جناب سپیکر: اس دوران جو پوائنٹ آف آرڈر لے کر کورم کی نشاندہی کرے تو اس کا کیا کیا جائے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! نہیں، میں سمجھتا ہوں کہ وہ بھی مناسب نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ نوٹس لیتے ہیں اور be careful in future

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! مہربانی

MR SPEAKER: Any mover can move it except Mr Khurram Shahzad, Mian Muhammad Aslam Iqbal and Sardar Ali Raza Khan Dreshak.

LEADER OF OPPOSITION (Mian Mehmood-ur-Rasheed): I move:

> "That the Punjab Development of Cities (Amendment) Bill 2014, as recommended by the Standing Committee on Housing, Urban Development and Public Health Engineering, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 30th April. 2014."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Development of Cities (Amendment) Bill 2014, as recommended by the Standing Committee on Housing, Urban Development and Public Health Engineering, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 30th April 2014."

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I oppose.

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب! آپ اپنی بات کریں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ سارے اضلاع کے اندر اتھارٹیز بننے جا رہی ہیں۔ میرا خیال ہے کہ یہ جو بل ہے یہ آئین سے متصادم ہے اور آئین کے آرٹیکل 148 میں بڑا واضح طور پر ہماری لوکل باڈیز کو empower کرنے کی بات کی گئی ہے کہ انہیں ہم نے ایڈمنسٹریٹو اور financial power دینی ہے لیکن بلدیاتی انتخابات کے اندر بھی یہ سنجیدہ نہیں ہیں، انتخابات کروا نہیں رہے اور یہ تمام کام جو منتخب نمائندوں کا ہے، شہروں کی ڈویلپمنٹ، وہاں پر عوام کے حقوق کا خیال رکھنا، ان کے بنیادی مسائل کے سلسلے میں ترقیاتی کام کروانا، ان کی فلاح و بہبود کے منصوبے مکمل کرنا، پلان کرنا، عملدرآمد کرنا جیسے سارے کام وہاں کے منتخب میئر یا ضلع کونسل کے چیئرمین کا یہ prerogative ہے۔ یہ آئین کے تحت ان کے اختیارات ہیں۔ انہوں نے خود جو بل پاس کیا ہوا ہے تو اس کے اندر بھی یہ ان کے اختیارات ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ کتنی ستم ظریفی ہے کہ ایک طرف آپ نے اس سے پہلے ڈسٹرکٹ ہیلتھ اتھارٹی بنا دی ساتھ ہی ڈسٹرکٹ ایجوکیشن اتھارٹی بھی بنا دی اور اب ان اتھارٹیز کے بعد پیچھے کیا بچتا ہے؟ پہلے ان بلدیاتی اداروں کے preview سے ان کے دائرہ اختیار سے آپ نے صحت اور تعلیم جیسے بنیادی مسئلے کو نکال دیا ہے اور ان کے لئے اتھارٹیز بن گئی ہیں جنہیں حکومت پنجاب مانیٹر کرے گی اور وہ ان کے سامنے جواب دہ ہوں گی۔ اب رہی سہی جو کسر تھی تو یہ بالکل total یعنی اس ترمیم کے منظور ہونے کے بعد اس ایکٹ کے لوکل باڈیز کے متعلق یہ کہیں گے کہ اس کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ یہ پہلے بھی خاص ہے اور یہ بلدیاتی انتخابات نہیں کروانا چاہتے۔ Premature پہلے جو بلدیاتی ادارے elected تھے پچھلے tenure میں ان کو توڑ دیا گیا اور یہ کہا گیا کہ ہم چھ ماہ کے اندر نئے انتخابات کروائیں گے۔ وہ چھ چھ ماہ کرتے ہوئے ڈیڑھ برس کا عرصہ گزر گیا اور اب یہ نئی حکومت منتخب ہو کر آئی تو اب اس کے بعد بھی تقریباً ایک سال ہونے کو ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ظلم عظیم ہے۔ اگر ہم development پر اس طرح کی authorities بنائیں گے اور ہم نے اس پر بھی یہ کہہ دیا کہ وزیراعلیٰ خود یا جس کو وہ نامزد کریں گے وہ اس ضلعی اتھارٹی کو head کرے گا تو میرا خیال ہے کہ وزیراعلیٰ پنجاب کے پاس اتنا وقت نہیں ہے درجن بھر وزارتیں پہلے ان کے پاس ہیں اور اُن محکموں کے ساتھ بھی انصاف نہیں ہو رہا۔ آپ 36 اضلاع کی اتھارٹیز بنانے جا رہے ہیں اور وزیراعلیٰ اُن کو head کریں یا اُن کا کوئی nominee وہاں پر آ جائے تو یہ جمہوریت کی توہین ہے اور یہ عوام کے elected اداروں کا خون کرنے کے مترادف ہے۔ یہ بات ہے کہ وہ لوگ جو district council اور town کے اندر elect ہو کر آئیں گے، اسی طرح district میں district council کے

چیئرمین ہوں گے اور لاہور میں میئر ہوگا تو یہ ان کے اختیارات پر ڈاکا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر اس کو elicit کیا جاتا اور اس کو مشتہر کیا جاتا تو پورے پنجاب سے لاکھوں کی تعداد میں اس پر feedback آتا تو لوگ چیخ اُٹھتے اور لوگوں کے سامنے ساری صورتحال واضح ہو جاتی کہ یہ حکومت بلدیاتی اداروں کے تمام اختیارات چھین کر وزیراعلیٰ پنجاب کو گھنٹہ گھر بنانا چاہتے ہیں کہ اُن کے بغیر پنجاب کے اندر ایک پتہ بھی نہ ہلے، ہر چیز اُن کے مشورے سے ہو، ہر چیز اُن کی نامزدگی سے ہو اور ہر چیز ان کے آنکھ کے اشارے سے ہو جو کہ جمہوریت کی توہین ہے۔ ہمارا صوبہ اور ہمارا ملک اسی لئے آگے نہیں بڑھ رہا کہ ہمیں اس سوچ کی نفی کرنی ہے اور ہمیں power کو share کرنا ہے۔ Good governance اس طرح نہیں آئے گی ایک آدمی کو جو پہلے وزیراعلیٰ پنجاب ہو، اُس کے پاس اختیارات ہوں، پورا بجٹ اس کی disposal پر ہو اور سارا کچھ اس کے پاس ہے تو اُس کے بعد اب مزید یہ ایک amendment کے ذریعے یا آپ اتھارٹیز بنا کر اُس spirit کی، اُن اختیارات کی تقسیم کی، good governance کی اور rule of law کی total نفی کر رہے ہیں۔ آپ ان نامزد اداروں کے ذریعے ان اضلاع کے نظام کو چلائیں گے تو ان بلدیاتی اداروں کے سربراہوں کے لئے کوئی اختیار پیچھے نہیں بچے گا اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جو ہونے جا رہا ہے انتہائی ظالمانہ فعل ہے اور پنجاب کے لوگ کسی صورت اس ظلم اور زیادتی کو معاف نہیں کریں گے۔ بلدیات کے elected لوگ جو grass roots level پر elect ہو کر اپنے گلی، محلے اور ٹاؤن شہر کی development کی بات کرنا چاہتے ہیں، آج وہاں پر بھی وزیراعلیٰ کا نمائندہ آکر بیٹھ جائے گا، اپنے منظور نظر لوگ ہوں گے اور پھر بس اللہ اللہ خیر سلا اور لوگوں کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہوگا اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر یہ amendment مشتہر کی جاتی، اس کو elicit کیا جاتا اور اس پر stakeholders کی آراء آتیں تو پتا چلتا کہ کتنی بڑی تعداد میں لوگ اس کی مخالفت کرتے ہیں اور شاید وزیر قانون یہ Bill یہاں پیش ہی نہ کرتے اور واپس لے لیتے اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ Bill آئین سے بھی متصادم ہے اور یہ amendments جو انہوں نے پیش کی ہیں یہ جمہوریت کی روح کے بھی خلاف ہے اس لئے میں اس کی بھرپور مخالفت کرتا ہوں۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، عارف عباسی صاحب!

جناب محمد عارف عباسی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ ہمیں یہ سمجھ نہیں آتی کہ وزیراعلیٰ صاحب کو پنجاب کا بادشاہ بنانے میں کیا کسر رہ گئی تھی کہ یہ اضلاع کی اتھارٹیز کے بھی سارے اختیارات ان کو دے دیئے جائیں۔ یہ Bill جو پاس ہونے جا رہا ہے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ totally کاروباری

نقطۂ نظر سے پورے پنجاب کی زمینوں کو اپنے کنٹرول میں لانے کی ایک گھناؤنی سازش ہے۔ جناب وزیراعلیٰ کو خود نہیں پتا کہ اُن کے پاس کون کون سے محکمے ہیں اور کیا کیا ذمہ داریاں ہیں اور ہر چیز وزیراعلیٰ کے اختیار میں ہے، اگر اس ایوان کے اختیارات ہیں تو وہ اتھارٹیز جو اضلاع میں بنیں گی، جو تحصیلوں میں بنیں گی اور جو ٹاؤنز میں بنیں گی آپ اُن کے اختیارات پہلے ہی وزیراعلیٰ کو دے رہے ہیں۔ آپ نے ایجوکیشن کمیشن بنا کر ایجوکیشن پہلے ہی نکال دی ہے اور پنجاب کے under کر دی ہے، آپ نے فنانس اور ہیلتھ پہلے نکال دی تو اُن کے پاس رہ کیا گیا ہے، بلدیاتی اختیارات بلدیاتی اداروں سے کیوں چھینے جا رہے ہیں، حکومت کو کیا خوف ہے کہ یہ وزیراعلیٰ یا وزیراعلیٰ کا نامزد شخص کیوں، پنجاب کے عوام کے منتخب نمائندے کیوں نہیں، District Council کے چیئرمین کیوں نہیں، کیا خطرہ ہے اور کیا خوف ہے یا کیا وہ لالچ ہے جو ہر چیز اپنے ہاتھ کے نیچے رکھنا چاہتے ہیں اور یہ جو land acquire کریں گے۔ وزیراعلیٰ صاحب کی مرضی کے بغیر وہاں development کا کوئی کام ہو سکتا ہے اور نہ ہی وہاں کوئی سکیم بن سکتی ہے آپ پورا پنجاب ان کے حوالے کیوں کرنے جا رہے ہیں، آپ کیا کوئی monopoly چاہتے ہیں، کیا چاہتے ہیں؟ پھر بادشاہت کا اعلان کر دیں، بلدیاتی الیکشن بھی چھوڑ دیں اور یہ بھی چھوڑ دیں ہم اس کی پُرزور مذمت کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ یہ Bill عوام کے پاس جائے اور عوام کو پتا چلے کہ ہم جو اس ایوان میں اُن کے مفاد کے تحفظ کے لئے یہاں آئے ہوئے ہیں تو ہم اُن کے لئے کیا کر رہے ہیں؟ اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ یہ Bill عوام میں بھیجا جائے اور عوام کی رائے لی جائے۔ مجھے یقین ہے کہ جب یہ Bill عوام میں جائے گا اور عوام کی grass roots level کی قیادت کے پاس جائے گا تو وہ اس کو سمجھیں گے، اتنی بڑی مخالفت ہو گی کہ کسی کی جرأت نہیں ہو گی اس Bill کو ایوان میں پیش کرنے کی۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر نوشین حامد!

ڈاکٹر نوشین حامد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! ہماری طرف سے جو amendment دی گئی ہے کہ اس کو عوام کے لئے مشتہر کیا جائے۔ میں سمجھتی ہوں کہ جو سول سوسائٹی ہے وہ democracy کا بہت اہم ستون ہوتا ہے اور اس کی involvement کے بغیر جب بھی کوئی کام کیا جاتا ہے تو اس کا رزلٹ اچھا نہیں آتا ہے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہماری جمہوریت مضبوط ہو تو پھر ہمیں اپنی سول سوسائٹی کو empower کرنا پڑے گا۔ ہم لوگ democratic political culture میں active participation of Civil Society اور پبلک کے بغیر اس کو implement نہیں کر سکتے ہیں۔ یہ بھی حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ ensure کرے کہ citizen کو اس کی

performance کے بارے میں پوری information ہو۔ سول سوسائٹی میں این جی اوز موجود ہوتی ہیں، think tanks ہوتے ہیں، میڈیا ہوتا ہے، social and religious groups ہوتے ہیں۔ان لوگوں کو اپنے لئے کوئی political power نہیں چاہئے ہوتی بلکہ وہ ملک کے بہتر مفاد میں اچھے مشورے دے سکتے ہیں۔ جب ووٹرز ہمیں ووٹ دے کر اس ایوان میں بھیجتے ہیں تو پھر میں سمجھتی ہوں کہ جب وہ ہم پر trust کرتے ہیں تو ہماری بھی یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ ہم بھی ان کو confidence میں لیں کہ ان کے ساتھ کیا ہونے جا رہا ہے اور ان کی تقدیروں کے کیا فیصلے ہو رہے ہیں؟ اس لئے اس کے اندر citizens کی بھی participation ہونی چاہئے۔ Citizens کو یہ اختیارات ہونے چاہئیں کہ وہ پالیسی میں اپنا influence use کر سکیں۔اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہماری پالیسی اور legislation sustainable ہو تو پھر یہ صرف consensus کے ساتھ ہی ہو سکتا ہے۔ Consensus صرف اسی وقت possible ہوتی ہے جب آپ عوام کے ساتھ consultation کریں، ان کے ساتھ بیٹھ کر غور و فکر کریں اور stakeholders کے ساتھ debate کریں۔ یہ policy making میں ایک بہت بڑا چیک ہوتا ہے جس میں ہم citizens کو confidence میں لیتے ہیں اور public کو اپنے ساتھ شامل کرتے ہیں۔ جب ہم ایسا نہیں کرتے ہیں تو اس کا نتیجہ ہمارے سامنے ہے۔ پچھلے آٹھ نو مہینے سے ہم دیکھ رہے ہیں کہ لوگ protest کر رہے ہیں،ان کے اندر ایک بے چینی پائی جاتی ہے، وہ یہاں کی گئی legislations کو own نہیں کرتے اور ان کو نہیں مانتے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!آپ دیکھ لیں پچھلے آٹھ نو مہینوں کے درمیان کون سڑکوں پر نہیں آیا؟ ٹیچر سڑکوں پر موجود ہیں، نرسیں موجود ہیں، ینگ ڈاکٹرز موجود ہیں، ہیلتھ ورکرز موجود ہیں، کلرک موجود ہیں اور ساری عوام سڑکوں پر نکلی ہوئی ہے۔اس کی وجہ یہی ہے کہ ہم ان کو confidence میں نہیں لیتے اور ان کی opinion اپنی legislation میں شامل نہیں کرتے۔ اگر ہم یہ تمام legislations جو یہاں ہوئی ہیں ان میں ان کی opinion ڈالی ہوتی تو situation میں بہت فرق ہوتا۔ جو stakeholders ہوتے ہیں ان میں scientists and experts بھی شامل ہوتے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس Bill کے اندر کچھ ایسے lacunas ہیں، کچھ ایسی کمی کوتاہیاں ہیں کہ اگر اس کے اندر ہمارے scientists ہوتے، experts ہوتے تو میرا خیال ہے کہ ہم اس کو بہتر طریقے سے formulate کر سکتے۔ان کے schedule(A) میں سزائیں مقرر کی گئی ہیں۔ اس میں انہوں سے

ڈرینج اور سیوریج کے حوالے سے pollution کو account کیا ہے اور سزائیں رکھی ہیں۔ اگر ان میں کوئی expert موجود ہوتا تو وہ ان کو یہ بتاتا کہ اس کے اندر air pollution کو بھی شامل کیا جائے۔ اس وقت جو air pollution ہے یہ dirty water سے بڑی threat ہے۔ Air pollution کی وجہ سے جو ہمارا پانی ہوتا ہے، جو ہمارا soil ہوتا ہے ان کی acidification ہوتی ہے اور اس کی وجہ سے ہماری فصلیں اور جنگلات سب پر اثر ہوتا ہے۔ ایک recent research کے مطابق پاکستان میں air pollution کی وجہ سے جو rice کا crop ہے اس میں 40 percent reduction آئی ہے اس لئے میں سمجھتی ہوں کہ ہمیں ان Bills کو مشتہر کرنا چاہئے تاکہ اس میں expert opinions آئیں۔ اس کے علاوہ ایک رپورٹ ہوتی ہے جس کو Environmental Impact Assessment Report کہتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اس کے بارے میں سب کو معلوم ہے لیکن اس Bill میں اس کا بھی کہیں ذکر نہیں ہے کہ جب constructions ہوں گی، جب یہاں پر مختلف قسم کی changes لائی جائیں گی تو وہ رپورٹ جب تک موجود نہ ہو کسی چیز کی بھی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ یہاں اس رپورٹ کا بھی کہیں ذکر نہیں ہے۔ اس کے علاوہ وہ industries جو residential areas میں موجود ہیں ان کے لئے بھی اس میں کوئی law موجود نہیں ہے۔ وہ industries بالکل گھروں کے درمیان موجود ہیں اور وہاں پر pollutions پھیلا رہی ہیں جس کی وجہ سے پھیپھڑوں، کینسر، heart and kidney diseases بہت تیزی سے پھیل رہی ہیں۔ اس میں مجھے ایک اور چیز جو نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ جو اس میں انہوں نے جرمانہ رکھا ہے وہ تین لاکھ روپے اور سات سال قید ہے۔ یہ جرمانہ کمرشل پلازوں اور کھوکھے ریڑھیوں کے لئے برابر رکھا ہے۔ کیا یہ انصاف ہے کہ کمرشل پلازے والا بھی وہی تین لاکھ روپے جرمانہ دے اور ایک کھوکھے والا جس کی روزمرہ کی آمدنی دو سو، تین سو یا چار سو روپے ہوتی ہے وہ بھی اتنا ہی جرمانہ دے؟ میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہت ناانصافی ہے اور اس Bill میں بہت سی ایسی کمی کوتاہیاں ہیں جن کو اگر public opinion کے لئے پیش کریں تو وہ ہمارے سامنے آئیں گی اور ہم ایک بہتر legislation کر سکیں گے۔ بہت شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، محترمہ سعدیہ سہیل رانا!

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں اپنی بات کا آغاز اشفاق احمد کے قطعہ سے کرنا چاہوں گی۔

"ایک بات ہمیشہ زندگی بھر یاد رکھنا کہ کسی کو دھوکا نہ دینا۔ دھوکے میں ایک بڑی جان ہوتی ہے۔ یہ کبھی نہیں مرتا گھوم کر ایک دن واپس آپ کے پاس ہی پہنچ جاتا ہے کیونکہ اس کو اپنے ٹھکانے سے بہت محبت ہوتی ہے۔"

جناب سپیکر! ہم نے اس میں جو پہلی amendment پیش کی وہ تھی کہ اس کو رائے عامہ کے لئے مشتہر کیا جائے۔ میرے خیال میں جب آپ رائے عامہ کے لئے کوئی Bill مشتہر کرتے ہیں تو جیسے جیسے آپ کو عام لوگوں کی رائے ملتی ہے تو رائے کے ساتھ ساتھ رضا بھی ملتی ہے۔ جب اس کی رائے اس Bill میں شامل ہو گی تو اس کی رضا بھی شامل ہو گی۔ سب سے positive point تو اس کا یہ ہے کہ وہ لوگ آپ کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں جن کے بل پر آپ حکومت کرتے ہیں، جن کے بل پر آپ حکمرانی کرتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کو حکومت سے کیوں اتنی ہمدردی ہے؟

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! ہم بھی حکومت کا حصہ ہیں۔ مجھے اس Bill میں جو چیز سب سے زیادہ prominent لگی وہ یہ ہے کہ آخر کار سارے اختیارات ہمارے جناب محترم چیف منسٹر کے پاس اور حاکم اعلیٰ کے پاس ہیں۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ وہ صوبے کے Chief Executive ہیں تو ان کے پاس تو already بہت ذمہ داریاں ہیں۔ ماشاء اللہ ان کے پاس بیس وزارتیں ہیں اور [*******]

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! یہ میری اپنی رائے ہے اور مجھے رائے کے اظہار کا حق ہے۔

جناب سپیکر: اس کو ریکارڈ کا حصہ نہ بنایا جائے۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جب ہم ایک ہی وقت میں یعنی اگر آج میں یہ ذمہ داری لے لوں کہ میں نے دن میں پچاس کام کرنے ہیں تو میں کسی ایک کام کو بھی بہتر طریقے سے نہیں کر سکوں گی۔ بہتر یہی ہوتا ہے کہ ہم اتنی ہی ذمہ داریاں لیں جو ہم کر سکیں کیونکہ صرف وزارتیں لینا یا hold لینا ہی مقصد نہیں ہوتا بلکہ اصل مقصد تو اس کی کارکردگی ہوتی ہے۔ اس وقت آپ کے ملک اور عوام کو کارکردگی چاہئے۔ آپ کو وہ کام کرنا چاہئے جو عوام کے لئے بھلائی پیدا کر سکے اور آپ سے ایسے فیصلے کروا سکے جو عوام دوست ہوں۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر! اب بات آتی ہے اتھارٹی پر۔ اب ہم نے بلدیاتی الیکشن تو نہیں کروایا لیکن ہم نے بلدیاتی حکومت کو قسطوں میں لانا شروع کر دیا ہے اور ہم نے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے ہیں۔ جو power devolve کرنے کا ایک نظریہ تھا کہ power آخر تک جائے گی لیکن وہ power بڑے طریقے کے ساتھ ہم واپس اپنی طرف ہی لا رہے ہیں۔ ہم پہلے بھی اتھارٹی لائے، ایک اتھارٹی ہم اور لے آئے ہیں اور جو اس کے لاکھوں کے فنڈز ہیں ظاہر ہے کہ اس کا اختیار بھی اسی کے پاس ہوگا جو اس کو head کر رہا ہے۔ یقین مانیں کہ جب میں نے یہ Bill پڑھا تو میرے اندر سے آواز آئی کہ "میاں صاحب جان دیو، کسی اور دی واری وی آن دیو" (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! جیسے اپوزیشن لیڈر نے بھی کہا کہ یہ Bill آئین کی اصل روح کے خلاف ہے۔ ہم آرٹیکل 148 کی بات کرتے ہیں جس میں ہم power devolve کرتے ہیں اور آخری tear تک کرتے ہیں۔ اب جو میں بات کرنے لگی ہوں مجھے پتا ہے کہ میری بہنوں کی بڑی زور سے آواز آئے گی لیکن بات یہ ہے کہ ہم ہیں تو جمہوریت کا حصہ۔ جمہوریت والے کہتے ہیں کہ ہم جمہوریت لے کر آئے ہیں لیکن ہمارے اندر کہیں مغل اعظم چھپا ہوا ہے جو ہمیں یہ برداشت نہیں کرنے دیتا کہ ہم ایک عام عوامی نمائندے کو وہ طاقت اور power دے سکیں کہ وہ عوام کے floor پر عوام کی بات کر سکے۔ خدا کے لئے اب ہمیں مغل اعظموں کی ضرورت نہیں ہے، بادشاہ عالم کی ضرورت نہیں ہے اور "میرا سلطان" بھی آج کل بڑا hit چل رہا ہے ہمیں "میرا سلطان" کی بھی ضرورت نہیں ہے بلکہ ہمیں جمہوری لوگوں کی ضرورت ہے۔ جمہوریت وہ ہے جو جمہور سے نکلی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ مجھے address کریں وہاں کیوں کر رہی ہیں؟

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جمہوریت جمہور سے نکلی ہے اور جمہور کا مطلب عوام ہے۔ میں اس Bill کو بلدیاتی نظام bulldoze کرنے کی ایک سازش سمجھتی ہوں۔ ہم یہ Bill پاس کر کے بلدیاتی نظام کو کسی نہ کسی طریقے سے bulldoze کر رہے ہیں۔ جو عوام کا حق ہے، جو عوامی نمائندوں کا حق ہے وہ اُن کو نہیں مل رہا ہے وہ ہم پلیٹ میں سجا کر اپنے حکمرانوں کے دربار میں ہی پیش کرنا چاہتے ہیں۔ اس طرح کے عوامل سے آپ کی حکومت کی شہرت بہت minus میں چلی جاتی ہے اور آپ اپنی سیاسی شہرت کھونے لگتے ہیں۔ اگر غور کریں جیسے ڈاکٹر نوشین صاحبہ نے بھی بہت اچھے طریقے سے کہا ہے کہ کتنے لوگ ہیں جو اتنے کم وقت میں سڑکوں پر نہیں آئے؟ کیونکہ ان کو ان کے حقوق نہیں ملے۔ اگر ایک سیاسی لیڈر وہاں جا کر ان کو تھپکی دیتا ہے، حوصلہ دیتا ہے تو آپ کی طرف سے آواز آتی ہے کہ ان کے

مسائل بھی وہی حل کریں گے، جو کافی قابل ندامت ہے۔ایسی چیزیں نہیں ہونی چاہئیں بلکہ دل بڑا کرنا چاہئے کیونکہ ہم سب پاکستانی ہیں اور ہم سب کا پاکستانی لوگوں کے مسائل سے تعلق ہے۔میں ایک بات کرنا چاہوں گی کہ جو اس Bill میں compensation کی بات ہوئی ہے۔یہ میری اپنی رائے ہے یہ شاید amendment میں نہ بھی ہو کہ compensation کا ریکارڈ، معذرت کے ساتھ کہ وہ اتنا اچھا نہیں ہے وہ جنابہ حضرت میٹرو صاحبہ کے مسئلے میں کیونکہ جب میں میٹرو کا نام لیتی ہوں تو ڈر لگتا ہے جب ہم نے میٹرو صاحبہ کو بنایا تو جو ان کے affectees تھے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کو میٹرو نے کس طرح ڈرا دیا؟

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! اگر میں جنگلا بس کہہ دوں تو یہاں کھڑی کھڑی میں قتل ہو جاؤں گی۔آج تک اس کے متاثرین کو compensation نہیں ملی اور میں سمجھتی ہوں کہ اگر رائیونڈ کے محل کا دس فیصد بھی دے دیا جائے تو ان بے چاروں کو compensation مل جائے گی۔اگر اسی طرح ایک کمیٹی بنائی جائے اور اس کے چیئر مین اپوزیشن لیڈر ہوں تو میرے خیال میں جو ہم compensation کی بات کرتے ہیں وہ بہت احسن طریقے سے ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر! میں آخری بات یہ کہنا چاہوں گی کہ ویسے تو ہمارے لاء منسٹر صاحب کا یہ خیال ہے کہ اسمبلی میں آکر بیٹھنا ٹائم ضائع کرنے کے مترادف ہے کیونکہ انہوں نے کہا کہ چیف منسٹر صاحب کے پاس اتنا ٹائم ضائع کرنے کے لئے نہیں کہ وہ اسمبلی میں آکر بیٹھیں۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ایسی بات نہیں ہے اگر کہیں پر یہ بات آگئی ہے تو اس کو ریکارڈ کا حصہ نہیں سمجھنا چاہئے۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! آپ سے آخری استدعا یہ ہے کہ خدا را پاکستان کی اٹھارہ کروڑ عوام ہے اور اس کے کچھ نمائندے جو یہاں پر بیٹھے ہیں ان پر رحم کریں اور ان پر ترس کھائیں۔لوگ قحط اور بھوک سے مر رہے ہیں آپ اپنے اقتدار کو چھوڑیں اور عوام کا سوچیں۔شکریہ

جناب سپیکر: جی، آپ کا بہت شکریہ۔محترمہ فائزہ احمد ملک صاحبہ! آپ بات کریں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! شکریہ۔پنجاب اسمبلی کے floor پر ہمیشہ قانون بنائے جاتے ہیں اور میں سمجھتی ہوں کہ صوبے کی بہتری اور کارکردگی کو بڑھانے کے لئے قوانین کا بننا اور قوانین پر عملدرآمد کرانا ہر حکومت کی ذمہ داری ہوتی ہے لیکن افسوس اس بات کا ہوتا ہے کہ جس طرح سے

اپوزیشن کی suggestions کو bulldoze کیا جاتا ہے اور جس طریقے سے اپنے ہی صوبے کے انتظامی معاملات کی دھجیاں بکھیری جا رہی ہیں، اس چیز کا افسوس ہے کہ یہ اسمبلی جس کے اندر چیزوں کو debate کیا جاتا ہے اور debate کرنے کے بعد bulldoze کر دیا جاتا ہے تو پھر کبھی کبھی یہ خیال آتا ہے کہ شاید ہمیں debate کرنی ہی نہیں چاہئے اور ہمیں ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جانا چاہئے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! یہ سب سے زیادہ جمہوری رویّوں کی نفی ہے۔ میں آج اپنی amendment پر بات کرتے ہوئے یہ کہوں گی کہ جب اس سے پہلے لوکل باڈی ایکٹ پنجاب اسمبلی میں پیش ہوا تو تب بھی دو اتھارٹیز بنائی جا رہی تھیں اس وقت بھی ہم نے اپوزیشن کے ممبران کی حیثیت سے ان کو debate کیا اور ہم نے حکومت سے درخواست کی کہ یہ اتھارٹیز نہ بنائیں۔ ان اتھارٹیز کے بنانے سے معاملات complicated ہو جائیں گے، معاملات خراب ہوں گے اور محکموں کی کارکردگی مزید بدترین ہو جائے گی لیکن ہماری رائے کو کسی قسم کی کوئی اہمیت نہیں دی گئی اور وہ اتھارٹیز بنا دی گئیں۔ آپ نے اس ایکٹ کے اندر عورتوں کی نمائندگی کم کر دی اور آج آپ عورتوں کے حقوق کی بات کر رہے ہیں اور پنجاب اسمبلی حقوق دینے جا رہی ہے۔ پہلے لوکل باڈی ایکٹ کو review کریں اور اس میں عورتوں کی نمائندگی 33 فیصد کریں اس کے بعد باقی نمائندگی کو لینے جائیں۔

جناب سپیکر! آج ہمیں یہ amendment اس لئے دینی پڑی کہ ہم سمجھتے ہیں کہ آج پھر پنجاب حکومت ایک ایسی اتھارٹی بنانے جا رہی ہے، پاکستان کے آئین میں دیئے گئے اپنے اختیارات صدر پاکستان نے پارلیمنٹ کو دیئے۔ میرا خیال ہے کہ پاکستان کی تاریخ میں ایک بہت بڑی revolution آئی کہ جب کسی صدر نے اپنے اختیارات پارلیمنٹ کو دیئے یعنی اپنے سے نیچے اختیارات devolve کئے۔ کیا ہمیں اس روایت کو قائم نہیں رکھنا، کیا ہمیں جمہوریت کو مضبوط نہیں کرنا کہ ہم اپنے اردگرد کے اختیارات کو لے کر گھوم رہے ہیں اور اپنے آپ اور اپنی ذات کو مضبوط کرتے چلے جا رہے ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ یہ جو اتھارٹی بننے جا رہی ہے آج اگر ہم دیکھیں تو اس اتھارٹی کا محور وزیراعلیٰ پنجاب ہیں۔ صوبہ پنجاب کے 36 اضلاع ہیں تو کیا وزیراعلیٰ پنجاب تمام 36 اضلاع کے چیئرمین ہوں گے کیوں؟ سوال یہ ہے کہ کیا وہاں پر ایسے ایم پی ایز اور ایسے لوگ نہیں ہیں جن کو وہاں بٹھایا جائے۔ میرا سب سے پہلا سوال یہ ہے کہ لوکل باڈیز الیکشن کیوں نہیں کرائے جاتے؟ وہ کام جو ایک چیئرمین یا وائس چیئرمین کو کرنا چاہئے وہ وزیراعلیٰ پنجاب جا کر ہر ضلع کے اندر کیوں کریں گے؟ ہمارا سوال یہ ہے کہ ہم اپنے

اختیارات کو بجائے نچلے level پر devolve کریں، ہم لوکل باڈی الیکشن کی طرف جائیں اور ہم اس process کو مکمل کر کے جس کی ذمہ داری ہے اس کو کرنے دیں۔ ''جس کا کام اسی کو ساجھے'' اسی لئے کہا گیا کہ جو لوگ جس کام کے لئے بنائے جاتے ہیں یا جو عہدے جن کاموں کے لئے بنائے جاتے ہیں۔ وہ عہدے تبھی سجتے ہیں جب ان عہدوں کو اختیارات دیئے جائیں۔ اگر تمام اختیارات وزیراعلیٰ کے پاس آئیں گے تو کیا پنجاب اسمبلی جس کا کام قانون سازی کرنا ہے اس کا دھیان قانون سازی سے ہٹ کر اور چیزوں کی طرف چلا جائے گا۔ میں سمجھتی ہوں کہ سب سے پہلے تو ہمیں لوکل گورنمنٹ کی تشکیل کی طرف جانا چاہئے اور ان اتھارٹیز میں وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے۔ ہم سب سے پہلے اپنے کئے گئے ہر عہد اور وعدے سے ہٹتے جا رہے ہیں، C.O.D میں جو چیزیں تھیں ہم ان سے ہٹ گئے۔ اس کے بعد دیکھیں کہ ایک ایسا سسٹم بننے جا رہا ہے کہ پہلے ہم قبضہ مافیا کو رو رہے ہیں، پنجاب کے اندر جس بُری طرح سے قبضہ مافیا نے اپنا دھرنا دیا ہوا ہے اور جس طرح سے زمینوں پر قبضہ کیا ہے ایک دفعہ پھر وزیراعلیٰ پنجاب کے ہوتے ہوئے یہاں پر قبضہ مافیا activate ہوا ہے یعنی اگر 30 لاکھ ایکڑ کی زمین ہے تو میرا خیال ہے وہ 12 یا 13 لاکھ ایکڑ میں فروخت ہو رہی ہے اس سے بڑا ظلم کسی ایک عام آدمی کے ساتھ کیا ہوگا کہ حکومت آتی ہے اس کی زمین پر قبضہ کر لیتی ہے اور جب آپ سرکاری ریٹ لگاتے ہیں تو اس کی زمین کوڑیوں کے مول جاتی ہے جو کہ اربوں روپے کی زمین ہے۔ مطلب اتنا بڑا damage ہم کس کو دے رہے ہیں؟ اس صوبے کے لوگوں کو جنہوں نے آپ کو ووٹ دے کر ان اسمبلیوں میں بیٹھا دیا ہے آپ ان کا بیڑہ غرق کرنے جا رہے ہیں؟ خدا کے لئے ان پر رحم کریں۔ یہ اتھارٹی مت بنائیں اور اگر یہ اتھارٹی آپ نے بنائی تو اس کے نقصان ہی نقصان ہیں اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا صرف ایک بندے کی ذات کو ضرور فائدہ ہوگا یا اس کے نیچے personal oblige کرنے کے لئے جن افسروں کو بنایا جائے گا تو ان زمینوں پر قبضے کر کے وہ ضرور oblige ہوں گے۔ اس سے ہمارے عام آدمی کی حق تلفی ہوگی، آپ غور کریں اور اس صوبے کے لوگوں پر رحم کریں۔

جناب سپیکر: جی، آپ سوچ سمجھ کر کچھ کہا کریں، ان افسروں کو بُرا نہ کہا کریں۔

محترمہ ناہید نعیم: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ بات کریں میں سن رہا ہوں۔

محترمہ ناہید نعیم: جناب سپیکر! میں اس Bill کو دیکھ کر یہ کہنا چاہتی ہوں کہ یہ عوام کے ساتھ کھلا مذاق ہے اور اس سے یہ لگتا ہے کہ حکومت بلدیاتی انتخابات کروانے کے موڈ میں نہیں ہے۔ اگر سارے

اختیارات حکومت کو اپنے پاس ہی رکھنے ہیں تو یہ سب ٹوپی ڈرامہ کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ میری حکومت سے درخواست ہے کہ خدا کے لئے عوامی لوگوں کو طاقت ور کریں اور عوام کے ساتھ اور مذاق نہ کریں یہ عوام ویسے ہی بہت بُرے حالات میں ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: شکریہ

میاں خرم جہانگیر وٹو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! یہ Bill جو حکومت کی جانب سے move کیا گیا ہے اور جس پر ہماری joint opposition کی جانب سے amendment آئی ہے کہ اس کو رائے عامہ کے لئے مشتہر کیا جائے۔ سب سے پہلے تو میں یہ کہوں گا کہ اختیارات کی مرکزیت سے جمہوریت کا فائدہ نہیں ہوتا بلکہ اس سے جمہوریت کا نقصان ہوتا ہے۔ آپ نے پیچھے جو لوکل گورنمنٹ ایکٹ پاس کیا اور جس انداز سے اس کو پاس کیا اور جس طریقے سے اپوزیشن کی amendments اور بالخصوص میری amendments کو bulldoze کیا، آج مجھے دیکھ کر بڑی حیرانی بھی ہوئی اور مجھے بڑی خوشی بھی ہوئی ہے کہ چلیں "دیر آید درست آید" میں نے اس دن جو 14 ترامیم لوکل گورنمنٹ ایکٹ کی تیار کر کے پیش کی تھیں تو on the floor of the House کہا گیا کہ یہ time barred ہیں اور late آئی ہیں اور آج سارے کے سارے حالات بدل گئے۔ آپ کی Chair اس ایوان کے حقوق، اس ایوان کے پاس کئے ہوئے قوانین اور معزز ممبران کی custodian ہے۔ یہاں پر کوئی بھی ایسا قانون پاس نہیں ہو سکتا کہ جو خلاف شریعت ہو اور جو لوگوں کے انسانی حقوق کے خلاف ہو۔ ابھی یہ جو amendment move کی گئی ہے، ہمارے باقی معزز ممبران نے بھی اس پر بات کی۔۔۔

جناب سپیکر: میرے بھائی یہ ترمیم تو آپ ہی کی طرف سے آئی ہے۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: یہ amendment جو یہاں پر move کی گئی ہے، اس کے سیکشن 4 میں یہ کہا گیا ہے کہ اس اتھارٹی کا چیئرمین چیف منسٹر ہو گا، اس کا پورا structure ہی بدل دیا گیا ہے۔ میٹروپولیٹن کارپوریشن کے حوالے سے یہ بل ہے اور Metropolitan Corporation کے حوالے سے حکومت ایک نیا structure لے کر آنا چاہتی ہے جس میں سیکرٹری اور دیگر لوگ شامل ہیں، چیف منسٹر کو اس کا head بنا دیا گیا ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اسی اسمبلی نے اس سے پہلے ایک لوکل گورنمنٹ ایکٹ پاس کیا ہے، آپ کی سربراہی میں حکومت کے پیش کئے ہوئے لوکل گورنمنٹ ایکٹ کے مطابق جب پہلے ہی ایک ڈسٹرکٹ اتھارٹی موجود ہے Metropolitan Authority موجود ہے، جب آپ نے اس کا پہلے ہی ایک ڈھانچہ بنا دیا ہے پھر آپ کیسے ایک نئی اتھارٹی بنا سکتے ہیں۔ آپ جب تک parent

lawکوتبدیل نہیں کرتے، جب تک گورنمنٹ parent lawکوتبدیل نہیں کرتی تب تک یہ اسمبلی نیا ڈھانچہ بنا ہی نہیں سکتی۔ مجھے تو اس بات پر بھی حیرانی ہے کہ یہ قانون اسمبلی میں لے کیسے آئے ہیں؟ یہ اس قانون کو اسمبلی میں لا سکتے ہیں اور نہ ہی اسے پاس کروا سکتے ہیں۔ اگر انہوں نے اس قانون کو پاس کروانا ہے تو پہلے لوکل گورنمنٹ ایکٹ میں amendmentکریں جو یہ اسمبلی پہلے ہی پاس کر چکی ہے۔ اس میں amendmentsکریں، اس کے sectionsکوتبدیل کریں، اس میں یہ بات لکھیں کہ اس اتھارٹی کا سربراہ چیف منسٹر ہوگا۔ اگر یہ قانون پاس کیا گیا تو یہ میں سمجھتا ہوں کہ اس اسمبلی کی بڑی کوتاہی ہوگی اور یہ کوتاہی اس اسمبلی کے سر پر رہے گی۔ لوگ کہیں گے کہ پنجاب اسمبلی میں قوانین پاس نہیں ہو رہے بلکہ پنجاب اسمبلی قوانین کے ساتھ مذاق کر رہی ہے اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ اس قانون کا structureاس وقت تک تبدیل نہیں ہو سکتا جب تک پہلے بل میں ترمیم نہیں ہو جاتی۔ سیکشن 4 جو یہ لانا چاہتے ہیں وہ تب تک تبدیل نہیں ہو سکتا جب تک یہ لوکل گورنمنٹ ایکٹ کا وہ structureتبدیل نہیں ہو جاتا۔ اس کے علاوہ سیکشن 24 جو کہ زمین acquireکرنے کے حوالے سے ہے، آپ دیکھیں کہ جب alreadyاس سلسلے میں ایک قانون موجود ہے اور بڑا تفصیلی قانون موجود ہے کہ حکومت جو بھی property acquireکرے گی وہ ایک ہاؤسنگ سکیم کے تحت acquireکر سکتی ہے، اس کو ہاؤسنگ سکیم کا درجہ دیا جائے گا پھر اس کو acquireکر سکتی ہے۔ اب مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ یہ حکومت لوگوں کے ساتھ کرنا کیا چاہتی ہے؟ صرف اور صرف یہ جنگلا بس سروس کے سلسلے میں بے چارے غریب لوگوں کی جو پراپرٹی یہ لوگ acquireکر رہے ہیں ان کو معاوضہ نہیں دے رہے بلکہ اس پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں، اسی طرح سے تمام Metropolitan Corporations میں زبردستی قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! پہلے قبضہ کر لیا پھر اپنی من مرضی کا ریٹ ان کو دے دیا۔ اس ترمیم سے ان کو پھر یہ اختیار مل جائے گا کہ نہ صرف یہ کہ جو زمینیں acquireکریں گے ان کو ہاؤسنگ سوسائٹی کا درجہ دینے کے علاوہ یہ چاہیں تو کل کو کسی کے گھر پر قبضہ کر لیں، یہ چاہیں تو کل کو کسی کے سکول پر قبضہ کر لیں، یہ چاہیں تو کسی کی agriculture propertyپر قبضہ کر لیں اس لئے میری یہ گزارش ہوگی کہ یہ اختیار اگر ان کو دے دیا گیا تو میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب میں کہرام برپا ہو جائے گا اور یہ ساری اسمبلی اس کی ذمہ دار ٹھہرائی جائے گی کہ یہ amendmentانہوں نے پاس کرنے کا موقع دیا۔ یہ بات صرف اپوزیشن کی بھی نہیں ہے، یہ بات حکومت کی بھی نہیں ہے بلکہ یہ بات ہے عوامی نمائندگی کی۔ کوئی بھی

معزز ممبر چاہے وہ اپوزیشن میں بیٹھا ہے یا حکومت میں بیٹھا ہے یہ اس کی ذمہ داری ہے کہ وہ عوام کے حقوق کا تحفظ کرے اور ان کے ساتھ ہونے والی زیادتیوں کا مداوا کرے۔ یہ ترمیم اگر پاس ہو جاتی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑی زیادتی پنجاب کے عوام کے ساتھ کوئی ہو نہیں سکتی۔

جناب سپیکر! سیکشن 32 جو کہ penalty کا سیکشن ہے جس میں سزائیں تجویز کی گئی ہیں کہ سزائیں کیا ہوں گی؟ ماشاءاللہ ان کی طرف law and parliamentary affairs سے متعلقہ بڑے لائق لوگ بیٹھے ہیں، میں ان کا معترف ہوں، انہوں نے بڑے قوانین پاس کئے ہیں لیکن سیکشن 32 اور سیکشن۔34 دونوں میں جو سزائیں تجویز کی گئی ہیں وہ بڑی دلچسپ ہیں، اس میں Part A موجود ہے ، اس کے تحت discharging any dangerous chemical اور دیگر چیزیں اگر discharge کرتا ہے اور اس سے کوئی بندہ injure ہو جاتا ہے یا اس کو کوئی نقصان ہوتا ہے یا environment کو کوئی نقصان ہوتا ہے تو اس کی سزا تو زیادہ رکھ دی گئی ہے۔ Part B جس میں 12 کے قریب سب سیکشن موجود ہیں جس کا سب سے اہم سب سیکشن جس کی اگلے دن مبشر لقمان نے بھی بات کی ہے اور وہ سیکشن بڑا ہی اہم ہے میں اس کو پڑھ دیتا ہوں

> Unauthorized occupation without permission of the owner of land or plot in a housing scheme developed sand controlled by the authority

اور اسی طرح سے

> Failure or neglect of sponsor to abide by or fulfil the commitment may to a person regarding allotment of a plot, housing unit or price of the same in any scheme.

جناب سپیکر! ایک غریب آدمی کے پلاٹ پر کوئی قبضہ کر لیتا ہے اس کے ساتھ promise fulfil نہیں کرتا تو یہ بھی کروڑوں اربوں روپے کی گیم ہے لیکن اس پر سزا کیا ہے؟ اس پر سزا کچھ نہیں ہے صرف دو سال اور تین سال کی سزا تجویز کی گئی ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ اس سزا کو زیادہ کرنا چاہئے تھا اس کو سخت کرنا چاہئے تھا اور کم از کم سات سال کی سزا ہونی چاہئے تھی لیکن انہوں نے اس کو کم کر دیا ہے اور Part A کی سزاؤں کو زیادہ کر دیا ہے۔ اس قانون میں بہت سارے flaws ہیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ اس بل کو مشتہر کیا جائے اور اس بل کو change کیا جائے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی، بہت شکریہ۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو میں بھی کچھ عرض کروں۔

جناب سپیکر: سبطین خان صاحب! آپ بھی ٹائم کا ذرا خیال رکھیں۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! صرف دو سے اڑھائی منٹ لوں گا۔ That's all

جناب سپیکر: نہیں، میں آپ کو پانچ منٹ دیتا ہوں آپ اڑھائی منٹ کیوں مانگتے ہیں؟

جناب محمد سبطین خان: مہربانی۔

جناب سپیکر: یہ صرف آپ کے لئے ہیں۔

جناب محمد سبطین خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

The Punjab Development of Cities (Amendment) Bill 2014, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 30th April 2014.

اور آج ہم سوچ سمجھ کر 13 نہیں کہیں گے بلکہ 14 ہی کہیں گے۔ (قہقہے)

جناب سپیکر! میری بڑی مختصر سی یہ بات ہے کہ اس بل میں جو ہماری طرف سے ترمیم ہے کہ اس بل کو اپریل تک پبلک کی رائے لینے کے لئے بھیجا جائے۔ اس کو ہمیں بہت زیادہ personal نہیں بنانا چاہئے۔

جناب سپیکر: کیا آپ پبلک کے نمائندے نہیں ہیں؟

جناب محمد سبطین خان: جناب ہم بالکل نمائندے ہیں۔

جناب سپیکر: ہزاروں آدمیوں نے آپ پر اعتماد کیا اور آپ کو یہاں منتخب کر کے بھیجا ہے۔ ان کو آپ کو اور مجھے بھی یہاں منتخب کر کے بھیجا ہے۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! کاش! جس طرح لوگوں نے ہم پر اعتماد کیا ہے، گورنمنٹ بھی سمجھے کہ اس پر عوام نے اعتماد کیا ہے (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس سلسلے میں بڑی brief اور crisp سی بات کروں گا کہ ہمیں اس سلسلے میں haphazardness کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہئے۔ اس میں میری دلیل یہ ہے کہ لوگ گورنمنٹ ایکٹ

کے ٹائم پر بھی یہی کہتے رہے اور اس میں ہمارے معزز وزیر قانون نے بڑا زور اور stress دے کر کہا کہ ہماری بارہ، تیرہ میٹنگیں ہوئیں، اس میں کوئی اختلاف نہیں رانا صاحب ٹھیک کہتے ہیں۔۔۔

MR SPEAKER: Please be attentive, be attentive listen care fully.

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! جب ان بارہ تیرہ میٹنگز کا کوئی رزلٹ نہ نکلے اور وہ in vain چلی جائیں، وہ اوپر اوپر سے ہی نکل جائیں تو پھر ان بارہ تیرہ میٹنگز کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ دیکھیں آپ ہی اس اجلاس کو Chair کر رہے تھے اور میرے خیال میں رات کے 9 بج گئے تھے اور ہم نے وہ کیا لیکن ultimate اس کا رزلٹ یہ نکلا کہ حکومت نے جو delimitations کی ہوئی تھیں عدالتوں نے وہ خارج کر دیں۔ پھر جہاں سے کام شروع ہوا تھا ہم دوبارہ اسی point پر آ کر کھڑے ہو گئے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ صرف حکومت کے لئے embarrassment position نہیں ہے بلکہ ہم بھی اس ایوان کے ممبر ہیں۔ جب کسی ایم پی اے پر کوئی بات کی جائے گی تو اس میں یہ بات نہیں آئے گی کہ یہ PML(N) کا ایم پی اے ہے، یہ PTI کا ایم پی اے ہے، یہ PML(Q) کا ایم پی اے، یہ پیپلز پارٹی کا ایم پی اے یا جماعت اسلامی کا ہے۔ ایم پی اے تو ایم پی اے ہے چاہے وہ کسی بھی سیاسی پارٹی کا ہو۔ تو یہ سارے ایوان پر دھبہ لگتا ہے اس لئے میری گزارش ہے کہ اس میں جلد بازی نہ کی جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! آج کل سوشل میڈیا کا دور ہے تو ہم اس سے کیوں کترا رہے ہیں؟ یہ جو چھوٹی چھوٹی amendments ہیں میں پھر سے گزارش کر رہا ہوں کہ ہماری جو یہ چھوٹی چھوٹی amendments ہیں ان سے ہمارے common man اور ہمارے صوبے پر بہت دور رس نتائج پڑتے ہیں۔ اس وقت This House is representing 62 percent of the population. تو میری آپ کی وساطت سے یہ گزارش ہے کہ why not اس کی ایک ویب سائٹ بنا دیں اور میں یہ بڑا نیک نیتی کے ساتھ مشورہ دے رہا ہوں کہ اسے پاس کرنے سے پہلے اس ویب سائٹ پر لے آئیں اور جو لوگوں کی رائے ہے جن میں انجینئرز ہیں، ڈاکٹرز ہیں، اس میں لائرز ہیں، اس میں ینگ ڈاکٹرز ہیں، اس میں نرسز ہیں، اس میں ہیلتھ ورکرز ہیں، سول سوسائٹی بھی ہے، ہیومن رائٹس والے بھی ہیں وہ اسے دیکھ لیں اور وہ ویب سائٹ پر اپنی آراء دے دیں اور پھر ان آراء کو لے کر ہم ایوان کے اندر اسے debate کر لیں پھر اس پر ایک دن کی بجائے دو چار یا پانچ دن بات کر لیں چونکہ اس نے پورے پنجاب کو matter کرنا ہے۔ میری اتنی سی گزارش تھی کہ اسے جلد بازی میں نہ کریں کہیں یہ back fire ہو کر جس طرح گورنمنٹ اور ہمیں لوکل گورنمنٹ بل میں

face embarrassment کرنا پڑی اگر اس میں کوئی courts میں چلا گیا اور وہاں سے stay آ گیا تو پھر یہ ہمارے لئے باعث شرمندگی اور ندامت ہوگا۔

جناب سپیکر: ہم عدالتوں کا احترام کریں گے، عدالت کا حکم ہمارے سر آنکھوں پر۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! ہم ایسا کام ہی کیوں کریں کہ بعد میں احترام کرنا پڑے، ہم تھوڑا سا سیدھا کام کر لیں۔ بہت بہت۔ شکریہ

جناب سپیکر: لگتا نہیں کہ ایسا ہو۔بہت شکریہ۔جی لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اپوزیشن کے دوستوں نے جو ترمیم پیش کی ہے اس میں انہوں نے کہا تو یہ ہے کہ اس بل کو مشتہر کیا جائے اور 30۔اپریل تک آراء لی جائیں پھر اس کے بعد قانون سازی کی جائے۔

جناب سپیکر: ساتھ یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ آئین سے متصادم ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): انہوں نے اِدھر اُدھر کی باقی تو تمام باتیں کی ہیں لیکن انہوں نے اس پر کسی آئینی آرٹیکل کا کوئی حوالہ نہیں دیا بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے جو بات کی ہے وہ آئین سے متصادم ہے۔آئین میں باقاعدہ قانون سازی کا ایک طریق کار درج ہے اور اس طریق کار میں آئین میں کہیں یہ نہیں لکھا کہ یہ جو sovereign Houses ہیں صوبائی اسمبلیز ہیں، سینیٹ ہے اور قومی اسمبلی ہے یہ قانون سازی کرنے سے پہلے بل کو مشتہر کریں بلکہ آئین کا تقاضا اور آئین کی سکیم یہ ہے کہ ان اداروں میں جو لوگ بیٹھے ہیں دراصل وہی عوام کے نمائندے ہیں ان کی آراء ہی عوام کی آراء ہیں اس لئے آئین میں کوئی ایسا آرٹیکل یا کوئی ایسی شق ہے کہ جس کے تحت قانون سازی سے پہلے اس قسم کے اشتہار دینے کی ضرورت ہو اور نہ ہی یہ practicable ہے۔باقی انہوں نے لوکل گورنمنٹ بل کو بڑا discuss کیا ہے۔لوکل گورنمنٹ بل علیحدہ سے پاس ہو چکا ہے اور لوکل گورنمنٹ بل جس شکل میں، جس structure کے ساتھ اب پاس ہوا ہے اس میں یہ amendment بڑی ضروری ہے کیونکہ پہلے ڈسٹرکٹ ناظم کا ضلع میں status اور تھا اب وہ status تین چار جگہوں پر تقسیم ہوگا۔اگر شہری ایریا ہے تو ڈسٹرکٹ ناظم کی جگہ میئر ہوگا اگر رورل ایریا ہے تو وہاں پر ڈسٹرکٹ کونسل کا چیئرمین ہوگا پھر جو قصبے ہیں وہاں پر میونسل کمیٹیز ہوں گی

اس لئے اب ڈسٹرکٹ ناظم کی جگہ وہ اتھارٹی تین چار جگہوں پر تقسیم ہو گی۔اب یہ ممکن نہیں ہے کہ اب کسی کو وہی role دیا جائے جو کہ پہلے ڈسٹرکٹ ناظم کا تھا۔اس لئے یہ amendment ضروری ہے۔

جناب سپیکر! اپوزیشن کی جو بھی ترامیم ہیں یا ان کی رائے ہے اس کا پورا احترام ہے لیکن اب اس بات کا کیا کیا جائے کہ وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ آپ 36 اضلاع میں کر رہے ہیں۔یہ 36 اضلاع میں کیسے ہو گا؟ یعنی یہ اتھارٹی تو 36 اضلاع میں ہے ہی نہیں یہ تو صرف پانچ بڑے شہروں میں ہے اس لئے اس کا 36 اضلاع سے کوئی تعلق نہیں ہے۔باقی ان کی بات گھوم گھما کر میاں صاحبان پر آ جاتی ہے پھر وہ وہی بات دہرا دیتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: میں دونوں طرف گزارش کروں گا کہ یہاں لیڈر شپ کے بارے میں کوئی ایسی بات نہ کریں چونکہ اس سے دل آزاری ہوتی ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ/قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کے باوجود ہر بار یہی بات کہ میاں صاحب جان دیو ساڈی واری آن دیو۔ مجھے گاؤں کے اس میر زادے کی بات یاد آتی ہے جس نے اپنی ماں سے پوچھا تھا کہ اگر گاؤں کا نمبر دار نہ رہے تو پھر کیا بنے گا تو اس نے کہا تھا کہ پورا گاؤں بھی نہ رہے تو بیٹا تم نمبر دار نہیں بنو گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! بہت قانونی بات ہے، رانا صاحب جو کہہ رہے ہیں اور آپ نے بھی ارشاد فرمایا میرے خیال میں قائد ایوان اس ایوان کا حصہ ہیں۔اگر ہم ان پر بات نہیں کریں گے، ان کو criticize نہیں کریں گے، ان کے barriers ہیں ان کے جو اقدامات ہیں اگر ان پر یہاں بات نہیں ہو گی تو پھر کہاں بات ہو گی؟

جناب سپیکر: نہیں، civilized بات ہونی چاہئے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ بالکل قانونی بات ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب حکومت کے سربراہ ہیں اگر ہم ان کو یہاں criticize نہیں کر سکتے تو پھر کہاں جا کر کریں گے؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ نے میری بات ہی نہیں سنی۔ میں نے کہا ہے کہ ایک دوسرے کی قیادت کے بارے میں غلط الفاظ استعمال نہ کریں۔مہربانی۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): یہ ٹھیک ہے لیکن ہمیں تنقید سے کوئی نہیں روک سکتا۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That the Punjab Development of Cities (Amendment) Bill 2014 as recommended by Standing Committee on Housing, Urban Development and Public Health Engineering, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 30th April 2014."

(The motion was lost.)

Now the motion moved and the question is:

"That the Punjab Development of Cities (Amendment) Bill 2014 as recommended by Standing Committee on Housing, Urban Development and Public Health Engineering, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR. SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. There are four amendments in it. The first amendment is from Mian Mehmood ur Rasheed, Mr Muhammad Siddique Khan, Dr Murad Raas, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr Salah-ud-Din Khan, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak, Mr Abdul

Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth…

یہ تین حضرات اس میں بول نہیں پائیں گے۔

(Mr Khurram Shahzad, Mian Muhammad Aslam Iqbal & Sardar Ali Raza Khan Dreshak would not be able to speak on the current Bill.)

Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hassan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Dr Muhammad Afzal, Mr Ahmad Shah Khagga, Mrs Baasima Chaudhary and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

MR MUHAMMAD ARIF ABBASI: Sir, I move:

That in Clause 3 of the Bill, in proposed subsection (4) the Principal Act, for the rider Clause, the following be substituted:

"(4) The Authority shall consist of the following members and the Chairman who shall be the Mayor of a Metropolitan Corporation or the Chairman of the District Council; in the absence of the Mayor or the Chairman of the District Council, a Deputy Mayor or the Vice Chairman of Municipal Corporation shall act as the Chairman of the Authority."

MR. SPEAKER: The motion moved is:

That in Clause 3 of the Bill, in proposed subsection (4) the Principal Act, for the rider Clause, the following be substituted:

"(4) The Authority shall consist of the following members and the Chairman who shall be the

Mayor of a Metropolitan Corporation or the Chairman of the District Council; in the absence of the Mayor or the Chairman of the District Council, a Deputy Mayor or the Vice Chairman of Municipal Corporation shall act as the Chairman of the Authority."

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I oppose it.

جناب سپیکر: جی، عارف عباسی صاحب!

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! اس میں پھر وہی بات ہے کہ ہم جو قانون سازی کر رہے ہیں کیا یہ عوام کی بہتری کے لئے یا اپنے اختیارات بڑھانے کے لئے کر رہے ہیں، کیا کاروباری یا سیاسی مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے یہ قانون سازی کی جا رہی ہے یا عوام کی فلاح و بہبود اور بہتری کے لئے کی جا رہی ہے؟ آئین کے Article-140(A) میں تمام مالی، سیاسی اور انتظامی اختیارات نچلی سطح پر لوکل گورنمنٹ کو دینے کا کہا گیا ہے اور آئین کے تحت ہم اس کے پابند ہیں۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ ہم نیچے سے اختیارات چھین کر کیوں ایک شخص کو دے رہے ہیں؟ ہمارے وزیر اعلیٰ بہت محترم اور قابل احترام ہیں لیکن ان کے پاس اور بڑی ذمہ داریاں ہیں۔ وہ وزیر توانائی کا کردار بھی ادا کر رہے ہیں، وہ un-officially وزیر خارجہ کی ذمہ داریاں بھی نبھا رہے ہیں اور ادھر اُدھر آ جا رہے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کے پاس پنجاب حکومت کے بہت سے محکمے بھی ہیں اس لئے میں نہیں سمجھتا کہ جب وزیر اعلیٰ کو آپ اس اتھارٹی کا چیئرمین بنا رہے ہیں تو وہ اس کو properly deliver کر پائیں گے۔ اس ایوان کے [***] حکومتی ایم پی اے صاحبان بھی شاید ان سے مل نہیں پا رہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: .Order please. Order in the House ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کر دیا جائے۔ عباسی صاحب! یہ مناسب بات نہیں ہے۔

It would be better if you withdraw your words.

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کھڑی ہو گئیں اور
کہنا شروع کر دیا[**********]"

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں جو بات کر رہا ہوں وہ میں کروں گا باقی آپ کی مرضی ہے۔ اگر آپ یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتے ہیں تو یہ آپ کا اختیار ہے۔

جناب سپیکر: اگر حکومتی ممبران کی طرف سے یہی بات آپ سے کہی جائے تو پھر کیا کہیں گے ؟

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ایک مافیا بننے جارہا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: عارف عباسی صاحب! جو بات میں کہہ رہا ہوں اس کو سُننے کی کوشش کریں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! سٹیل مل پر پہلے ہی ایک مافیا کا قبضہ ہے۔ سٹیل، سیمنٹ، شوگر، پولٹری کی صنعتوں پر بھی مافیا بن چکے ہیں اور اب یہ اسی طرز کا ایک لینڈ مافیا بننے جارہا ہے۔ پورے پنجاب میں لینڈ مافیا بننے جارہا ہے۔

جناب سپیکر: عباسی صاحب! آپ کو تین منٹ سے زیادہ وقت نہیں ملے گا۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! آپ میری بات تو سُن لیں۔ آپ سُن تو لیں کہ میں کہنا کیا چاہ رہا ہوں؟

جناب سپیکر: کیا آپ میری بات سُن رہے ہیں؟

جناب محمد عارف عباسی: جی، میں آپ کی بات سُن رہا ہوں۔ اگر میں آپ کی بات نہیں سُنوں گا تو پھر کس کی سُنوں گا؟

کورم کی نشاندہی

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں کورم کی نشاندہی کرتا ہوں۔ کورم پورا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: کورم کی نشاندہی کی گئی ہے لہذا گنتی کی جائے (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)
کورم پورا نہ ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

---

* بحکم جناب سپیکر صفحہ نمبر 356 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

کورم پورا ہے، کارروائی شروع کی جاتی ہے۔ عباسی صاحب!چیئر کی طرف سے آپ کو کہا گیا تھا کہ آپ اپنے الفاظ واپس لیں لیکن آپ نے الفاظ واپس نہیں لئے۔ یہ بڑے افسوس کی بات ہے اور آئندہ سے آپ محتاط رہیے۔ اگر آپ نے آئندہ کوئی ایسی بات کی تو
I tell you, I shall not spare in future.

مسودہ قانون (ترمیم) شہری ترقی پنجاب ترقی مصدرہ 2014

(---جاری)

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میرا کوئی ایسا لفظ جس کے بارے میں آپ سمجھتے ہیں کہ وہ ٹھیک نہیں ہے تو اُس کو میں واپس لے لیتا ہوں لیکن being a Chief Minister انہوں نے جو باتیں کی ہیں میں نے اُس کے حوالے سے بات کی ہے اُن کی ذات کے حوالے سے کوئی ایسی بات نہیں کی۔ میں نے مافیا کے حوالے سے جو بات کی ہے اگر آپ اُس کے حوالے سے کہہ رہے ہیں تو مافیا بالکل بنے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، جی۔ آپ جلدی جلدی اپنی بات مکمل کریں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میری بات یہاں پر ختم ہوئی تھی کہ اس ملک میں چونکہ کافی سارے مافیاز اسی طرح بن چکے ہیں۔ شوگر، سٹیل، سیمنٹ، پولٹری کی صنعت اور دودھ پر بھی مافیا بن چکا ہے تو ہم سمجھتے ہیں کہ اس طرح کی قانون سازی کر کے ہم grass roots level پر حکومت کی طاقت سے لوگوں کے حقوق چھین رہے ہیں۔ حکومت عوام کی فلاح و بہبود، عوامی مسائل حل کرنے اور عوام کو services دینے کے لئے ہوتی ہے۔ آج آپ جو قانون سازی کر رہے ہیں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس قانون سے پنجاب کے عوام کو کوئی فائدہ پہنچے گا نہ یہ قانون اُن کی ضرورت ہے۔ یہ قانون شاید حکمرانوں کی ضرورت ہو اور اُن کے ذاتی مفادات شاید اس قانون کے ساتھ وابستہ ہوں جب کہ پنجاب کے عوام کا اس قانون کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ جیسا کہ وزیر قانون صاحب نے کہا کہ ہم نے یہاں پر بلدیات پر بات کی تو ہم نے بلدیات پر اس لئے بات کی تھی کہ آپ بلدیاتی اداروں کے اختیارات چھیننے جا رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اُس بل میں جان بوجھ کر یہاں پر ایسی شقیں ڈالی گئیں، اُس بل میں بدنیتی کی بنیاد پر ایسی قانون سازی کی گئی تاکہ یہ قانون عدالتوں میں جا کر چیلنج ہو اور بلدیاتی انتخابات سے ہماری جان چھوٹ جائے۔ ہم چیختے رہے کہ یہ بلدیاتی بل آئین کے خلاف ہے، یہ بلدیاتی بل عوام کے مفادات کے خلاف ہے لیکن اُس پر ہماری بات کسی نے نہیں سُنی۔ ہوا وہی جو خیال تھا اور جس خیال کو مدنظر رکھ کر وہ

قانون سازی کی گئی تھی تاکہ یہ ایکٹ عدالت میں چیلنج ہو اور انتخابات نہ کرانے پڑیں اور نچلی سطح پر اختیارات نہ دینے پڑیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ مسلم لیگ (ن) کی یہ روایت ہے کہ انہوں نے نچلی سطح پر منتخب نمائندوں کو کبھی بھی اختیارات نہیں دیئے۔ان کی ایک خاص قسم کی عادت ہے کہ بیوروکریسی کے ذریعے معاملات چلاتے ہیں۔

جناب سپیکر: عباسی صاحب!آپ پچھلی تاریخ پوری طرح پڑھتے ہیں، آپ ذرا پچھلی تاریخ دیکھیں؟

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں جہاں تک پڑھ سکتا ہوں پچھلی تاریخ بالکل پڑھتا ہوں۔ میں نے پچھلی تاریخ بھی دیکھی ہے اور پچھلے پانچ سال بھی دیکھے ہیں۔ مسلم لیگ (ن) کے منشور میں تھا کہ ہم چھ مہینے کے اندر اندر بلدیاتی الیکشن کرائیں گے لیکن انہوں نے ہر وہ حربہ استعمال کیا جس سے بلدیاتی الیکشن ملتوی کرنے پڑیں اور ابھی ہمیں نہیں پتا کہ ان پانچ سالوں میں بھی یہ بلدیاتی انتخابات ہوں گے یا نہیں؟ ہم تو یہاں پر لوگوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے آئے ہیں، ہم تو اپنے لوگوں کے حقوق کی بات کرنے کے لئے آئے ہیں، ہم اپنے لوگوں کے مسائل حل کرنے کے لئے آئے ہیں نہ کہ اُن کے مسائل بڑھانے کے لئے آئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بل ایک تو آئین کی Clause 140(A) کے بالکل متصادم ہے کہ آپ نے جو اختیارات نچلی سطح پر دینے ہیں وہ آپ اپنے چیف منسٹر کو دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر! دوسرا ہم سمجھتے ہیں کہ آپ لوگوں کی جائیدادوں اور اُن کے گھروں پر قبضہ کرنے کی ایک گھناؤنی سازش کر رہے ہیں۔ پچھلے سے پچھلے tenure میں بھی اس اسمبلی سے ایک بل پاس ہوا تھا کہ اگر ایک سوسائٹی 80 فیصد رقبہ خرید لیتی ہے تو 20 فیصد رقبہ acquire کرنے کا اُس کو حق دیا جاتا ہے تو اُس کے تحت ہم راولپنڈی والوں نے جو بُھگتا جس طرح لوگوں کے ساتھ ظلم و زیادتی ہوئی وہ بھی ریکارڈ پر ہے تو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اگر یہ بل پاس ہو گیا تو لوگوں کے مفادات کو زد پہنچے گی، لوگوں کو تکلیف ہو گی تو ہم لوگوں کی اس تکلیف کا حصہ نہیں بننا چاہتے اس لئے اس بل کی بھی بھرپور مذمت کرتے ہیں اور اگر آپ نے کوئی اتھارٹی بنانی ہے تو وہ ضلع کے منتخب نمائندوں کے نیچے بنائیں جو کہ مقامی لوگوں کو جواب دہ ہے اور لوگوں کی اُن تک approach ہے۔ اب نیچے لوگوں پر جو ظلم و ستم ہو گا تو وزیراعلیٰ صاحب تک کون پہنچ سکے گا تو اس لئے ہماری گزارش ہے کہ ہماری اس ترمیم کو منظور کیا جائے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، جناب سبطین خان صاحب!

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! ہماری amendment یہ ہے کہ:

The Authority shall consist of the Chairman, who shall be the Chief Minister or any other person nominated by him and the following members...

اس میں following members کی formation دی ہوئی ہے۔اس پر ہمارا اعتراض یہ ہے کہ ہمیں یہ feelings ہیں کہ لوکل گورنمنٹ کے انتخابات جب بھی ہوں گے تو اُس میں جہاں میئر یا ضلع چیئر مین حزب اختلاف کے بن جائیں گے تو اُن کو روکنے کے لئے انہوں نے یہ amendment دی ہے کہ چیف منسٹر صاحب یا اُن کے nominated person as a Chairman فرائض انجام دیں گے۔اگر یہاں پر چیف منسٹر کے ساتھ متعلقہ میئر یا متعلقہ چیئر مین ضلع کونسل ہو جاتا تو اُس میں تھوڑی سی نیک نیتی جھلکتی۔یہ ہماری amendment ہے اور چیف منسٹر کی حد تک تو چلیں ایک logic سمجھ آتا ہے لیکن nominated? Why any other person جب ایک منتخب میئر ہے یا ضلع کونسل کا ایک چیئر مین ہے تو پھر کم از کم اُس کو تو موقع دیا جائے نہ کہ وہاں پر اپنے من پسند بندے لائے جائیں۔Clause 3(4) میں ہماری گزارش یہ ہے اور جس طرح آپ نے بھی کہا اور اس بات پر ہمارا سو فیصد اتفاق ہے اور آج نو دس مہینے ہو گئے ہیں کہ یہ معزز ایوان بڑے اچھے طریقے سے چل رہا ہے تو ہمیں ان روایات کا پاس رکھنا چاہئے اور ہمیں اپنی top leadership کے نام نہیں لینے چاہئیں اور undue criticism نہیں کرنی چاہئے اس بات پر آپ کے ساتھ ہمارا بالکل اتفاق ہے کہ ہمیں ایک رواداری رکھنی چاہئے۔آج social media vibrant media and کا دور ہے۔یہاں پر ہماری جو cross talk ہوتی ہے اور ہم یہاں پر لڑائیوں والے actions کر کے ایک دوسرے کو دکھا رہے ہیں تو یہ ہمارے MPA's کی insult ہے اور اس سے باہر کی دنیا میں ہمارا کیا impression جائے گا تو آپ کے ساتھ میرا تو اتفاق ہے کہ ہمیں رواداری کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔باقی یہ جو Clause-3(4) ہے جیسے آپ کو بھی پتا ہے کہ ہمارے Honourable Chief Minister is fully busy. He seems to be a busy personality. تو اُس میں یہ دیکھیں کہ انہوں نے international tours کرنے ہیں، کہیں بجلی، گیس اور اسی طرح بہت ساری چیزوں کے حوالے سے اُن کی مصروفیات ہیں اور وہ اپنے صوبہ کے حوالے سے جو بھی کر رہے ہیں وہ یقیناً good faith میں کر رہے ہوں گے ناں، ہم کوئی ایسی بات نہیں کرتے لیکن میں یہاں پر ایک فقرہ کہنا چاہوں گا کہ یہ Autocratic style of retaining power as according to us, it is undemocratic. میں اس میں صرف یہ کہوں گا کہ So, democracy needs

delegating and devolution of powers. تو ہم constitution کو violate نہیں کر رہے بلکہ ہم constitution پر ہی چلنے کی کوشش کر رہے ہیں بلکہ ہمیں حزب اقتدار بار بار دھکا دے کر constitution سے ہٹانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اگر اس میں یہ amendment ہوتی نہ کہ اس میں یہ یہ formation ہو گی اور جب لوکل گورنمنٹ کے انتخابات ہو جائیں گے تو Then the elected Mayor or Chairman of the District Council would head this Authority. تو پھر چلیں ایک logic سمجھ میں آتی تھی کہ جب تک الیکشن نہیں ہو گا This is the temporary face. لیکن بات یہ ہے کہ ہم ایک طرف decentralization of powers کا نعرہ لگا رہے ہیں اور اُدھر ہم اُس decentralization of power کو centralization of power کی طرف لے کے جا رہے ہیں تو ہمارے قول و فعل میں بہت سارا تضاد ہے تو آپ کی وساطت سے وزیر قانون صاحب سے میری یہ گزارش ہے کہ اس کو اتنا personal نہ لیں۔ اگر حزب اختلاف کی طرف سے ایک اچھی تجویز ہے تو اُس سے یہ ہو گا کہ consistency بھی prevail کرے گی اور اُن کو کنٹرول کرنے کی ultimate authority تو وزیر اعلیٰ اور اُن کی ٹیم کے پاس ہی ہے لیکن آپ ایک منتخب میئر اور اُس کو اُس کے ایک basic right سے بھی deprive کر رہے ہیں کہ اُس کے پاس اتنی authority بھی نہ ہو کہ وہ جس کسی بڑے شہر کا میئر ہے وہ independently کام کر سکے بلکہ اوپر سے اُس کو dictation آ جائے اور اُس dictation کے تحت اُس کا کام وہیں stagnant ہو جائے تو میری تو اتنی سی amendment ہے کہ Chief Minister is the Chief Executive of the province. وہ ایوان میں بے شک نہ بھی آئیں۔

He is Chief Executive Means Chief Executive and he is the Controlling Authority. He is the Big Boss of the Province

تو why to come in these small authorities یہ میئر کا کام ہے، یہ چیئرمین ڈسٹرکٹ کونسل کا کام ہے۔ Let it be with them جب وہ ہر چیز کو monitor کر سکتے ہیں اور جب ان کے پاس پوری powers اور authorities ہیں تو میرا خیال ہے کہ یہ بہت چھوٹی amendments ہیں اور اس پر چیف منسٹر صاحب کے لیول کے مطابق نہیں ہیں۔ اس کے ساتھ ہی میں اپنی بات ختم کرتا ہوں کیونکہ میں آپ کا وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، رانا صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ/قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اپوزیشن نے اس میں جو ترمیم دی ہے انہوں نے یہ کہا ہے کہ:

"The Authority shall consist of the following members and the Chairman who shall be the Mayor of a Metropolitan Corporation..."

تو پورے صوبہ میں ایک ہی میٹروپولیٹن کارپوریشن ہے جو لاہور کی ہے۔

"..or the Chairman of the District Council;"

اب باقی جو چار Authorities فیصل آباد، ملتان، گوجرانوالہ اور راولپنڈی ہیں۔ وہاں پر جو میٹروپولیٹن کارپوریشن ہی نہیں وہاں تو میونسپل کارپوریشنز ہیں۔ ان کی اس تجویز کو اگر شامل کر لیا جائے تو وہاں پر پھر ڈسٹرکٹ کونسل کے چیئرمین اس Authority کے چیئرمین بن جائیں گے جبکہ یہ Authorities صرف اور صرف urban areas کے لئے ہیں۔ یہ پھر کیسے possible ہو سکتا ہے کہ فیصل آباد کے میئر کے بجائے ڈسٹرکٹ کونسل کے چیئرمین کو اس Authority میں لے لیا جائے۔ یہ technically ہی practicable نہیں ہے۔ میرا خیال ہے انہوں نے جس بندے کو یہ ترامیم بنانے کے لئے رکھا ہوا ہے، اس کی جا کر خبر لیں اور اس سے کہیں کہ وہ ترتیب دیتے وقت کم از کم Act کو دیکھ لیا کرے۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

That in Clause 3 of the Bill, in the proposed subsection (4) of the Principal Act, for the rider Clause, the following be substituted:

"(4) The Authority shall consist of the following members and the Chairman who shall be the Mayor of a Metropolitan Corporation or the Chairman of the District Council; in the absence of the Mayor or the Chairman of the District Council, a Deputy Mayor or the Vice Chairman of Municipal Corporation shall act as the Chairman of the Authority."

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: The second amendment is from Mian Mehmood-ur-Rasheed, Mr Muhammad Siddique Khan, Dr Murad Raas, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr Salah-ud-Din Khan, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth, Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hassan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Dr Muhammad Afzal, Mr Ahmad Shah Khagga, Mrs Baasima Chaudhary, Ms Jayeda Khalid Khan and Dr. Syed Waseem Akhtar. Who is to move it?

MS NABILA HAKIM ALI KHAN: Sir, I move:

> "That in Clause 3 of the Bill, for para (a) of the proposed subsection (4) of the Principal Act, the following be substituted:-
>
> "(a) four members of the Provincial Assembly of the Punjab, including at least one member from the Opposition, if there be any, and one woman member, to be nominated by the Speaker in consultation with the Leader of the House and Leader of Opposition;"

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That in Clause 3 of the Bill, for para (a) of the proposed subsection (4) of the Principal Act, the following be substituted:-

"(a) four members of the Provincial Assembly of the Punjab, including at least one member from the Opposition, if there be any, and one woman member, to be nominated by the Speaker in consultation with the Leader of the House and Leader of Opposition;"

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

MR SPEAKER: Please carry on.

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! جب قوانین بنائے جاتے ہیں تو اس وقت سب سے پہلے اس بات کا خیال رکھا جاتا ہے کہ قانون ایسا ہو جس میں تمام لوگوں کی نمائندگی ہو۔ آج ہم ایوان میں بیٹھے ہیں اور یہاں پر جس طرح اپوزیشن کو بات کرنے کا موقع دیا جاتا ہے اسی طرح میرا خیال ہے کہ ہر قانون کو بناتے وقت بھی ان ہی چیزوں کا خیال رکھا جانا بہت ضروری ہے تا کہ ایک comprehensive اور بہتر قانون سازی کی جا سکے۔ مجھے اس بات کی کبھی سمجھ نہیں آ سکی ہم یہاں ایوان میں سب کو ساتھ لے کر چلنے کی باتیں کرتے ہیں، کیا یہ صرف نعرے بازیوں کی حد تک ہونا چاہئے؟ یہ کون سی روایت کو ہم جنم دے رہے ہیں یہ کون سا طریق کار ہے جس کو ہم adopt کر رہے ہیں؟ ہمیشہ اصلاح کے لئے consensus اور مشاورت کی ضرورت ہوتی ہے اور ہم اس وقت تک اپنی اصلاح نہیں کر سکتے جب تک ہم consensus یا مشاورت نہیں کرتے۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ جب ہم اپنی اصلاح کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے ہمیں پہلے اس کی نیت کرنی پڑتی ہے، جب ہم خود چاہیں گے تو ہی ہماری اصلاح ہو سکتی ہے۔ ہم اپنے صوبے کی بہتری کے لئے ایک قدم ڈویلپمنٹ کی طرف بڑھا رہے ہیں۔ حکومتی بنچوں کی طرف سے بار بار اس بات کا اظہار کیا جاتا ہے کہ ہمارا مقصد اپوزیشن کو ساتھ لے کر چلنا ہے، ہم تو Standing Committees میں بھی نمائندگی دے رہے ہیں، ہم تو ایوان میں بھی آپ کو بات کرنے کی اجازت دے رہے ہیں۔ پھر یہ قانون بناتے وقت اپوزیشن کہاں گئی؟ ایک اتھارٹی بنائی جا رہی ہے کیا یہاں پر اپوزیشن کی نمائندگی ضروری نہیں ہے، یہ کون سا طریقہ ہے؟

جناب سپیکر: محترمہ! یہ ہم پوچھ لیں گے۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! ہم ایوان کے ممبران ہیں۔اسمبلی سے nomination ہو رہی ہے اور اپوزیشن کا کوئی نمائندہ اس میں شامل نہیں کیا جارہاہے۔پہلے ہم نے باتیں کی ہیں کہ authorities بنا کر کون سے حقوق ہیں جو نیچے جانے چاہئیں۔کن کے حقوق ہیں جن کو ہم غصب کرنے جارہے ہیں؟اب تو بات اسمبلی میں بیٹھے ہوئے ممبران کی ہے اور یہ ہمارے اپنے حق کی بات ہے۔ہمیں اپنے حق کے لئے صرف بات کرنی نہیں چاہئے بلکہ جو بات ہم آپ سے کررہے ہیں اور آپ ایوان کے custodian ہیں اور آپ کو بھی بلاشبہ اپنی رائے اس میں شامل کرنی چاہئے کیونکہ یہ ایک اہم point ہے جس پر آج میں بات کر رہی ہوں۔میں تمام ایوان کی بھی توجہ چاہتی ہوں کہ اس میں اپوزیشن کی نمائندگی ہو جہاں پر ہم نے سول سوسائٹی کی بات کی ہے یہ عوام کا حق بھی ہے عوام سے consultation کرنی ضروری تھی وہاں پر اس ایوان کو نمائندگی بھی دینی چاہئے۔یہ کون سا طریقہ ہے کہ ہم اتھارٹی بنارہے ہیں اور اس میں ہم اپوزیشن کے نمائندے کا کہیں کوئی ذکر نہیں کر رہے۔میں سمجھتی ہوں کہ کبھی بھی کوئی نظام اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتا جب تک ہم اس کی بہتری کے لئے اور اچھی قانون سازی کے لئے تمام لوگوں کی مشاورت اس میں شامل نہ کریں اور سب کی رائے اس میں شامل ہونی چاہئے۔اسی طرح میری گزارش ہو گی کہ اس میں اپوزیشن کو بھی نمائندگی دی جائے۔بہت شکریہ

جناب سپیکر: شُنیلا رُوت صاحبہ!

محترمہ شنیلہ رُوت: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔میں اس Clause پر اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہتی ہوں کہ:

That in Clause 3 of the Bill, for para (A) of the purposed sub- section (4) of the Principal Act, the following be substituted :

(a) four members of the Provincial Assembly of the Punjab, including at least one member from the Opposition, if there be any, and one woman member, to be nominated by the Speaker in consultation with the Leader of the House and Leader of Opposition."

جناب سپیکر! میں اس میں یہ بات بڑے افسوس اور احترام کے ساتھ کہنا چاہتی ہوں کہ پاکستان میں اور خصوصاً پنجاب میں تقریباً پانچ فیصد minorities رہتی ہیں اور جب ہم یہ اتھارٹیز بناتے ہیں یا Standing Committees کا تعین کرتے ہیں تو ہم ان کو بالکل بھول جاتے ہیں کہ یہاں پر بسنے والی اقلیتوں کے بھی کچھ حقوق ہیں ان کو بھی ہم نے ساتھ لے کر چلنا ہے اور وہ ایک کمزور آواز ہوتی ہے ان کو ہم بالکل بھی اپنے ساتھ لے کر چلنا پسند نہیں کرتے۔یہی کچھ اس Bill کے ساتھ ہوا ہے اس Bill میں Standing Committee میں کوئی minority کا بندہ نہیں تھا اس لئے ان کے حقوق کا بالکل ذکر نہیں کیا اور جب ہم اس committee کو constitute کر رہے ہیں اس کو تشکیل دے رہے ہیں۔اس میں نہ صرف اپوزیشن کی نمائندگی ضروری ہے بلکہ اس میں دو خواتین بھی ہونی چاہئیں اور پنجاب میں خواتین کی تعداد پانچ کروڑ ہے اور خاتون آپ نے صرف ایک رکھی ہے۔میں سمجھتی ہوں کہ دو خواتین ہونی چاہئیں اور minority سے بھی ایک ممبر ہونا چاہئے تاکہ اقلیتوں کے جو تحفظات ہیں ان کو دیکھا جاسکے اور ان کے اوپر بات کی جاسکے۔میں بہت دیر سے یہ دیکھ رہی ہوں کہ جہاں بھی ہم نے اتھارٹیز بنائی ہیں وہاں پر ہم نے minorities کو نظر انداز کیا ہے اور اس وجہ سے ہم کو بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو میں یہ addition کرنا چاہوں گی کہ:

One member from minority community and at least two women members should be part of this Authority.

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ/قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس میں یہی عرض کروں گا کہ تین ممبرز کو اس اتھارٹی کا حصہ بنایا گیا ہے اس میں ایک خاتون ہے اور خواتین کی جو representation اور proportion ہے اس کے مطابق ہے۔اس میں کوئی قدغن نہیں ہے اور اس معزز ایوان میں جتنے بھی ممبران بیٹھے ہیں چاہے ان میں سے کسی کا تعلق اپوزیشن سے ہے، treasury سے یا minority سے ہے تو یہاں پر کوئی اس قسم کی قدغن نہیں ہے کہ کس کو شامل کیا جاسکتا ہے، کس کو نہیں کیا جاسکتا ہے؟ Any member of the House ان تینوں میں سے نامزد ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! اب ہم پوچھ لیتے ہیں کہ کیا سپیکر کو یہ اختیار ہونا چاہئے یا نہیں کیونکہ آپ جمہوریت پر تو یقین رکھتی ہیں؟ ابھی میں question put کرتا ہوں اس کے بعد جواب آ جائے گا۔آپ جو

amendmentدے رہی ہیں اس کے مطابق ہوا اور آواز زیادہ ہوئی تو پھر آپ کے حق میں ہو جائے گا۔

The amendment moved and the question is:

That in Clause 3 of the Bill for para (a) of the purposed sub- section (4) of the Principal Act, the following be substituted:

"(a) four members of the Provincial Assembly of the Punjab, including at least one member from the Opposition, if there be any, and one woman member, to be nominated by the Speaker in consultation with the Leader of the House and Leader of Opposition."

(The motion was lost.)

جناب سپیکر: ایوان کا وقت دس منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ دونوں next amendments identical ہیں ان amendments کے جو پہلی دو amendments vote out ہوئی ہیں۔

MR SPEAKER: Since these amendments are identical, substantial to the first amendment in Clause 3 which has been lost, therefore, the same are inadmissible under rule 106(b) of 98(4) and these are ruled out of order.

Now, the motion moved and the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ Clause 5 میں جو amendment ہے اس میں اس amendment کے ذریعے کہا گیا ہے۔۔۔

CLAUSE 5

MR SPEAKER: What happened to Clause 6? Let me do it. Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! Clause 6 میں جو amendment اپوزیشن کے معزز ممبران نے دی ہے اس میں انہوں نے یہ کہا ہے کہ جو زمین acquire کی جائے تو وہ مارکیٹ پرائس کے اوپر کی جائے۔ اس سلسلے میں اتھارٹی ایکٹ کے تحت Acquisition Act کا اطلاق اس پر ہوتا ہے اور یہ Acquisition Act میں already موجود ہے کہ compensation مارکیٹ پرائس کے مطابق ہی ہو گی۔

جناب سپیکر: تو پھر اس کو آپ withdraw کر لیں۔ آپ withdraw کر لیں یہ آپ کے لئے بہتر رہے گا۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں اس پر بات کرنا چاہوں گی۔

جناب سپیکر: آپ ایک بات کریں۔ بات تو آپ اس وقت کریں گے جب اس کو withdraw نہیں کریں گے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ہم اس کو withdraw نہیں کریں گے۔

محترمہ شنیلہ رُوت: ہم اس کو withdraw نہیں کرنا چاہتے۔

جناب سپیکر: جی، وہ اس کو withdraw نہیں کرنا چاہتے۔

CLAUSE 6

MR SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it, the amendment is from Mian Mehmood-ur-

Rasheed, Mr Muhammad Siddique Khan, Dr Murad Raas, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr Salah-ud-Din Khan, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth, Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hassan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Dr Muhammad Afzal, Mr Ahmad Shah Khagga, Mrs Baasima Chaudhary, Ms Jayeda Khalid Khan and Dr. Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it?

DR. SYED WASEEM AKHTAR: I move:

> That in Clause 6 of the Bill, in the proposed Section 24 of the Principal Act, the following proviso be added at the end:
>
> "Provided that the compensation for the land or property so acquired, shall be paid in accordance with the prevailing market price."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> That in Clause 6 of the Bill, in the proposed Section 24 of the Principal Act, the following proviso be added at the end:
>
> "Provided that the compensation for the land or property so acquired, shall be paid in accordance with the prevailing market price."

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I oppose with the observation that market prices already there in law.

جناب سپیکر: پھر کیا ضرورت ہے؟

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں نے اس پر بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: جی، اُن کو بات کر لینے دیں۔ آپ کی جو بات تھی وہ انہوں نے پہلے ہی منظور کی ہوئی ہے۔ اب آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟ .Time is short

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! رانا صاحب اس کو explain کر دیں کہ کیسے مارکیٹ پرائس ہے؟ وجہ یہ ہے کہ ہم بھی اس ملک کے اندر اور پنجاب کے اندر رہتے ہیں اور سارے process کو ہم دیکھتے ہیں۔

جناب سپیکر: کیا کوئی ambiguity ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میری بات سن لیں۔ گزارش یہ ہے کہ آئے روز یہ جھگڑے ہمارے پاس آئے رہتے ہیں اور اس وقت بھی رحیم یار خان کے اندر میں مثال دے کر عرض کروں گا کہ منصور باجوہ حکومت پنجاب کے سیکرٹری رہے ہیں اُن کی پراپرٹی وہاں پر acquire ہوئی ہے اور کوئی چار سال گزر گئے ہیں لیکن یہی جھگڑا چل رہا ہے کیونکہ مارکیٹ پرائس کے مطابق ان کو payment نہیں ہو رہی۔ میں خود اُن کو لے کر کمشنر بہاولپور کے پاس گیا اور وہاں پر بڑی لمبی بحث ہوئی پھر کمشنر صاحب نے agree کیا کہ میں واپس بھیجتا ہوں اور ڈی سی او سے کہتا ہوں کہ اس کو درست کرے لیکن تاحال اس سلسلے میں کچھ نہیں ہو سکا۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ جب اختیارات آپ بیوروکریسی کو دے دیں گے تو اس کے نتیجے میں یہی کچھ ہوتا ہے۔ میں ایوان کے تمام ممبران کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ یہ ٹھیک ہے کہ جب قانون سازی ہو رہی ہوتی ہے تو یہ آپ کا حق ہے کیونکہ آپ حکومتی پارٹی میں ہیں اور جب رانا صاحب ہاتھ ایسے اونچا کریں گے تو آپ سب نے "ہاں" کہنی ہے۔ یہ اپنی جگہ بات درست ہے۔

جناب سپیکر: آپ یہ clear کریں۔ کہیں رانا صاحب کے حوالے سے آپ میری بات تو نہیں کر رہے ہیں؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں رانا ثناء اللہ صاحب کی بات کر رہا ہوں۔ میں آپ کے توسط سے ایوان کے ممبران کو یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ افسوسناک بات یہ اس حوالے سے ہے کہ حکومتی بنچوں پر بیٹھے دوست اس Bill کو پڑھتے ہی نہیں ہیں اور کچھ بھی نہیں دیکھتے کہ کیا ہو رہا ہے۔ انہیں معلوم ہے کہ رانا ثناء اللہ صاحب نے جب ہاتھ کھڑا کرنا ہے تو ہم نے "eyes" کہنا ہے۔ میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ جب آپ اس Bill کو پاس کر رہے ہیں تو عملی مشکل کیا ہے؟ اب خدانخواستہ کوئی ایسا موقع آ گیا ہے کہ آپ میں سے خواتین یا مرد ممبران کی پراپرٹی کسی گورنمنٹ اتھارٹی میں کسی purpose کے لئے acquire ہو گی تو اُس وقت جب وہ آپ کو اپنی مرضی کی پرائس دیں گے تو پھر آپ چیخیں گے کہ مارکیٹ پرائس تو یہ بنتی ہے لیکن گورنمنٹ ہمیں یہ پرائس دے رہی ہے۔ ان چیزوں کو دیکھنے، پڑھنے اور سوچ سمجھ پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ اس طرح کی قانون سازی basic human rights کے بھی خلاف ہے کہ آپ کسی کی پراپرٹی لے لیتے ہیں اور اپنی مرضی کی پرائس اسے دے دیتے ہیں جبکہ مارکیٹ میں اس کو زیادہ پرائس مل سکتی ہے۔ ہم نے اس میں amendment جو دی ہے وہ صرف اسی حوالے سے ہے کہ اس میں آپ باقاعدہ مارکیٹ پرائس کو incorporate کر دیں تاکہ اگر کل کو آپ بھی رگڑے میں آ گئے تو آپ کا حق بھی اس میں مارا نہیں جا سکے گا۔ اس قانون کو اس حوالے سے بالکل clear ہونا چاہئے اس لئے میں بہت ہی ادب سے رانا ثناء اللہ صاحب سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ اس کی وضاحت کر دیں کہ یہ کیسے ہے اور کیا اس طرح کی باقاعدہ practice ہو رہی ہے کہ مارکیٹ پرائس جو لوگوں کو دی جاتی ہے کیونکہ میں بہاولپور سے منتخب ہو کر آیا ہوں تو وہاں سڑک extend کرنے کے لئے بھی پراپرٹی acquire کی گئی ہے۔ اسی طرح میں نے رحیم یار خان میں ایک ریٹائرڈ گورنمنٹ کے سیکرٹری کی آپ کو مثال دی ہے کہ وہ اس چکر میں پھنسا پڑا ہے۔

جناب سپیکر: ایوان کا وقت آدھ گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اگر رانا صاحب explain کر دیں گے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ یہ explain کر دیں کہ لوگوں کو right کے مطابق ان کی زمین acquire کرتے وقت اُن کو مارکیٹ پرائس دی جائے تو یہ بہت مناسب ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ شُنیلا رُوت صاحبہ!

MS SHUNILA RUTH: Sir, I would like to once again we reiterate what but I said earlier

کہ اس قسم کے قانون جو ہم بنانے جا رہے ہیں یہ ایسے لگتا ہے کہ ہر کسی سے جینے کا حق بھی ہم چھیننا چاہ رہے ہیں۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ یہ بل پاس کرکے، وہ جو لینڈ مافیا ہے، جو پہلے ہی ہمارے ملک میں exist کرتا ہے اور پنجاب میں تو بڑی بہتات میں exist کرتا ہے تو انہیں ایک اور سرٹیفکیٹ دینے کے لئے جا رہے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہت غلط بات ہے اور ہم minorities اور اقلیتیں یہ بھگت چکی ہیں۔ جیسے راناصاحب نے کہا کہ یہ پہلے ہی قانون موجود ہے تو میرے علم میں ہے کہ یہ قانون موجود ہے اور ہم اس کا خمیازہ پہلے ہی بھگت چکے ہیں اور اب بھی ہماری minorities کی properties جو حکومت release نہیں کر رہی اور یہ بل پاس کر کے تو ہم انہیں ایک اور سرٹیفکیٹ دے رہے ہیں۔ میں چاہتی ہوں کہ اس بل کے ساتھ ساتھ یہ لائن ضرور add کی جائے کہ:

> However the properties of religious minorities used for promotion of the religious purposes will not be effected by this law

کیونکہ اگر یہ کوئی گرجا گھر ہے، کوئی سکول ہے یا کوئی ہسپتال ہے تو حکومت کو یہ اجازت نہیں ہونی چاہئے کہ وہ ان کی properties پر قبضہ کر لے اور پھر ان کا جو دل چاہے، چاہے وہاں پر پارکنگ پلازہ بنا دے یا کوئی اور کام کر لے، جو ویلفئیر کی جگہ ہیں، کمیونٹیز کی جگہ ہیں، چاہے وہ عیسائیوں کی ہیں یا ہندوؤں کی ہیں یا سکھوں کی، سکھوں کی properties کے ساتھ حکومت پہلے ہی بہت کھیل کھیل رہی ہے، جب دل چاہتا ہے ان کو بیچ دیتے ہیں اور جب دل چاہتا ہے انہیں نیلام کر دیتے ہیں کیونکہ وہ ایک کمزور کمیونٹی ہے اس لئے وہ خاموش ہو جاتی ہے۔ ہمیں ڈر ہے اور ہمیں اس بات کا اندیشہ ہے کہ اس کی وجہ سے ہمارے جو ادارے اور properties ہیں ان پر بھی حکومت ہاتھ ڈالے گی اور ہم اس کی اجازت نہیں دیں گے لہذا مہربانی کرکے اس میں یہ Clause add کی جائے کہ:

> However the properties of religious minorities used for promotion of the religious purposes will not be effected this land.

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کی amendment تو اس میں نہیں ہے۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! یہ میری گزارش ہے۔

جناب سپیکر: جناب محمد سبطین خان صاحب!

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! ہماری یہ جو ترمیم ہے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جس طرح رانا صاحب نے کہا کہ prevailing مارکیٹ پرائس اس پر لکھی گئی ہے لیکن ہمارا جو ماضی کا تجربہ ہے وہ رانا ثناء اللہ صاحب کی بات کی نفی کرتا ہے۔ ہمارے میانوالی شہر میں ایک چشمہ بیراج early 1970 میں بنا تھا اس وقت بھی یہی کہا گیا تھا یا متبادل زمین دی جائے گی مگر آج تک۔۔۔

جناب سپیکر: سبطین صاحب! 1970 والے میرے خیال میں سارے ہی اسی لئے چلے گئے ہیں۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! قانون تو ادھر ہی ہے (قہقہہ)

اس وقت بھی یہی کہا گیا تھا کہ یا انہیں compensation دی جائے گی یا متبادل زمین دی جائے گی۔ آج رانا صاحب کی سربراہی میں آپ ایک کمیٹی بنا دیں اور کالونیز ڈیپارٹمنٹ ریونیو بورڈ سے ریکارڈ نکلوا لیں۔ آج تک ان کی تاریخیں چل رہی ہیں اور آج تک وہ 1970 early issue والا settle down نہیں ہوا۔ اب ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ جو 6 Clause میں ہم نے ترمیم دی ہے تو میری رائے میں it is un-Islamic, un-ethical and morally wrong اس کے reasons بھی ہیں۔ اب ایک بات ہے کہ میری ایک چیز ہے، میری پراپرٹی ہے، چلیں حکومت کو ایک upper edge ہونا چاہئے اور ہوتا بھی ہے کہ اگر وہ کسی اچھے کام کے لئے میری زمین یا میری جائیداد لینا چاہتی ہے تو at least اسے time limit دیا جائے، میری پراپرٹی lets suppose ایک لاکھ روپے کی ہے، آپ مارکیٹ پرائس پر وہ payment کرتے کرتے ایک لاکھ روپے مجھے واپس کرتے ہیں بیس سال بعد اور کہتے یہ ہیں کہ ہم نے تو مارکیٹ پرائس دے دی، اس وقت اس کی قیمت ایک لاکھ روپے تھی۔ معذرت کے ساتھ میری بات کو غلط sense میں مت لیا جائے جیسے انگریزی کی ایک مثال ہے کہ:

> Three wolfs and the sheep sitting together and deciding
> what to take at dinner

تو اب یہ سمجھنے کی بات ہے، یہ کمزور اور طاقتور کے درمیان کیونکہ حکومت ہمیشہ طاقتور ہوتی ہے، کمزور وہ بندہ ہوتا ہے جس سے زمین لی جاتی ہے، اس کی کوئی limit بنائیں اور جو اس کی مارکیٹ پرائس ہے وہ انہیں وقت پر ملنی چاہئے۔ میں تو خود اس چیز کا victim ہوں کہ میری inherited property باپ دادا کی

پراپرٹی، کوئی الاٹمنٹ والی پراپرٹی نہیں ہے، میری 38 کنال اراضی گلبرگ میں پڑی ہے جو میرے مرحوم دادا نے خریدی تھی اور آج تک اس پر کچی آبادی declare کرنے کی کوشش کی گئی، ہمیں آج تک اس کی متبادل زمین ملی نہ ہمیں اس کے متبادل کوئی قیمت ملی، یہ ریکارڈ پر ہے اور آپ ریکارڈ چیک کروائیں۔ اگر میری بات غلط ہے تو مجھے اس کی سزا دی جائے۔ ہم جو parliament House میں بیٹھے ہیں، ہمیں سمجھایہ جاتا ہے کہ ہم privileged class سے belong کرتے ہیں کیونکہ آپ کی وساطت سے ہماری جو آواز ہے وہ حکومت کے کانوں تک پہنچتی ہے تو جب privileged class کی یہ مثال ہے تو جن کی اتنی کوئی آواز نہیں ہے تو پھر ان پر تو وہی مثال ہے نہ کہ:

Three wolfs and a sheep sitting together and deciding what to take at dinner.

تو اس میں آپ دیکھیں تو sheep بے چاری کی کیا حالت ہو گی، wolfs کیا کریں گے؟ طاقتور طاقتور ہوتا ہے but ان چیزوں کو ہمیں define کرنا چاہئے۔ میں نے پہلے بھی گزارش کی ہے کہ ان کے بڑے land marking نتائج آتے ہیں، پنجاب پر آتے ہیں، کل عوام ہمیں بھی پوچھے گی کہ ہم بھی پچاس پچاس، ساٹھ ساٹھ ہزار ووٹ لے کر اس معزز ایوان میں آئے بیٹھے ہیں تو ہمیں بھی لوگ پوچھیں گے کہ یار مان لیا کہ حکومت نے آپ کی بات نہیں سنی لیکن آپ نے اس پر agitate کیا کیا، آپ نے اپنا ریکارڈ کیا کرایا اور آپ نے اپنے concerns کیا ریکارڈ کرائے؟ آپ نے پنجاب کے عوام کی پریشانیوں کی کیا نشاندہی کروائی اور کیا آپ نے یہ چیزیں کیں؟ ہم نے اپنا حق ادا کرنا ہے اور آپ کی مہربانی ہے کہ آپ اپوزیشن کو پورا ٹائم دیتے ہیں۔ ہم اپنا حق ادا کریں گے آگے حکومت کی مرضی ہے کہ وہ جو کام کرے۔ شکریہ

MR SPEAKER: You have tried to fetch at least heal..

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! مہربانی۔

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ/قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جو بات میرے بھائی سبطین خان صاحب نے کی ہے تو وہ implementation اور یعنی بعد میں جو معاملات ہوتے ہیں، ان سے متعلق کی ہے۔ انہوں نے اس لاء کی نہ تو کوئی ترمیم purpose کی ہے اور نہ ہی اس میں کوئی نقص identify کیا ہے۔ جب ایوارڈ ہوتا ہے تو لوگ عدالتوں میں چلے جاتے ہیں اور وہاں پر اس بات پر جھگڑا ہوتا ہے کہ یہ title درست نہیں ہے، میں بھی اس میں حصہ دار ہوں یا فلاں حصہ دار نہیں ہے تو اس وجہ سے جب litigation شروع ہوتی ہے تو وہ litigation اپیل در اپیل چلتی

ہے تو اس وجہ سے it may possible کہ کوئی معاملہ 1970 کا ہو یا 1980 کا ہو اور وہ pending پڑا ہو۔ جہاں تک محترمہ نے بات کی ہے تو یہ پہلے ہی قانون موجود ہے کہ جو مذہبی عبادت گاہیں ہیں وہ مسجد ہو یا کسی دوسرے مذہب کی عبادت گاہ ہو، ان کو اس طرح سے acquire نہیں کیا جاتا بلکہ انہیں پہلے ہی تحفظ حاصل ہے۔ محترم ڈاکٹر وسیم صاحب نے جو بات کی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ان کی بات درست ہے نہ ہی مناسب ہے کہ ممبران اسمبلی وہاں پر بیٹھ کر معاملات کو پوری طرح سے دیکھتے یا سمجھتے نہیں ہیں البتہ یہ بات درست ہے کہ جس طرح سے کل ایک تصویر کا انہوں نے ذکر کیا تھا تو جتنی باریک بینی سے۔۔۔

جناب سپیکر: نہ، نہ، میں اس کی اجازت نہیں دیتا۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ/قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جتنی باریک بینی اور گہرائی سے چیزوں کو یہ دیکھتے ہیں، اتنی گہرائی سے شاید کوئی نہ دیکھتا ہو لیکن ایسا نہیں ہے کہ جو معزز ممبران ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: چھوڑیں اس بات کو۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ/قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! وہ legislation کو دیکھتے نہیں ہیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ جو Land Acquisition Act کا اطلاق اس تمام acquisition کے اوپر ہو گا جو یہ اتھارٹی کرے گی۔ اب جو Land Acquisition Act ہے اس میں ایک بہت بڑی قدغن اور تحفظ یہ ہے کہ حکومت for public purpose اسے acquire کر سکتی ہے otherwise اور کسی purpose کے لئے نہیں کر سکتی۔ Public purpose جو ہے وہ ہائی کورٹ، شریعت کورٹ، سپریم کورٹ تک define ہے۔ اب اس کے بعد بات مارکیٹ پرائس کی آ گئی تو مارکیٹ پرائس جو ہے market price dose not being, the price جو کہ مالک کی demand ہو۔ اب جس کی زمین acquire کی جائے اس کی جو demand ہے یا وہ جو سمجھتا ہے وہ مارکیٹ پرائس نہیں ہے، مارکیٹ پرائس کے تعین کا ایک طریق کار طے ہے اس کے مطابق جو acquisition authority ہے وہ اس کا تعین کرتی ہے اور وہ جو تعین کرتی ہے وہ challengeable ہے اور لوگ writs میں ہائی کورٹ میں گئے اور بعد میں سپریم کورٹ اور شریعت کورٹ میں گئے جس کے اوپر 15 فیصد over and above کا فیصلہ ہوا۔ وہ بھی لاگو ہے اور وہ بھی ملتا ہے تو باقاعدہ طور پر جس قیمت کا تعین ہوتا ہے وہ challengeable ہے۔ اگر کسی کو اس پر

اعتراض ہے کہ یہ صحیح مقرر نہیں ہوا اور اس سلسلے میں سپریم کورٹ کی اتھارٹیز ہیں جن میں انہوں نے تفصیل کے ساتھ اس پورے procedure کو دیکھنے کے بعد authenticate کیا ہے اور اس کے مطابق یہ سارا process ہوتا ہے۔ مزید یہ ہے کہ یہ جو land Acquisition Act ہے یہ صوبائی ایکٹ ہے، یہ اس معزز ایوان کی domain میں ہے۔ اگر میرے اپوزیشن کے بھائی یا کوئی اور بھی ممبر اس میں کوئی اور بہتری کرنا چاہتے ہیں یا اس میں کوئی اور کسی قسم کی conditions کو add کرنا چاہتے ہیں تو وہ اس بل میں ایک ترمیم لا سکتے ہیں۔ یہ صوبائی بل ہے اور اگر اس میں کوئی اور بہتری لائی جا سکتی ہے تو وہ لائی جا سکتی ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: سبطین خان صاحب چشمہ بیراج کی بھی بات کر رہے تھے کہ 1970 میں جو لوگوں سے acquire کی گئی۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے وہی بات کی ہے نہ کہ title کا جھگڑا ہوتا ہے اور لوگ litigation میں، عدالتوں میں چلے جاتے ہیں اور جب تک عدالتوں کا فیصلہ نہ ہو تو اس وقت تک معاملہ لٹکا رہتا ہے۔

MR SPEAKER: The Amendment moved and the question is:

> That in Clause 6 of the Bill, in the proposed Section 24 of the Principal Act, the following proviso be added at the end:-
>
> "Provided that the compensation for the land or property so acquired, shall be pa in accordance with the prevailing market price."

(The motion was lost.)

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! "ناں" والوں کی آواز زیادہ تھی کیونکہ لاء منسٹر صاحب نے ہاتھ کھڑا کیا تھا جس پر حکومتی بنچوں نے زیادہ زور سے ہاں میں جواب دیا۔

جناب سپیکر: جی، نہیں، (قہقہہ)

MR SPEAKER: Now, the Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR SPEAKER: Now, the Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR SPEAKER: Now, the Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر کورم پورا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جب سوال put کر دیا جائے تو اس وقت کورم point out نہیں کیا جا سکتا۔

"That Clause 8 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 9

MR SPEAKER: Now, the Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 9 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 10

MR SPEAKER: Now, the Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 10 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

کورم کی نشاندہی

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، کورم point out کر دیا گیا ہے، گنتی کی جائے۔ پہلے سوال put کرنے پر کیا گیا تھا جو کہ صحیح نہیں تھا اور اب ٹھیک ہے لہذا گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)
جی، گنتی کی گئی ہے کورم پورا نہیں ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: دوبارہ گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)
گنتی کی گئی ہے اور کورم پورا نہیں ہے لہذا اب اجلاس 13۔مارچ بروز جمعرات صبح 10 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔